

گنجینۂ ادب

مؤلفہ

جناب مولوی حافظ سید جلال الدین احمد جعفری زینبی

سابق عربی - فارسی مدرس انٹرمیڈیٹ کالج الہ آباد

طفل مکتب مجھ سے پڑھواتے ہیں کتاب
یا الٰہی اسکا خانہ ہو خراب
گیلانی

منظور شدہ یو - پی انٹرمیڈیٹ بورڈ

برائے ہائی اسکول اگزامینیشن

باہتمام سید عبدالواسع جعفری

در مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد مطبوع گردید

قیمت فی جلد [illegible]

فہرست گنجینۂ ادب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالات شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام شرف الدین ۔ مُصلح لقب ۔ سعدی تخلص ہے پیدائش کا صحیح سنہ اور تاریخ معلوم نہیں ۔ مگر سال وفات کے حساب سے سنہ ۵۸۹ھ کی پیدائش معلوم ہوتی ہے ۔

چونکہ شیخ نے اتابک سعد ابن زنگی کے عہد حکومت میں شعر کہنا شروع کیا تھا ۔ اور آن کے والد شیخ عبداللہ شیرازی سعد زنگی کے یہاں کسی خدمت پر مامور تھے اس لئے اپنا تخلص سعدی رکھا ۔

شیخ کے والد ایک باخدا شخص تھے اُنھوں نے اِن کو بچپن ہی سے عبادت اور شب بیداری کی تعلیم دی ۔ اور ہر وقت ان کے اقوال و افعال کے نگراں رہے ۔ بے موقع بولنے پر زجر و توبیخ کرتے ۔ اور بری صحبتوں سے ہمیشہ ان کو علیحدہ رکھتے ۔

شیخ نے اپنی تربیت کا بڑا سبب اسی باپ ماں کی تادیب کو قرار دیا ہے ۔ چنانچہ بوستاں میں فرماتے ہیں ؎

ندانی کہ سعدی مکاں از چہ یافت   نہ ہامون نوشت و نہ دریا شگافت

بخردی بخورد از بزرگان قفا　　　　خدا دادش اندر بزرگی صفا

شیخ کے باپ کا سایۂ عاطفت اُن کے بچپن ہی میں اُٹھ گیا تھا اور جس ناز و نعم سے پل رہے تھے وہ سارے سامان جاتے رہے خود فرماتے ہیں ؎

من آنگہ سر تاجور داشتم　　　　کہ سر در کنار پدر داشتم
اگر بر وجودم نشستے مگس　　　　پریشاں شدے خاطر چند کس
کنوں دشمناں گر برندم اسیر　　　　نباشد کس از دوستانم نفیر
مرا باشد از درد طفلاں خبر　　　　کہ در طفلی از سر برفتم پدر

مگر اُن کی ماں (جو نہایت متقی اور پرہیزگار عورت تھیں) جوانی تک زندہ رہیں۔ انھیں سے ان کو اخلاقی سبق ملتے رہے گلستاں میں خود فرماتے ہیں "وقتے از جہل و جوانی بانگ بر مادر زدم۔ دل آزردہ بہ کنجے نشست۔ وگریاں ہمی گفت۔ مگر خردی را فراموش کردی کہ درشتی می کنی"۔

شیخ کے زمانہ میں شیراز دارالعلم تھا۔ وہاں اور اُس کے قرب و جوار میں علما و فصحا کی جماعت کثیر کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اور فارس کے کاملین کے حالات برابر سنتے تھے اس لئے تحصیل علم کا شوق دامنگیر ہوا۔ اُس زمانہ میں دارالعلم شیراز میں بدامنی تھی۔ اور وطن میں عوائق و موانع بھی پیش آتے ہیں۔ شیخ نے وطن کو خیرباد کہکر بغداد کی راہ لی جس کا ذکر خود اپنے ان اشعار میں فرماتے ہیں ؎

دلم از صحبت شیراز بکلی بگرفت　　　　وقت آنست کہ پرسی خبر از بغدادم
سعدیا حب وطن گرچہ حدیثیست صحیح　　　　نتواں مُرد بسختی کہ من اینجا زادم

بغداد میں سب سے مشہور مدرسہ مدرسۂ نظامیہ تھا۔ جہاں امام غزالی وغیرہ نے تعلیم پائی تھی۔ وہاں جاکر تحصیل علم شروع کی۔

اور اس محنت سے پڑھا کہ اپنے تمام ساتھیوں میں ممتاز رہے۔ تعلیم کے زمانہ میں اُن کی خوش بیانی اور حسنِ تقریر پر ان کے ساتھ کے طلبا رشک کرتے تھے۔

جس زمانہ میں شیخ بغداد میں تعلیم پاتے تھے عباسیہ کے آخر خلیفہ مستعصم باللہ سریر آرائے سلطنت تھے۔ اُن کا جاہ و جلال شیخ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اور پھر اُنھیں آنکھوں سے عباسیوں کی خلافت کا خاتمہ۔ اور خلیفہ اور اُن کی اولاد اور ہزارہا بنی عباس اور کئی لاکھ اہل بغداد کا تاتاریوں کے تیغ بے دریغ سے قتل ہونا۔ اور عرب کے سطوت اور اقتدار کا ہمیشہ کے لئے صفحۂ روزگار سے مٹ جانا مشاہدہ کیا تھا۔ یہ واقعات شیخ کے لئے ایک عمدہ سبق تھے۔ جس نے اُن کے دل میں قوم کی دلسوزی۔ بادشاہ کی اصلاح۔ رعایا کی ہمدردی اور ہر طبقہ کے لوگوں کی بھلائی کا خیال پیدا کر دیا تھا۔ اسی خیال کی بدولت اُنھوں نے اپنی تمام عمر ابنائے جنس کی نصیحت اور خیر اندیشی میں صرف کیا۔

جب شیخ کاغذی کتاب کے مطالعہ سے سیر ہو گیا تو نسخۂ کائنات کا مطالعہ شروع کیا۔ مدت دراز تک ایشیا اور افریقہ میں سیر و سیاحت کرتے رہے۔ اور چونکہ شیخ شاعر تھے۔ صوفی تھے۔ فقیہ تھے۔ واعظ تھے۔ رند تھے۔ شوخ طبع تھے۔ اس لئے اُنھوں نے تماشاگاہِ عالم کو ہر ہر پہلو سے دیکھا۔

شیخ نے جس وقت سیاحت شروع کی اُس وقت فارس میں اتابکان سلغری کی حکومت تھی۔ اس کا پانچواں حکمراں سعد زنگی شیخ کا ہمعصر

تھا لیکن اُس کے آخر زمانہ تک سعدی وطن میں نہیں آئے۔

سعد زنگی نے ۶۲۳ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد اُس کا بیٹا اتابک ابوبکر تخت نشین ہوا۔ وہ نہایت شان و شوکت کا بادشاہ تھا۔ فارس کی حکومت جو دوسو برس سے تاراجگاہ بن رہی تھی اُس کے زمانہ میں عروس رعنا بن گئی۔ ہر طرف نظم و نسق قائم ہوگیا۔ جابجا مدرسے اور درسگاہیں کھُل گئیں۔ علماء فضلا اور شعرا دور دور سے کھنچ آئے۔ شیخ کو جب وطن میں امن و امان کی خبر معلوم ہوئی تو شام سے عراق عجم ہوکر شیراز آئے۔

شیراز پہنچ کر شاہی تعلقات سے بالکل آزاد رہنا تو ممکن نہ تھا اس لئے ابوبکر سعد زنگی کے درباریوں میں داخل ہوئے۔ مدحیہ قصائد لکھے۔ گلستاں اور بوستاں انھیں کے نام سے معنون کیا۔

انکیانو جو اباقاآن خاں پسر ہلاکو خاں کی طرف سے شیراز کا گورنر تھا۔ اُس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔

خواجہ شمس الدین - خواجہ علاءالدین - دونوں حقیقی بھائی تھے یہی دونوں اُس زمانہ میں علم و فضل کے اصلی پشت و پناہ تھے خواجہ شمس الدین ہلاکو خاں کا وزیر اعظم تھا۔ اور علاءالدین بغداد کا حاکم تھا یہ دونوں بھائی شیخ سعدی کے مرید اور معتقد تھے۔

ایک بار شیخ حج سے واپس آکر تبریز آئے۔ اور خواجہ شمس الدین سے ملنے گئے۔ اتفاق سے اباقاآن خاں کی سواری آرہی تھی۔ یہ دونوں بھائی ساتھ تھے۔ شیخ نے نظر بچاکر نکل جانا چاہا۔ دونوں بھائیوں نے

دیکھ لیا۔ گھوڑوں سے اُتر پڑے اور جاکر شیخ کے ہاتھ پاؤں چومے اباقاآن یہ دیکھ کر سخت متحیر ہوا۔ جب دونوں بھائی شیخ کے پاس سے اُس کے پاس گئے تو پوچھا کہ یہ کون شخص تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہمارا پیر طریقت ہے۔ سعدی شیرازی۔ اباقاآن ملنے کا مشتاق ہوا۔ دونوں بھائی شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور باصرار لے آئے۔ اباقاآن سے دیر تک صحبت رہی۔ چلتے چلتے اُس نے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ شیخ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد صرف اعمال ساتھ جائیں گے۔ اب تم کو اختیار ہے کہ اچھے اعمال ساتھ لے جاؤ یا بُرے۔ اُس نے کہا کہ اس کو نظم کر دیجئے۔ شیخ نے برجستہ کہا ؎

شہے کہ حفظ رعیت نگاہ میدارد
حلال باد خراجش کہ مزد چوپانی است

وگرنہ راعی خلق است زہر مارش باد
کہ ہرچہ میخورد از جزیت مسلمانی است

اباقاآن کے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ اور کہا کہ میں راعی ہوں یا نہیں۔ شیخ نے کہا کہ اگر راعی ہو تو پہلا شعر حسب حال ہے۔ ورنہ دوسرا اور چلتے ہوئے یہ اشعار پڑھے ؎

بادشہ سایۂ خدا باشد
سایہ باذات آشنا باشد

نہ شود نقل عامہ قابل خیر
گر نہ شمشیر بادشا باشد

ملکت او صلاح نہ پذیرد
گر ہمہ رائے او خطا باشد

بر صلاحے کہ در جہاں آید
اثر عدل بادشا باشد

شیخ کی شہرت اگرچہ جس قدر زمرۂ شعرا میں ہوئی طبقۂ علما میں اس قدر نہیں ہوئی۔ مگر شیخ علم تصوف کے بہت بڑے ماہر تھے۔ اور اکثر علوم میں بہرۂ کامل رکھتے تھے تصوف اور سلوک کی تعلیم

شیخ شہاب الدین سہروردی سے حاصل کی۔ اسی سیاحت کی
بدولت سفر دریا میں اُن کا ساتھ ہوا۔ اور اُن کے فیض صحبت سے تزکیہ
نفس کے مراتب طے کیئے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں ؎

مرا پیر دانائے مرشد شہاب | دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خودبیں مباش | دگر آنکہ بر غیر بدبیں مباش

آپ نے زہد و ریاضت کے عالم میں حج و زیارت کے لئے بڑے بڑے سفر
کیئے۔ نہایت دشوار گذار جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں پیادہ پا سیکڑوں
کوس چلے۔ رات رات بھر پا پیادہ چلتے چلتے تھک کر چور ہو جاتے تھے۔ اور
راستہ ہی میں پتھریلی زمین پر پڑ کر سو رہتے تھے۔ نفس کشی کے لئے
بیت المقدس میں سقائی کی۔ لوگوں کو پانی پلاتے پھرتے تھے۔

شیخ کی وفات ۶۹۱ھ میں شیراز میں ہوئی۔ جبکہ اتابکان فارس
کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور ملک فارس تاتاریوں کے قبضہ میں آچکا تھا۔
کسی شاعر نے اُن کے مرنے کی تاریخ لکھی ہے ؎

دُر بحر معارف شیخ سعدی | کہ در دریائے معنی بود غواص
مہِ شوال روز جمعہ روشن | بداں درگاہ رفت از روئے اخلاص
یکے پرسید سال فوت گفتم | زخاصاں بود زاں تاریخ شد خاص [۶۹۱]

شیخ کی عمر کسی نے ۱۲۰ اور کسی نے ۱۱۰ برس کی لکھی ہے۔ مگر اکثر
تذکروں سے اسی قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ ۱۲۰ برس کی عمر پائی ہے
آپ کا مزار پُرانوار مقام دلکشا سے ایک میل کے فاصلہ پر جانب مشرق
واقع ہے۔ عمارت اُس کی بہت بڑی اور مربع ہے۔ اور قبر سنگین
ہے۔ وہ مزار اب سعدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور زیارت گاہ

خاص و عام ہے۔

شیخ کے کلام پر لوگوں کی رائیں

مولانا عبدالرحمٰن جامی نے بہارستان میں کسی شاعر کا یہ قطعہ نقل کیا ہے۔

قطعہ

در شعر سہ کس پیمبر انند ہرچند کہ لانبی بعدی
ابیات و قصیدہ و غزل را فردوسی و انوری و سعدی

حضرت امیر خسرو دہلوی نے غزل میں شیخ کو اپنا اُستاد مانا ہے فرماتے ہیں کہ ؎

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت شیرا از میخانۂ مستے کہ در شیراز بود

حضرت امیر حسن دہلوی نے بھی شیخ کے تتبع پر فخر کیا ہے ؎

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ است کہ اہل معنی گلچیں ازیں گلستاں اند

گلستاں اور بوستاں

ان دونوں کتابوں کو شیخ کے کلام کا خلاصہ اور لب لباب سمجھنا چاہیئے۔ فارسی میں کوئی کتاب ان سے زیادہ مقبول و مطبوع خاص و عام نہیں ہوئی۔ ایران۔ ترکستان۔ تاتار۔ افغانستان اور ہندوستان میں ان دونوں کتابوں کی تعلیم تقریباً سات سو برس سے برابر جاری ہے مشرق اور مغرب کی اکثر زبانوں میں ان کے ترجمے ہوئے علماء و مشائخ نے ان کی عزت کی۔ سلاطین نے ان کو سلطنت کا دستورالعمل بنایا۔ منشیوں اور شاعروں نے ان کی فصاحت و بلاغت کے آگے

سرجھکایا۔

اگرچہ دونوں کتابیں حسن و خوبی۔ فصاحت و بلاغت۔ تہذیب و اخلاق پند و نصیحت اور اکثر خوبیوں کے لحاظ سے ایک سے ایک بہتر ہے۔ مگر بعض وجوہ سے گلستاں کو بوستاں پر ترجیح ہے۔

فارسی نظم میں تو مثنوی مولانا روم۔ اور شاہنامہ فردوسی کی شہرت اور مقبولیت شاید بوستاں سے زائد ہے۔ مگر نثر میں کوئی کتاب گلستاں سے زیادہ مقبول نہیں ہوئی۔ اس کی فصاحت و بلاغت۔ حسن بیان لطف ادا بے مثل ہے۔ اس کے ابواب کی عمدہ ترتیب۔ اس کے فقروں کی برجستگی۔ اس کے الفاظ کی شستگی۔ اس کے استعارات کی جزالت اس کی تشبیہات و تمثیلات کی طرفگی۔ اور پھر باوجود ان تمام باتوں کے عبارت میں نہایت سادگی و صفائی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شیخ نے اپنی عمر عزیز کا ایک معتدبہ حصہ اس کی تصنیف میں صرف کیا تھا۔ اور اس کی تنقیح و تہذیب میں اپنے فکر و سلیقہ سے پورا پورا کام لیا تھا۔ چنانچہ دیباچہ گلستاں کے آخر میں انھوں نے صاف کہا ہے کہ "برخے از عمر گرانمایہ بروخرج کردیم"۔

گلستاں کے دیباچہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب فصل بہار کے آغاز سے شروع ہوئی اور اس کے تمام ہونے سے پہلے ختم ہوگئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ترتیب اس عرصہ میں تمام ہوئی۔

گلستاں اور بوستاں علم اخلاق کی جامع کتابیں ہیں۔ ان میں اخلاق کے ہر ایک باب کا مطلب اجمالاً یا تفصیلاً بقدر ضرورت موجود ہے۔ گلستاں کے طرز پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ جن میں سے قرینہ موجود

ہیں۔ بہارستان جامی۔ نگارستان خانی۔ پریشان قاآنی۔ ان میں تمام اہل ذوق نے سب سے بہتر بہارستان کو مانا ہے۔ مگر گلستاں کے مقابلے میں یہ کتابیں لائی جائیں تو جس طرح آفتاب کے مقابلے میں چاند اور شمع دونوں کی روشنی کا نور ماند ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سب کا رنگ پھیکا پڑ جائے۔

گلستاں اور بوستاں کے خصوصیات

اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ان کتابوں کے مقبول ہونے کا اصلی سبب یہ ہے کہ ان میں سرتاپا اخلاق و تہذیب نفس کے مضامین مندرج ہیں۔ مگر میرے نزدیک ان کی مقبولیت کی اصل وجہ یہ ہے کہ اخلاق و مواعظ کو شیخ کے سوا کسی نے ایسی خوبی و لطافت کے ساتھ فارسی زبان میں بیان نہیں کیا۔

۱۔ سب سے زیادہ تعجب انگیز بات ان دونوں کتابوں میں یہ ہے کہ جن باتوں میں مشرقی لٹریچر بدنام ہے وہ ان کتابوں میں اس قدر کم ہے کہ چند مقامات کو مستثنیٰ کر کے کوئی ایسی بات باقی نہیں رہتی جو زمانۂ حال کے موڈل اور سوشل خیالات کے خلاف ہو۔ اور یہ بات ایسی پرانی کتابوں میں جس کے زمانۂ تصنیف کو ۷۰۰ برس سے زیادہ گذر چکے ہیں۔ کچھ تعجب نہیں ہے۔ مثلاً مبالغہ اور اغراق جو مشرقی انشا کا خاصہ ہے۔ ان کتابوں میں اتنا کم ہے جتنا کہ ایران کے شعرا کے کلام میں سچ۔ اور جہاں ہے وہاں نہایت لطیف اور بامزہ ہے۔ سوپر نیچرل یعنی فوق العادت باتیں اور عجیب و غریب

قصّے بھی اِن کتابوں میں بہت کم ہیں۔

۲۔ دوسری عام اور بڑی خوبی اِن کتابوں میں یہ ہے کہ شیخ نے جس مطلب کو بیان کیا ہے اُس کے لئے ایسا لطیف اور دلکش پیرایہ اختیار کیا ہے جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ جیسے اس مطلب کو دو شعروں میں بیان کیا ہے کہ خاموشی عالم کے لئے زینت ہے اور جاہل کے لئے پردہ پوش ہے

ترا خامشی اے خداوند ہوش | وقاراست و نااہل را پردہ پوش
اگر عالمی ہیبت خود مبر | وگر جاہلی پردۂ خود مدر

یا مثلاً اس بات کو دو شعروں میں بیان کرتا ہے کہ کسی کی آہ وزاری سے قضائے الٰہی نہیں بدلتی اور قانون قدرت نہیں ٹوٹتا ہے

قضا دگر نشود ور ہزار نالۂ و آہ | بہ شکر یا بہ شکایت برآید از دہنے
فرشتۂ کہ وکیل است بر خزائن باد | چہ غم کند کہ بمیرد چراغ پیرزنے

۳۔ اِن دونوں کتابوں میں یہ بات بھی تعجب انگیز ہے کہ باوجودیکہ صنائع لفظی و معنوی بکثرت موجود ہیں۔ اور نصف گلستاں کے فقرے مسجّع و مقفّیٰ ہیں۔ مگر وہ سادگی میں ضرب المثل ہیں اور جہاں نثر عاری کا ذکر آتا ہے وہاں سب سے پہلے گلستاں کی مثال دیجاتی ہے۔ یہ شیخ کے کمال انشا پردازی کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

۴۔ اِن کتابوں میں ایسی حکایتیں لکھی گئی ہیں۔ جن میں باوجود موعظت بلیغ کے کسی قدر ظرافت و خوش طبعی کی بھی گنجایش ہو۔ پھر اپنے حُسن بیان سے شیخ نے تمام حکایات کو نہایت لطیف و ملیح کر دیا ہے۔ اور کہیں سیدھی سادی حکایت میں کوئی گرم فقرہ یا لطیف

کنایہ زیادہ کرکے اُس میں ایک نمک زیادہ کردیا ہے تاکہ پند و موعظت کی تلخی ظرافت کی چاشنی سے دور ہو جائے۔

۵۔ اکثر نہایت پاکیزہ اور لطیف نکتے جن سے عموماً اذہان خالی ہوتے ہیں ایسی معمولی اور سرسری باتوں سے نکال لیتے ہیں جو عام ذہنوں میں موجود ہوتی ہیں۔ جیسے "ہر نفسے کہ فرو می رود ممد حیات است۔ و چوں برمی آید مفرح ذات۔ پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است و بر ہر نعمتے شکرے واجب۔"

۶۔ حسن تاویل اور لطف استدلال جیسا جچا تلا اُن کے کلام میں پایا جاتا ہے اور شعرا کے کلام میں نہیں پایا جاتا۔ جیسے

شنیدی کہ در روزگار قدیم — شدے سنگ در دست ابدال سیم
پنداری ایں قول معقول نیست — چو قانع شدی سیم و سنگت یکیست

۷۔ نیچر کے بیان میں شیخ کا کلام لاثانی ہے۔ خدا کی صنعت اور حکمت کے متعلق وہ وہی باتیں بیان کرتے ہیں جو سب جانتے ہیں لیکن یہ کسی کی طاقت نہیں کہ وہ ویسے پاکیزہ اور دلنشیں بیان کے ساتھ ادا کرسکے۔

۸۔ وہ اکثر قانون قدرت سے اشیا کے حسن و قبح اور اصول اخلاق کے ثبوت پر استدلال کرتے ہیں۔ جیسے

پلیدی کند گربہ برجائے پاک — چو زشتش نماید بہ پوشد بخاک
گر آزادی از ناپسندیدہا — نہ ترسی کہ بروے فتد دیدہا

۹۔ وہ کبھی آزادانہ اور محققانہ نصیحتیں کرتے ہیں۔ جو اگرچہ عام خیالات سے کسی قدر بلند ہوتی ہیں۔ مگر حد شرع سے ہرگز متجاوز نہیں

ہوتیں۔ اس لئے اُن کو زاہد اور رند دونوں پسند کرتے ہیں۔
۱۰۔ جب اُن کو کسی خاص فرقے یا جماعت کے واقعی عیوب بیان کرنے ہوتے ہیں تو اُن کو ایسے عمدہ پیرایوں میں بیان کرتے ہیں کہ کسی کو ناگوار نہیں معلوم ہوتے۔
۱۱۔ یہ بات عموماً دیکھی گئی ہے کہ جو واقعات اسلاف سے نقل کئے جاتے ہیں وہ اتنے موثر نہیں ہوتے۔ جتنا کہ اپنی سرگذشت بشرطیکہ بیان کرنے والا نہایت فصیح و بلیغ اور اپنے جذبات ادا کرنے پر قادر ہو۔ گلستاں اور بوستاں میں چونکہ شیخ نے زیادہ تر اپنے ہی واقعات لکھے ہیں اور اُن سے نتائج استخراج کئے ہیں۔ اس لئے اُن کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ شیخ جیسا جادو بیان اُن کو بیان کرتا ہے۔
۱۲۔ جب اُن کو کسی نیک کام کی ترغیب دینی ہوتی ہے تو ایسی معمولی باتیں یاد دلاتے ہیں جو اُس کام کی نسبت ہمیشہ خاص و عام کے دل میں گذرتی ہیں۔ اور اُن کی آنکھوں کے سامنے پیش آتی رہتی ہیں۔ اور جب کسی امر پر اُن کو متنبہ کرنا منظور ہوتا ہے تو ایسے صریح اور صاف نتیجے سمجھاتے ہیں جو دنیا میں ہمیشہ دیکھے جاتے ہیں۔ وہ کوئی نئی بات نہیں سکھاتے بلکہ بھولی ہوئی باتوں کو یاد دلاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اُس بیان کی طرف خود بخود لوگوں کے دل کھنچتے ہیں اور اُن کے کلام میں ایسا مزہ آتا ہے جیسے کوئی مدت کی کھائی ہوئی لذیذ چیز برسوں کے بعد سامنے آتی ہے اور نہایت رغبت اور شوق سے کھائی جاتی ہے۔

انتخاب از گلستانِ سعدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

منّت مر خدائے را عزّوجل۔ کہ طاعتش موجبِ قربت است بہ شکر اندرش مزیدِ نعمت۔ ہر نفسے کہ فرو می رود۔ ممدِّ حیات است چوں بر می آید مفرّحِ ذات۔ پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است بر ہر نعمتے شکرے واجب۔ **بیت**

از دست و زبانِ کہ بر آید کز عہدۂ شکرش بدر آید

قطعہ

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیرِ خویش عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش کس نتواند کہ بجا آورد

بارانِ رحمتِ بے حسابش ہمہ را رسیدہ۔ و خوانِ نعمتِ بیدریغش ہمہ جا کشیدہ۔ پردۂ ناموسِ بندگاں بگناہِ فاحش ندرد۔ و وظیفۂ روزی بخطائے منکر نبُرد۔ **قطعہ**

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب گبر و ترسا وظیفہ خور داری

دوستان را کجا کنی محروم   تو که با دشمنان نظر داری

فراش باد صبا را گفته تا فرش زمردین بگسترد - و دایهٔ ابر بهاری را فرموده تا بنات نبات را در مهد زمین بپرورد - و درختان را بخلعت نوروزی قبای استبرق در بر گرفته - و اطفال شاخ را بقدوم موسم ربیع کلاه شکوفه بر سر نهاده - عصارهٔ نحلی بقدرت او شهد فائق شده - و تخم خرمائی به تربیت او نخل باسق گشته -

قطعه

ابر و باد و مه و خورشید و فلک در کارند   تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری

همه از بهر تو سرگشته و فرمان بردار   شرط انصاف نباشد که تو فرمان نبری

در خبر است از سرور کائنات - مفخر موجودات - رحمت عالمیان صفوت آدمیان - تتمهٔ دور زمان - بیت

چه غم دیوار امت را که دارد چون تو پشتیبان   چه باک از موج بحر آنرا که باشد نوح کشتیبان

که یکی از بندگان گنهگار - پریشان روزگار - دست انابت بامید اجابت بدرگاه خداوند جل و علا بردارد - ایزد تعالی درو نظر نکند - بازش بخواند - باز دیگر اعراض فرماید - بازش بتضرع و زاری بخواند - حق سبحانه تعالی گوید یا مَلَائِکَتِی قَدِ اسْتَحْیَیْتُ مِنْ عَبْدِی وَلَیْسَ لَهُ غَیْرِی دعوتش را اجابت کردم - و امیدش برآوردم که از بسیاری دعا و گریهٔ بنده همی شرم دارم -

بیت

کرم بیں و لطف خداوندگار — گنہ بندہ کردست و او شرمسار

عاکفان کعبہ جلالش بتقصیر عبادت معترف کہ ما عبدناک حق عبادتک۔ و واصفان حلیہ جمالش بتحیر منسوب کہ ما عرفناک حق معرفتک

قطعہ

گر کسے وصف او ز من پرسد — بیدل از بے نشان چہ گوید باز
عاشقاں کشتگانِ معشوقند — بر نیاید ز کشتگان آواز

یکے از صاحبدلاں سر بجیب مراقبہ فرو بردہ بود۔ و در بحر مکاشفہ مستغرق شدہ۔ حالے کہ ازاں معاملت باز آمد یکے از محبان گفت۔ ازیں بوستاں کہ بودی چہ تحفہ کرامت کردی احباب را گفت بخاطر داشتم کہ چوں بدرخت گل برسم دامنے پُرکنم ہدیہ اصحاب را۔ چوں برسیدم بوے گلم چناں مست کرد کہ دامن از [illegible] برفت۔

قطعہ

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز — کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد
ایں مدعیاں در طلبش بیخبرانند — کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

قطعہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — وز ہرچہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر — ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

در سبب تالیف کتاب

یک شب تامل ایام گذشته می کردم - و بر عمر تلف کرده تاسف می خوردم - و سنگ لاخهٔ دل را بالماس آب دیده می سفتم - و این بیتها مناسب حال خود می گفتم - مثنوی

هر دم از عمر می رود نفسی — چون نگه می کنم نماند بسی
ای که پنجاه رفت و در خوابی — مگر این پنج روز دریابی
خجل آنکس که رفت و کار نساخت — کوس رحلت زدند و بار نساخت
خواب نوشین و بامداد رحیل — باز دارد پیاده را ز سبیل
هر که آمد عمارت نو ساخت — رفت و منزل بدیگری پرداخت
وان دگر پخت همچنین هوسی — وین عمارت بسر نبرد کسی
یار ناپایدار دوست مدار — دوستی را نشاید این غدار
لاجرم مرد عارف و کامل — ننهد بر حیات دنیا دل
نیک و بد چون همی بباید مرد — خنک آنکس که گوی نیکی برد
برگ عیشی بگور خویش فرست — کس نیارد ز پس تو پیش فرست
عمر برف ست و آفتاب تموز — اندکی ماند و خواجه غره هنوز
ای تهیدست رفته در بازار — ترسمت پر نیاوری دستار
هر که مزروع خود خورد بخوید — وقت خرمنش خوشه باید چید
پند سعدی بگوش دل بشنو — ره چنین است مرد باش و برو

بعد از تامل مصلحت آں دیدم کہ در نشیمن عزلت نشینم و دامن از صحبت فراہم چینم۔ و دفتر از گفتار ہاے پریشاں بشویم۔ و من بعد پریشاں نگویم۔

بیت

زباں بریدہ بکنجے نشستہ صُم وبکم ✽ بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم

تا یکے از دوستاں کہ در کجاوہ انیس من بودے۔ و در حجرہ جلیس برسم قدیم از در در آمد۔ چندانکہ نشاط ملاعبت کرد۔ و بساط مراعبت گسترد۔ جوابش نگفتم۔ و سر از زانوے تعبد بر نہ گرفتم۔ رنجیدہ نگہ کرد وگفت۔

قطعہ

کنونت کہ امکان گفتار ہست ✽ بگواے برادر بلطف و خوشی

کہ فردا چو پیک اجل در رسد ✽ بحکم ضرورت زباں در کشی

کسے از متعلقان منش برحسب واقعہ مطلع گردانید۔ کہ فلاں عزم کردہ است۔ و نیت جزم کہ بقیت عمر معتکف نشیند۔ و خاموشی گزیند۔ تو نیز اگر توانی سر خویش گیر۔ و مجانبت پیش۔ گفتا بعزت عظیم و صحبت قدیم کہ دم بر نیارم و قدم بر ندارم۔ مگر آنگہ کہ سخن گفتہ شود بعادت مالوف و طریق معروف۔ کہ آزردن دل دوستاں جہل است و کفارت یمین سہل۔ خلاف راہ صواب است و عکس راے اولی الالباب ذوالفقار علیؓ در نیام و زبان سعدی در کام

قطعہ

زباں در دہان خردمند چیست ✽ کلید در گنج صاحب ہنر

چو در بستہ باشد چہ داند کسے / کہ جوہر فروشست یا شیشہ گر

قطعہ

اگرچہ پیش خردمند خامشی ادبست / بوقت مصلحت آں بہ کہ در سخن کوشی
دو چیز طیرۂ عقلست دم فرو بستن / بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

فی الجملہ زبان از مکالمت او درکشیدن قوت نداشتم - و روے از محادثت بگردانیدن مروت ندانستم - کہ یار موافق بود و محب صادق بیت

چو جنگ آوری با کسے بر ستیز / کہ ازوے گزیرت بود یا گریز

بحکم ضرورت سخن گفتم - و تفرج کناں بیروں رفتیم - در فصل ربیعے کہ صولت برد آرمیدہ بود - و اوان دولت ورد رسیدہ - قطعہ

اول اردی بہشت ماہ جلالی / بلبل گویندہ بر منابر قضباں
بر گل سرخ از نم اوفتادہ لآلی / ہمچو عرق بر عذار شاہد غضباں
پیراہن سبز بر درختاں / چوں جامۂ عید نیکبختاں

شب را ببوستاں با یکے از دوستاں اتفاق مبیت افتاد - موضعے خوش و خرم و درختان دلکش درہم - گفتی کہ خردۂ مینا برخاکش ریختہ و عقد ثریا از تاکش آویختہ - قطعہ

رَوضَۃٌ مَاءُ نَہرِہَا سَلسَال / دَوحَۃٌ سَجعُ طَیرِہَا مَوزُوں
آں پر از لالہ ہاے رنگا رنگ / ویں پر از میوہ ہاے گوناگوں
باد در سایۂ درختانش / گسترانیدہ فرش بوقلموں

بامدادان کہ خاطر باز آمدن بر راے نشستن غالب آمد - دیدمش

دامن گل و ریحان و سنبل و ضیمران فراهم آورده - و آهنگ رجوع کرده گفتم گل بوستان را چنانکه دانی بقائے و عہد گلستان را وفائی نباشد و حکیماں گفتہ اند ہرچہ نپاید دلبستگی را نشاید - گفتا طریق چیست گفتم برائے نزہت ناظران و فسحت حاضران کتاب گلستان توانم تصنیف کردن کہ باد خزاں را بر ورق او دست تطاول نباشد - و گردش زماں عیش ربیعش را بطیش خریف مبدّل نکند - قطعہ

بچہ کار آیدت ز گل طبقے　　از گلستان من ببر ورقے
گل ہمیں پنج روز و شش باشد　　ویں گلستاں ہمیشہ خوش باشد

حالے کہ من ایں حکایت بگفتم دامن گل بریخت - و در دامنم آویخت کہ الکریم اذا وعد وفیٰ - فصلے دو ہماں روز اتفاق بیاض افتاد در حسن معاشرت و آداب محاورت - در لباسے کہ متکلماں را بکار آید و مترسلاں را بلاغت افزاید - فی الجملہ ہنوز از گلستان بقیتے ماندہ بود کہ کتاب گلستان تمام شد -

باب اوّل در سیرت پادشاہاں

۱ - حکایت - پادشاہے را شنیدم کہ بکشتن اسیرے اشارت کرد - بیچارہ دراں حالت نومیدی ملک را دشنام دادن گرفت - و سقط گفتن - کہ گفتہ اند - ہر کہ دست از جاں بشوید ہرچہ در دل دارد بگوید

بیت

وقت ضرورت چو نماند گریز　　دست بگیرد سر شمشیر تیز

ملک پرسید که چه می گوید - یکی از وزرای نیک محضر گفت
ای خداوند همی گوید - وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ
وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ - ملک را رحمت آمد و از سر خون او درگذشت
وزیر دیگر که ضد او بود گفت ابنای جنس ما را نشاید در حضرت
پادشاهان جز براستی سخن گفتن - این ملک را دشنام داد و ناسزا
گفت - ملک روی ازین سخن درهم کشید و گفت - آن دروغ که
وی گفت پسندیده تر آمد مرا ازین راست که تو گفتی - که روی آن
در مصلحتی بود و بنای این بر خبث و خباثتی و خردمندان گفته اند -
دروغ مصلحت آمیز به از راستی فتنه انگیز - شعر

هر که شه آن کند که او گوید　　حیف باشد که جز نکو گوید

لطیفه - بر طاق ایوان فریدون نوشته بود - مثنوی

جهان ای برادر نماند بکس　　دل اندر جهان آفرین بند و بس
مکن تکیه بر ملک دنیا و پشت　　که بسیار کس چون تو پرورد و کشت
چو آهنگ رفتن کند جان پاک　　چه بر تخت مردن چه بر روی خاک

۲- حکایت - ملک زاده را شنیدم که کوتاه بود و حقیر و دیگر
برادرانش بلند بالا و خوبروی - باری پدر بکراهت و استحقار در وی
نظر همی کرد - پسر بفراست و استبصار بجای آورد و گفت ای پدر

کوتاه خردمند به که نادان بلند۔ نہ ہر چه بقامت مهتر بقیمت بهتر۔

قطعه

آں شنیدی که لاغر دانا   گفت باری به ابلهی فربه
اسپ تازی اگر ضعیف بود   همچناں از طویله خر به

پدر بخندید۔ و ارکان دولت بپسندیدند۔ و برادران بجاں برنجیدند۔

قطعه

تا مرد سخن نگفته باشد   عیب و هنرش نهفته باشد
هر بیشه گماں مبر که خالیست   شاید که پلنگ خفته باشد

شنیدم که ملک را دراں قرب دشمنے صعب روے نمود۔ چوں لشکر از هر دو طرف روے درهم آوردند و قصد مبارزت کردند۔ اول کسے که بمیداں در آمد آں پسر بود و گفت۔ قطعه

آں نہ من باشم که روز جنگ بینی پشت من   آں منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے
کانکه جنگ آرد بخون خویش بازی میکند   روز میداں۔ وانکه بگریزد بخون لشکرے

ایں بگفت و بر سپاه دشمن زد۔ و تنے چند مردان کاری را بکشت۔ چوں پیش پدر آمد۔ زمین خدمت ببوسید و گفت۔ قطعه

اے که شخص منت حقیر نمود   تا درشتی هنر نپنداری
اسپ لاغر میاں بکار آید   روز میداں نه گاو پرواری

آورده اند که سپاه دشمن بے قیاس بود و اینان اندک و جماعتے آهنگ گریز کردند۔ پسر نعره بزد و گفت۔ اے مردان بکوشید تا جامه

زبان بپوشیدند۔ سواران را بگفتن او تهوّر زیاده گشت و بیکبار حمله
کردند۔ شنیدم که همدران روز بر دشمن ظفر یافتند۔ پدر سر و چشمش
ببوسید و در کنار گرفت۔ و هر روز نظر بیش کرد۔ تا ولیعهد خویش
کرد۔ برادران حسد بردند۔ و زهر در طعامش کردند۔ خواهرش از
غرفه بدید و دریچه برهم زد۔ پسر بفراست دریافت۔ دست از طعام
باز کشید و گفت۔ محالست که هنرمندان بمیرند۔ و بیهنران جاے
ایشان گیرند۔

شعر

کس نیاید بزیر سایهٔ بوم　　ور همای از جهان شود معدوم

پدر را ازین حال آگهی دادند۔ برادرانش را بخواند و گوشمال بواجب
داد۔ پس هر یکے را از اطراف بلاد حصهٔ معین کرد۔ تا فتنه بنشست
و نزاع برخاست۔ که ده درویش در گلیمے بخسپند و دو پادشاه
در اقلیمے نگنجند۔

قطعه

نیم نانے گر خورد مرد خداے　　بذل درویشان کند نیمے دگر
هفت اقلیم ار بگیرد پادشاه　　همچنان در بند اقلیمے دگر

حکایت۔ طائفهٔ دزدان عرب بر سر کوهے نشسته بود
و منفذ کاروان بسته۔ و رعیت بلدان از مکائد ایشان مرعوب۔
و لشکر سلطان مغلوب۔ بحکم آنکه ملاذے منیع از قلهٔ کوهے گرفته بود۔
و ملجا و ماواے خود کرده۔ مدبران ممالک آن طرف در دفع مضرت
ایشان مشاورت کردند۔ که اگر این طائفه همبرین نسق روزگارے

مداومت نماید مقاومت نتوان کرد - مثنوی

درختی که اکنون گرفتست پای / به نیروی شخصی برآید ز جای
وگر همچنان روزگاری هلی / بگردونش از بیخ بر نگسلی
سر چشمه شاید گرفتن به بیل / چو پر شد نشاید گذشتن به پیل

سخن برین مقرر شد که یکی بتجسس ایشان برگماشتند - و فرصت نگاه میداشتند - تا وقتیکه بر سر قومی رانده بود - و مقام خالی مانده - تنی چند مردان واقعه دیده و جنگ آزموده را بفرستادند تا در شعب جبل پنهان شدند - شبانگاهی که دزدان باز آمدند سفر کرده و غارت آورده - سلاح از تن بگشادند - و رخت غنیمت بنهادند نخستین دشمنی که بر سر ایشان تاختن آورد - خواب بود - چندانکه پاسی از شب بگذشت - شعر

قرص خورشید در سیاهی شد / یونس اندر دهان ماهی شد

مردان دلاور از کمینگاه بدر جستند - و دست یکان یکان برکتف بستند - بامدادان بدرگاه ملک حاضر آوردند - همه را بکشتن فرمود - اتفاقاً دران میان جوانی بود که میوهٔ عنفوان شبابش نورسیده - و سبزهٔ گلستان عذارش نودمیده - یکی از وزیران پای تخت ملک را بوسه داد - و روی شفاعت بر زمین نهاد - و گفت - این پسر همچنان از باغ زندگانی برنخورده است - و از ریعان جوانی تمتع نیافته - توقع بکرم و اخلاق خداوندی آنست که ببخشیدن خون او بر بنده منت نهد - ملک روی

ازین سخن درهم آورد - و موافق رای بلندش نیامد و گفت - فرد

پرتو نیکان نگیرد هرکه بنیادش بد است   تربیت نااهل را چون گردکان بر گنبد است

نسل بنیاد ایشان منقطع کردن اولی تر است - که آتش کشتن و اخگر گذاشتن - و افعی کشتن و بچه اش نگاهداشتن - کار خردمندان نیست -

قطعه

ابر گر آب زندگی بارد   هرگز از شاخ بید بر نخوری

با فرومایه روزگار مبر   کز نی بوریا شکر نخوری

وزیر این سخن بشنید - و طوعاً و کرهاً به پسندید - و بر حسن رای ملک آفرین خواند و گفت - آنچه خداوند دام ملکه فرمود عین حقیقت است - که اگر در صحبت آن بدان تربیت یافتی طینت ایشان بگرفتی - و یکی از ایشان شدی - اما بنده امیدوار بود که بعشرت صالحان تربیت پذیرد و خوی خردمندان گیرد - که هنوز طفل است و سیرت بغی و عناد آن قوم در نهاد او متمکن نشده - در حدیث است - مَا مِن مَولُودٍ اِلّا وَقَد یُولَدُ عَلَی الفِطرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ اَو یُنَصِّرَانِهٖ اَو یُمَجِّسَانِهٖ - قطعه

پسر نوح با بدان بنشست   خاندان نبوتش گم شد

سگ اصحاب کهف روزے چند   پے نیکان گرفت مردم شد

این بگفت و طائفهٔ از ندمای ملک با او بشفاعت یار شدند تا ملک از سر خون او درگذشت - و گفت - بخشیدم - اگرچه مصلحت ندیدم

رباعی

دانی که چه گفت زال با رستم گرد　　دشمن نتوان حقیر و بیچاره شمرد
دیدیم بسی که آب سرچشمهٔ خرد　　چون بیشتر آمد شتر و بار ببرد

فی الجمله پسر را بناز و نعمت پروردند و استادِ ادیب را بتربیت او نصب کردند تا حسنِ خطاب و ردّ جواب و آداب خدمت ملوکش در آموختند و در نظرِ همگنان پسند آمد. باری وزیر از شمائل او در حضرت سلطان شمهٔ می گفت که تربیت عاقلان درو اثر کرده است و جهل قدیم از جبلت او بدر برده. ملک را ازین سخن تبسم آمد و گفت.

بیت

عاقبت گرگ زاده گرگ شود　　گرچه با آدمی بزرگ شود

سالے دو برین برآمد. طائفهٔ اوباشِ محلت درو پیوستند و عقدِ موافقت بستند. تا بوقتِ فرصت وزیر را و هردو پسرش را بکشت. و نعمت بیقیاس برداشت. و در مغارهٔ دزدان بجاے پدر بنشست. و عاصی شد. ملک دست تحسر بدندان گرفت و گفت.

قطعه

شمشیر نیک ز آهن بد چون کند کسے　　ناکس بتربیت نشود اے حکیم کس
باران که در لطافت طبعش خلاف نیست　　در باغ لاله روید و در شوره بوم خس

قطعه

زمین شوره سنبل بر نیارد　　درو تخم عمل ضایع مگردان

نکوئی با بدان کردن چنانست   که بد کردن بجای نیکمردان

۱۳ - حکایت - یکی از رفیقان شکایت روزگار نامساعد بنزد
من آورد - که کفاف اندک دارم و عیال بسیار و طاقت بار فاقه
نمی آرم - و بارها در دلم آمد که به اقلیمی دیگر نقل کنم - تا در آن
صورت که زندگانی کنم کسے را بر نیک و بد من اطلاع نباشد -

بیت

بس گرسنه خفت و کس ندانست که کیست   بس جان بلب آمد که برو کس نگریست

باز از شماتت اعدا همی اندیشم - که بطعنه در قفاے من بخندند - و
سعی مرا در حق عیال بر عدم مروت حمل کنند و گویند - قطعه

ببین آن بے حمیت را که هرگز   نخواهد دید روے نیک بختی
تن آسانی گزیند خویشتن را   زن و فرزند بگذارد به سختی

و در علم محاسبت چنانکه معلوم ست چیزے دانم - اگر بجاه
شما جهتی معین شود که موجب جمعیت خاطر باشد بقیت عمر از عهده
شکر آن بیرون آمدن نتوانم - گفتم عمل پادشاه اے برادر دو طرف
دارد - امید است و بیم - یعنی امید نان و بیم جان و خلاف راے
خردمندان باشد بدان امید متعرض بیم شدن - قطعه

کس نیاید بخانه درویش   که خراج زمین و باغ بده
یا به تشویش و غصه راضی شو   یا جگر بند پیش زاغ بنه

گفت این موافق حال من نگفتی - و جواب سوال من نیاوردی -

نشنیدۂ کہ ہر کہ خیانت ورزد دستش از خیانت بلرزد - فرد

راستی موجب رضاے خداست کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

حکما گویند - کہ چہار کس از چہار کس بجاں برنجند - حرامی از سلطان - دزد از پاسبان - و فاسق از غماز - و روسپی از محتسب - آں را کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک - قطعہ

مکن فراخ روی در عمل اگر خواہی کہ روز رفع تو باشد مجال دشمن تنگ

تو پاک باش برادر مدار از کس باک زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ

گفتم حکایت روباہے مناسب حال تست - کہ دیدندش گریزاں و بیخویشتن افتاں و خیزاں - کسے گفتش کہ چہ حالت است کہ موجب چندیں مخافت است - گفتا شنیدم کہ شتر را بسخرہ می گیرند - گفت اے سفیہ ترا با شتر چہ مناسبت است - و ترا باو چہ مشابہت - گفت خاموش اگر حسوداں بغرض گویند کہ ایں ہم شتر است و گرفتار آیم کرا غم تخلیص من باشد کہ تا تفتیش حال من کند - و تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ بود - ترا ہمچنیں فضل است و دیانت و تقواے و امانت و لیکن متعنتاں در کمینند و مدعیاں گوشہ نشیں - اگر آنچہ سیرت تست بخلاف آں تقریر کنند و در معرض خطاب پادشاہ افتی - دراں حالت کرا مجال باشد - پس مصلحت آں بینم کہ ملک قناعت را حراست کنی و ترک ریاست گوئی - فرد

بدریا در منافع بے شمار است اگر خواہی سلامت بر کنار است

رفیق این سخن بشنید. و بهم بر آمد - و روی از حکایت من
درهم کشید. و سخنهای رنجش آمیز گفتن گرفت - که اینچه عقل و کفایت
است و فهم و درایت - قول حکما درست آمد که گفته اند دوستان
در زندان بکار آیند - که بر سفره همه دشمنان دوست نمایند -

قطعه

دوست مشمار آنکه در نعمت زند   لاف یاری و برادر خواندگی
دوست آن دانم که گیرد دست دوست   در پریشان حالی و درماندگی

دیدم که متغیر می شود - و نصیحت من بغرض می شنود - نزدیک صاحب
دیوان رفتم - بسابقهٔ معرفتی که در میان ما بود صورت حالش بگفتم - و
اهلیت و استحقاقش بیان کردم - تا بکاری مختصرش نصب کردند -
چندی برین بر آمد - لطف طبعش را بدیدند - و حسن تدبیرش را بپسندیدند -
کارش ازان درگذشت - و بمرتبهٔ بالاتر ازان متمکن شد - همچنان نجم
سعادتش در ترقی بود - تا باوج ارادت برسید - و مقرب حضرت سلطان
و معتمد علیه گشت - بر سلامت حالش شادمانی کردم و گفتم -

فرد

ز کار بسته میندیش و دل شکسته مدار   که آب چشمهٔ حیوان درون تاریکیست

فرد

منشین ترش از گردش ایام که صبر   گرچه تلخ است ولیکن بر شیرین دارد

درآن قربت مرا با طائفهٔ یاران اتفاق سفر افتاد - چون از زیارت

مکه باز آمدم۔ یکدو منزلم استقبال کرد۔ ظاهر حالش دیدم پریشان و در هیأتِ درویشان۔ گفتم چه حالت ست۔ گفت آنچنانکه تو گفتی طائفهٔ حسد بردند۔ و بخیانتم منسوب کردند۔ و ملک دام ملکهٔ در کشفِ حقیقت آن استقصا نفرمود۔ و یاران قدیم و دوستان حمیم از کلمهٔ حق خاموش شدند۔ و صحبتِ دیرین فراموش کردند۔ قطعه

نه بینی که پیشِ خداوندِ جاه — ستایش کنان دست بر بر نهند
اگر روزگارش در آرد ز پای — همه عالمش پائے بر سر نهند

فی الجمله بانواعِ عقوبت گرفتار شدم۔ تا دریں هفته که مژدهٔ سلامت حجاج برسید از بندِ گرانم خلاص کرد۔ و ملک موروثم خاص۔ گفتم دران نوبت اشارتِ من قبولت نیامد که گفتم۔ عمل پادشاهان چون سفرِ دریاست خطرناک و سودمند۔ یا گنج برگیری یا در تلاطم بمیری۔ فرد

یا زر بهر دو دست کند خواجه در کنار — یا موج روزے افگندش مرده بر کنار

مصلحت ندیدم ازیں بیش درویش را بملامت خراشیدن و نمک بر جراحت پاشیدن۔ بریں کلمه اختصار کردم۔ قطعه

ندانستی که بینی بند بر پاے — چو در گوشت نیاید پند مردم
دگر ره گر نداری طاقتِ نیش — مکن انگشت در سوراخ کژدم

۵۔ حکایت۔ تنے چند از روندگان در صحبت من بودند۔ ظاهر ایشان بصلاح آراسته۔ و یکے را از بزرگان در حق ایں طائفهٔ حسن ظنے بلیغ بود۔ و اورا ادرارے معین کرده۔ تا یکے از ایشان حرکتے کرد نه مناسب

حال درویشاں ۔ ظن آں شخص فاسد شد ۔ و بازار ایناں کاسد ۔
خواستم تا بطریقے کفاف یاراں مستخلص گردانم ۔ آہنگ خدمتش کردم ۔
دربانم رہا نکرد و جفا کرد ۔ معذورش داشتم ۔ کہ لطیفاں گفتہ اند ۔ قطعہ

در میر و وزیر و سلطاں را بے وسیلت مگرد پیرامن
سگ و درباں چو یافتند غریب ایں گریباں گرفت و آں دامن

چندانکہ مقرباں حضرتِ آں بزرگ بر حال من وقوف یافتند
و باکرام در آوردند برتر مقامے معین کردند ۔ اما بتواضع فروتر
نشستم و گفتم ۔

فرد

بگزار کہ بندۂ کمینم تا در صف بندگاں نشینم

گفت اللہ اللہ چہ جائے ایں سخن ست ۔ فرد

گر بر سر و چشم ما نشینی نازت بکشم کہ نازنینی

فی الجملہ نشستم ۔ و از ہر درے سخن پیوستم ۔ تا حدیث زلت یاراں
درمیاں آمد و گفتم ۔

قطعہ

چہ جرم دید خداوند سابق الانعام کہ بندہ در نظر خویش خوار میدارد
خدائے راست مسلم بزرگی و الطاف کہ جرم بیند و ناں برقرار میدارد

حاکم ایں سخن را عظیم بپسندید ۔ و اسباب معاش یاراں فرمود ۔
تا باز برقاعدۂ ماضی مہیا دارند ۔ و مؤنت ایام تعطیل وفا کنند ۔ شکر
نعمت بگفتم ۔ و زمین خدمت ببوسیدم ۔ و عذر جسارت بخواستم و گفتم قطعہ

چو کعبہ قبلۂ حاجت شد از دیار بعید روند خلق بدیدارش از بسے فرسنگ

ترا تحمّل امثالِ ما بباید کرد — کہ ہیچکس نزند بر درخت بے بر سنگ

۲۶- حکایت- ملک زوزن را خواجۂ بود کریم النفس- نیک محضر
کہ ہمگناں را در مواجہہ حرمت داشتے و در غیبت نکو گفتے- اتفاقاً ازو
حرکتے در نظر ملک ناپسند آمد- مصادرت فرمود- و عقوبت کرد-
و سرہنگان پادشاہ بسوابقِ نعمت او معترف بودند- و بشکر آں
مرتہن- در مدتِ توکیلِ او رفق و ملاطفت کردندے- و زجر و
معاقبت روا نداشتندے- قطعہ

صلح با دشمن اگر خواہی- ہر گہ کہ ترا — در قفا عیب کند در نظرش تحسین کن
سخن آخر بدہاں میگذرد موذی را — سخنش تلخ نخواہی دہنش شیریں کن

آنچہ مضمون خطاب ملک بود از عہدۂ بعضے بیروں آمد و بہ بقیتے
در زنداں ماند- آوردہ اند کہ یکے از ملوک نواحی در خفیہ پیامش فرستاد-
کہ ملوک آں طرف قدرِ چناں بزرگوار ندانستند- و بے عزتی کردند-
اگر رائے عزیز فلاں بجانبِ ما التفاتے کند در رعایت خاطرش ہرچہ
تمامتر سعی کردہ آید- و اعیان ایں مملکت بدیدار او مفتقر اند- و جواب
ایں حروف را منتظر- خواجہ چوں بریں وقوف یافت از خطر اندیشید-
در حال جوابے مختصر کہ اگر برملا افتد فتنہ نباشد برقفائے ورق نوشت
و رواں کرد- یکے از متعلقاں کہ بریں واقف بود ملک را اعلام
کرد- کہ فلاں را کہ حبس فرمودۂ باملوک نواحی مراسلت دارد-
ملک بہم برآمد- و کشفِ ایں خبر فرمود- قاصد را بگرفتند- و رسالت را

برخواندند۔ نبشتہ بود کہ حسن ظن بزرگاں بیش از فضیلت ماست و تشریف قبولے کہ فرمودند بندہ را امکان اجابت آں نیست۔ بحکم آنکہ پروردۂ نعمت ایں خاندانست۔ و باندک تغیر خاطرے باولی نعمتِ قدیم بے وفائی نتواں کرد۔ فرد

آں را کہ بجائے تست ہر دم کرمے ... عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے

ملک را سیرتِ حق شناسی او خوش آمد۔ و خلعت و نعمت بخشید و عذر خواست کہ خطا کردم کہ ترا بے جرم و خطا بیازردم۔ گفت اے خداوند بندہ دریں حالت مر خداوند را خطائے نمی بینم۔ بلکہ تقدیر خداوند تعالیٰ چنیں بود۔ کہ مر ایں بندہ را مکروہے رسد۔ پس بدست تو اولیٰ تر کہ سوابق نعمت بریں بندہ داری۔ و ایادی منت و حکما گفتہ اند۔ مثنوی

گر گزندت رسد ز خلق مرنج ... کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج

از خدا داں خلاف دشمن و دوست ... کہ دل ہر دو در تصرف اوست

گرچہ تیر از کماں ہمی گذرد ... از کماندار بیند اہل خرد

باب دوم در اخلاقِ درویشاں

۱۔ حکایت۔ تنے چند از روندگاں متفق در سیاحت بودند و شریک رنج و راحت۔ خواستم کہ مرافقت کنم موافقت نکردند۔

گفتم این از کرم و اخلاق بزرگان بدیع است - روی از مصاحبت درویشان بگردانیدن - و فایده دریغ داشتن که من در نفس خویش این قدر قوت و قدرت همی شناسم - که در خدمت مردان یار شاطر باشم نه بار خاطر -

یکی ازان میان گفت ازین سخن که شنیدی دل تنگ مدار - که درین روزها دزدی بصورت درویشان برآمده بود - خود را در سلک صحبت ما منتظم کرد - شعر

چه دانند مردم که در جامه کیست   نویسنده داند که در نامه چیست

از آنجا که سلامت حال درویشان ست - گمان فضولش نبردند و بیاری قبولش کردند - مثنوی

صورت حال عارفان دلق ست   این قدر بس چو روی در خلق ست

در عمل کوش و هرچه خواهی پوش   تاج بر سر نه و علم بر دوش

ترک دنیا و شهوتست و هوس   پارسائی نه ترک جامه و بس

در قزاگند مرد باید بود   بر مخنث سلاح جنگ چه سود

روزی تا بشب رفته بودیم - و شبانگه در پای حصار خفته که دزد بی توفیق ابریق رفیق برداشت - که بطهارت میرود - و بغارت میرفت - فرد

پارسا بین که خرقه در بر کرد   جامه کعبه را جل خر کرد

چندانکه از نظر درویشان غائب - ببرجی برفت و درجی

بدرویدہ تا روز روشن شد۔ آں تاریک رو مبلغے راہ رفتہ بود۔
و رفیقاں بیگناہ خفتہ۔ بامداداں ہمہ را بقلعہ در آوردند۔ و بزنداں
کردند۔ ازاں تاریخ ترک صحبت گفتیم و طریق عزلت گرفتیم کہ
اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ۔ قطعہ

چو از قومے یکے بیدانشی کرد ... نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نمی بینی کہ گاوے در علف زار ... بیالاید ہمہ گاوان دہ را

گفتم سپاس و منت خدائے را عزوجل کہ از فوائد درویشاں
محروم نماندم۔ اگرچہ بصورت از صحبت جدا افتادم۔ بدیں حکایت
کہ گفتی مستفید گشتم و امثال مرا ہمہ عمر ایں نصیحت بکار آید۔ مثنوی

بیک ناتمام شیدہ در مجلسے ... برنجد دل ہوشمنداں بسے
اگر برکہ پرکنند از گلاب ... سگے در وے افتد شود منجلاب

۲۔ حکایت۔ در جامع بعلبک وقتے کلمۂ چند ہمی گفتم بطریق
وعظ با جماعتے افسردہ دل مردہ۔ راہ از عالم صورت بعالم معنی نبردہ
دیدم کہ نفسم در نمی گیرد۔ و آتشم در ہیزم تر اثر نمی کند دریغ آمدم
تربیت ستوراں۔ و آئینہ در محلت کوراں۔ و لیکن در معنی باز بود۔
و سلسلۂ سخن دراز۔ در معنی ایں آیت کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ
حَبْلِ الْوَرِیْدِ سخن بجائے رسانیدہ بودم کہ می گفتم۔ قطعہ

دوست نزدیکتر از من بمن است ... ویں عجب تر کہ من از وے دورم
چہ کنم باکہ تواں گفت کہ او ... در کنار من و من مہجورم

من از شراب این سخن مست بودم - و فضالهٔ قدح در دست
که روندهٔ برکنار مجلس گذر کرد - و دور آخر در وے اثر - نعرهٔ بزد - که دیگران
بموافقت وے در خروش آمدند - و خادمان مجلس در جوش - گفتم
سبحان اللہ - دوران باخبر در حضور - و نزدیکان بے بصر دور - قطعه

فہم سخن چوں نکند مستمع — قوت طبع از متکلم مجوے
فسحت میدان ارادت بیار — تا بزند مرد سخن گوے گوے

۳ - حکایت - پارسائے را دیدم برکنار دریا که زخم پلنگ
داشت - و بہیچ دارو بہ نمی شد - مدتہا دراں رنجور بود - و شکر
خدائے عزوجل علی الدوام گفتے - پرسیدندش که شکر چه می گوئی - گفت
شکر آنکه بمصیبتے گرفتارم نه بمعصیتے - قطعه

اگرم زار بکشتن دہد آں یار عزیز — تا نگوئی که در آندم غم جانم باشد
گویم ز بندهٔ مسکیں چه گنه صادر شد — که دل آزرده شد از من غم آنم باشد

۴ - حکایت - درویشے را ضرورتے روے نمود - گلیمے از خانهٔ
یارے بدزدید و نفقه کرد - حاکم فرمود که دستش را ببرند - صاحب
گلیم شفاعت کرد - که من اورا بحل کردم - گفتا بشفاعت تو حد شرع
فرو نگذارم - گفت آنچه فرمودی راست است - ولیکن ہر که از مال
وقف چیزے بدزدد قطعش لازم نیاید - ہرچه درویشاں راست
وقف محتاجان است - حاکم از وے دست بداشت - و ملامت
کردن گرفت - که جہاں بر تو تنگ آمده بود - که دزدی نکردی

الا از خانهٔ چنیں یارے گفت اے خداوند نشنیده که گفته اند خانهٔ
دوستاں بروب و در دشمناں مکوب۔ شعر

چوں سختی در بمانی تن بعجز اندر مده   دشمناں را پوست برکن دوستاں را پوستینی

۵۔ حکایت۔ یکے را از مشائخ پرسیدند۔ که حقیقت تصوف چیست
گفت ازیں پیش طائفهٔ بودند در جہاں۔ بصورت پراگنده و بمعنی جمع
اکنوں خلقے اند بظاہر جمع و بدل پراگنده۔ قطعه

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل   به تنہائی اندر صفائی نه بینی
ورت مال و جاہست و زرع و تجارت   چو دل با خدا ایست خلوت نشینی

۶۔ حکایت۔ یاد دارم که شبے در کاروانے ہمه شب رفته بودم
و سحر بر کنار بیشهٔ خفته۔ شوریده که دراں سفر ہمراه ما بود سحرگاہاں نعره
بزد و راه بیاباں گرفت۔ و یک نفس آرام نیافت۔ چوں روز شد
گفتمش آں چه حالت بود۔ گفت بلبلاں را دیدم که بنالش درآمده بودند
از درخت و کبکاں از کوه۔ و غوکاں از آب و بہائم از بیشه۔ اندیشه
کردم۔ که مروت نباشد ہمه در تسبیح و من در غفلت خفته۔ کجا روا
باشد۔

قطعه

دوش مرغے به صبح می نالید   عقل و صبرم ببرد و طاقت و ہوش
یکے از دوستان مخلص را   مگر آواز من رسید بگوش
گفت باور نداشتم که ترا   بانگ مرغے چنیں کند مدہوش
گفتم ایں شرط آدمیت نیست   مرغ تسبیح خواں و من خاموش

۷۔ حکایت۔ وقتے در سفر حجاز طائفۂ جوانان صاحبدل ہمراہ ما بودند۔ ہمدم و ہمقدم۔ وقتہا زمزمہ بکردندے۔ و بیتے محققانہ بر گفتندے و عابدے در سبیل منکر حالِ درویشاں بود۔ و بے خبر از درد ایشاں۔ تا برسیدیم بہ نخیل بنی ہلال کودکے سیاہ از حی عرب بدر آمد۔ و آوازے برآورد۔ کہ مرغ را از ہوا در آورد۔ و اشتر عابد را دیدم کہ برقص اندر آمد۔ و عابد را بینداخت۔ و راہ بیاباں گرفت و برفت۔ گفتم اے شیخ سماع در حیوانے اثر کرد و ترا ہمچناں تفاوت نمی کند۔

رباعی

دانی کہ چہ گفت مرا آں بلبل سحری
تو خود چہ آدمی کز عشق بیخبری
اشتر بشعر عرب در حالتست و طرب
گر ذوق نیست ترا کژ طبع جانوری

اشعار

بذکرش ہر چہ بینی در خروش ست
دلے داند دریں معنی کہ گوش ست
نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست
کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست

۸۔ حکایت۔ یکے را از ملوک مدّتِ عمر سپری شد۔ و قائم مقامے نداشت۔ وصیت کرد۔ کہ بامداداں نخستیں کسیکہ از در شہر در آید تاج شاہی بر سر وے نہید۔ و تفویض مملکت بوے کنید۔ اتفاقاً اول کسیکہ در آمد۔ گدائے بود۔ ہمہ عمر لقمہ لقمہ اندوختہ۔ و رقعہ بر رقعہ دوختہ۔ ارکان دولت و اعیانِ حضرت وصیت ملک بجا آوردند۔ و تسلیم مفاتیح قلاع و خزائن بدو کردند۔ و مدتے ملک راند تا بعضے

امرائے دولت گردن از اطاعت او بہ پیچانیدند۔ و ملوک از ہر طرف بمنازعت برخاستند۔ و بمقاومت لشکر آراستند۔ فی الجملہ سپاہ و رعیّت بہم برآمدند۔ و برخے طرف بلاد از قبضۂ تصرّف او بدر رفت۔ درویش ازیں واقعہ خستہ خاطر می بود۔ تا یکے از دوستانِ قدیمش کہ در حالتِ درویشی قرین او بود از سفر باز آمد و در چناں مرتبہ دیدش گفت۔ منّت خدائے را عزّوجل۔ گُلت از خار برآمد۔ و بختِ بلند رہبری کرد۔ و اقبال و سعادت یاوری۔ تا بدیں پایہ رسیدی۔ شعر

شکوفہ گاہ شگفتست و گاہ خوشیدہ   درخت وقت برہنہ است و وقت پوشیدہ

گفت اے عزیز تعزیتم گوے کہ جائے تہنیت نیست۔ انگہ کہ تو دیدی غمِ نانے داشتم۔ تو امروز غمِ جہانے۔ مثنوی

اگر دنیا نباشد دردمندیم   دگر باشد بمہرش پائے بندیم
بلائے زیں جہاں آشوب تر نیست   کہ رنجِ خاطرست ار ہست ور نیست

قطعہ

مطلب گر توانگری خواہی   جز قناعت کہ دولتیست ہنی
گر غنی زر بدامن افشاند   تا نظر در ثواب او نکنی
کز بزرگاں شنیدہ ام بسیار   صبرِ درویش بہ کہ بذلِ غنی

فرد

اگر بریاں کند بہرام گورے   نہ چوں پائے ملخ باشد ز مورے

۹۔ حکایت۔ فقیہے پدر را گفت۔ ہیچ ازیں سخنانِ دلآویز رنگین

متکلمان در من اثر نمی کند۔ بحکم آنکہ نمی بینم مرایشاں را فعلے موافق گفتار۔

مثنوی

ترک دنیا بمردم آموزند | خویشتن سیم و غلہ اندوزند
عالمے را کہ گفت باشد و بس | ہرچہ گوید نگیرد اندر کس
عالم آں کس بود کہ بد نہ کند | نہ بگوید بخلق و خود نکند

بیت

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند | او خویشتن گم است کرا رہبری کند

پدر گفت اے پسر بمجرد ایں خیال باطل نشاید روے از تربیت ناصحاں بگردانیدن۔ و علما را بضلالت منسوب کردن۔ و در طلب عالم معصوم از فوائد علم محروم ماندن۔ ہمچو نابینائیکہ شبے در وحل افتادہ بود و می گفت۔ کہ اے مسلمانان چراغے فرا راہ من دارید۔ زنے فاجرہ بشنید و گفت۔ تو کہ چراغ نمی بینی بچراغ چہ بینی ہمچنیں مجلس وعظ چوں کلبۂ بزاز است۔ آنجا تا نقدے ندہی بضاعتے نستانی۔ و اینجا تا ارادتے نیاوری سعادتے نبری۔ قطعہ

گفت عالم بگوش جاں بشنو | ور نماند بگفتنش کردار
باطل ست انچہ مدعی گوید | خفتہ را خفتہ کے کند بیدار
مرد باید کہ گیرد اندر گوش | گر نبشتست پند بر دیوار

قطعہ

صاحبدلے بمدرسہ آمد زخانقاہ | بشکست عہد صحبت اہل طریق را

گفتم میان عالم و عابد چه فرق بود — تا کردی اختیار ازاں این فریق را
گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج — وین جهد می کند که بگیرد غریق را

باب سوم در فضیلت قناعت

۱- حکایت- بازرگانی را دیدم که صد و پنجاه شتر بار داشت
و چهل بندهٔ خدمتگار- شبی در جزیرهٔ کیش مرا بحجرهٔ خویش برد
همه شب نیارمید از سخنهای پریشان گفتن- که فلان انبارم
بترکستان ست- و فلان بضاعت بهندوستان- و این قبالهٔ فلان
زمین است- و فلان چیز را فلان کس ضمین است- و گاه گفتی که
خاطر اسکندریه دارم- که هوایش خوش است- باز گفتی نه که
دریای مغرب مشوش است- سعدیا سفری دیگر در پیش است-
اگر آن کرده شود بقیت عمر خویش بگوشهٔ بنشینم و قناعت کنم-
گفتم آن کدام سفر است گفت گوگرد پارسی خواهم بردن بچین-
که شنیدم که قیمتی عظیم دارد- و کاسهٔ چینی بروم آرم- و دیبای
رومی بهند- و پولاد هندی بحلب- و آبگینهٔ حلبی بیمن- و برد یمانی
بپارس- و ازاں پس ترک سفر کنم- و بدکانی بنشینم- انصاف
ازین ماخولیا- چندان فرو گفت که بیش طاقت گفتنش نماند- گفت
ای سعدی تو هم سخنی بگوی ازانها که دیده و شنیده گفتم-

قطعه

آں شنیدستی که در صحراے غور   بار سالارے بیفتاد از ستور
گفت چشم تنگ دنیادار را   یا قناعت پُر کند یا خاک گور

۳ - حکایت - مالدارے را شنیدم که به بخل اندر چناں معروف بود که حاتم طائی در کرم - ظاهر حالش بنعمت دنیا آراسته - و خست نفس جبلی همچناں در وے متمکن - تا بجائے رسید که نانے از دست بجائے ندادے - و گربهٔ ابوهریره را بلقمهٔ ننواختے - و سگ اصحاب کهف را استخوانے نینداختے - فی الجمله خانهٔ او را کس ندیدے درگشاده و سفرهٔ او را سر

بیت

درویش بجز بوے طعامش نشنیدے   مرغ ازپئے ناں خوردن او ریزه نچیدے

شنیدم که بدریائے مغرب راه مصر پیش گرفته بود - و خیال فرعونی در سر - بادے مخالف بکشتی بر آمد - چنانکه گویند - فرد

با طبع ملولت چه کند دل که نسازد   شرطه همه وقتے نبود لائق کشتی

دست بدعا آورد - و فریاد بیفائده خواندن گرفت - شعر

دست تضرع چه سود بندهٔ محتاج را   وقت دعا بر خدا وقت کرم در بغل

قطعه

از زر و سیم راحتے برساں   خویشتن هم تمتعے برگیر
چونکه ایں خانه از تو خواهد ماند   خشتے از سیم و خشتے از زر گیر

آورده اند که در مصر اقارب درویش داشت - بعد از هلاک وے

بہ بقیّت مال او توانگر شدند۔ و جامہائے کہن بمرگ او بدریدند۔ و خزِ دمیاطی بعوض آں ببریدند۔ ہمدراں ہفتہ یکے را دیدم از ایشاں برباد پائے سوار رواں۔ و غلام پری پیکر درپے دواں۔ قطعہ

وہ کہ گر مردہ باز گردیدے | بسرِ اے قبیلہ و پیوند
ردّ میراث سخت تر بودے | وارثاں را زمرگِ خویشاوند

بسابقہ معرفتیکہ درمیانِ ما بود آستینش گرفتم و گفتم۔ بیت

بخور اے نیک سیرت و سرہ مرد | کاں فرومایہ گرد کرد و نخورد

باب ہفتم در تاثیر تربیت

۱۔ حکایت۔ پارسا زادۂ را نعمت بیکراں از ترکہ عماں بدست افتاد۔ فسق و فجور آغاز کرد۔ و مبذّری پیشہ گرفت۔ فی الجملہ نماند از سائرِ معاصی منکریکہ نکرد۔ و مسکریکہ نخورد۔ بارے بہ نصیحتش گفتم اے فرزند دخل آب رواں است۔ و خرج آسیائے گرداں یعنی خرج فراواں کردن۔ مسلّم کسے را باشد کہ دخل معین دارد۔ قطعہ

چو دخلت نیست خرج آہستہ ترکن | کہ می گویند ملاحاں سرودے
بکوہستاں اگر باراں نبارد | بسالے دجلہ گردد خشک رودے

عقل و ادب پیش گیر و لہو و لعب بگذار۔ کہ چوں نعمت سپری شود۔ سختی بری و پشیمانی خوری۔ پس از لذت نائے و نوش ایں سخن

درگوش نیاورد۔ و بر قول من اعتراض کرد۔ و گفت۔ راحت عاجل را بتشویشِ محنت آجل منغص کردن۔ خلاف رای خردمندان است۔

مثنوی

خداوندان کام و نیک بختی | چرا سختی برند از بیم سختی
برو شادی کن اے یارِ دل افروز | غمِ فردا نشاید خوردن امروز

فکیف مرا که در صدرِ مروت نشسته ام۔ و عقد فتوت بسته۔ وذکر انعام در افواه عوام افتاده۔ مثنوی

هر که علم شد بسخا و کرم | بند نشاید که نهد بر درم
نام نکوئی چو برون شد بکوی | در نتوانی که به بندی بروے

دیدم که نصیحت نمی پذیرد۔ و دم گرم من در آهن سردِ وے اثر نمی کند۔ ترک مناصحت کردم و روے از مصاحبت بگردانیدم وقول حکما را کار بستم۔ که گفته اند۔ قطعه

گرچه دانی که نشنوند بگوے | هرچه دانی تو از نصیحت و پند
زود باشد که خیره سر بینی | بدو پاے اوفتاده اندر بند
دست بر دست میزند که دریغ | نشنیدم حدیث دانشمند

تا پس از مدتے آنچه اندیشهٔ من بود از نکبت حالش بصورت بدیدم۔ که پاره پاره برهم می دوخت۔ و لقمه لقمه همی اندوخت دلم از ضعف حالش بهم برآمد و مروت ندیدم درچنان حالے ریش درویش را بملامت خراشیدن۔ و نمک پاشیدن۔ پس باخود گفتم۔

مثنوی

حریف سفلہ در پایان مستی
نیندیشد زروز تنگدستی
درخت اندر بہاران بر فشاند
زمستان لاجرم بے برگ ماند

۲- حکایت- سالے نزاع میان پیادگان حاج افتادہ بود- و داعی دراں سفر ہم پیادہ بود- انصاف در سر و روے ہم افتادیم وداد فسوق و جدال دادیم- کجاوہ نشینے را دیدم کہ باعدیل خویش می گفت- یاللعجب پیادۂ عاج عرصۂ شطرنج را بسر می برد- فرزیں می شود- یعنی بہ ازاں می شود کہ بود- و پیادگان حاج بادیہ را بسر بُردند و بتر شدند-

قطعہ

ازمن بگوے حاجی مردم گزاے را
کو پوستین خلق بآزار می درد
حاجی تو نیستی شتر است ازبراے آنکہ
بیچارہ خار می خورد و بار می برد

۳- حکایت- سالے از بلخ باشامیانم سفر بود- و راہ از حرامیاں پرخطر- جوانے بیدرقہ ہمراہ ماشد- سرباز- چرخ انداز- سلحشور- بیش زور- کہ دہ مرد توانا کمانِ اورازِہ نکردندے- و زور آورانِ روے زمیں پشتِ اورا بر زمیں نیاوردندے- امّا چنانکہ دانی متنعم بود- و سایہ پروردہ نہ جہاندیدہ- و سفر کردہ- رعد کوس دلاوراں بگوشش نرسیدہ و برق شمشیر سواراں ندیدہ-

شعر

نیفتادہ در دست دشمن اسیر
بگردش نباریدہ باران تیر

اتفاقاً من و ایں جواں ہردو درپے ہم دواں- ہر دیوار قدیمش

که پیش آمدے بقوت بازو بیفگندے - و هر درخت عظیم که دیدے بزور سرپنجه برکندے - و تفاخر کنان گفتے - بیت

پیل کو تا کتف و بازوی گردان بیند　　شیر کو تا کف و سرپنجهٔ مردان بیند

ما درین حالت که دو هندو از پس سنگے سر برآوردند - و آهنگ قتال ما کردند بدست یکے چوبے و در بغل یکے دیگر کلوخ کوبے - جوان را گفتم چه پائی که دشمن آمد - بیت

بیار انچه داری ز مردی و زور　　که دشمن بپاے خود آمد بگور

تیر و کمان را دیدم از دست جوان افتاده و لرزه بر استخوان -

فرد

نه هر که موے شگافد به تیر جوشن خائے　　بروز حملهٔ جنگ آوران بدارد پائے

چاره جز آن ندیدیم که رخت و سلاح و جامه رها کردیم - و جان بسلامت برآوردیم -

قطعه

بکارهاے گران مرد کاردیده فرست　　که شیر شرزه در آرد بزیر خم کمند

جوان اگرچه قوی یال و پیلتن باشد　　بجنگ دشمنش از هول بگسلد پیوند

نبرد پیش مصاف آزموده معلوم است　　چنانکه مسئلهٔ شرع پیش دانشمند

جدال سعدی با مدعی در بیان توانگری و درویشی

یکے بر صورت درویشان نه بر صفت ایشان - در محفلے دیدم نشسته و شنعتے در پیوسته - و دفتر شکایت باز کرده - و ذم توانگران آغاز نهاده -

سخن بدیں جا رسانیدند۔ کہ درویش را دست قدرت بستہ است و توانگراں را پاے ارادت شکستہ۔ بیت

کریماں رابدست اندر درم نیست — خداوندان نعمت را کرم نیست

مرا کہ پروردۂ نعمت بزرگانم ایں سخن سخت آمد۔ گفتم اے یار توانگراں دخل مسکینانند۔ و ذخیرۂ گوشہ نشیناں۔ و مقصد زائراں و کہف مسافراں۔ و متحمّل بارگراں از بہر راحت دیگراں۔ دست تناول بطعام انگہ برند کہ متعلقان و زیردستاں بخورند۔ و فضلۂ مکارم ایشاں بہ ارامل و پیراں و اقارب و جیراں رسد۔ نظم

توانگراں راوقفست و نذر و مہمانی — زکوٰۃ و فطرہ و اعتاق و ہدی و قربانی

تو کے بدولت ایشاں رسی کہ نتوانی — جزیں دو رکعت و آنہم بصد پریشانی

اگر قدرت جود است و اگر قوت سجود۔ توانگراں را بہتر میسّر شود۔ کہ مال مزکی دارند۔ و جامۂ پاک۔ و عرض مصئون۔ و دل فارغ۔ و قوّت طاعت در لقمۂ لطیف است و صحت عبادت در کسوت نظیف۔ پیداست کہ از معدۂ خالی چہ قوّت آید۔ و از دست تہی چہ مروّت۔ و از پاے بستہ چہ سیر۔ و از دست گرسنہ چہ خیر۔ قطعہ

شب پراگندہ خسپد آنکہ پدید — نبود وجہ بامدادانش

مور گرد آورد بتابستاں — تا فراغت بود زمستانش

فراغت با فاقہ نہ پیوندد۔ و جمعیّت در تنگدستی صورت نہ بندد یکے تحریمۂ عشا بستہ و دیگرے منتظر عشا نشستہ۔ ہرگز ایں بداں

سگے ماند۔
بیت

خداوندِ روزی بحق مشتغل　　پراگندہ روزی پراگندہ دل

پس عبادتِ ایشاں بقبول نزدیکتر است۔ کہ جمع اند و حاضر و پریشان و پراگندہ خاطر۔ اسبابِ معیشت ساختہ۔ و باوراد عبادت پرداختہ۔ عرب گوید۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُکِبِّ وَجَوَارِ مَنْ لَا یُحِبُّ۔ در خبر است۔ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ۔ گفت ایں شنیدی و آں نشنیدی کہ فرمودہ اند۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ۔ گفتم خاموش کہ اشارتِ سیدِ عالم علیہ السّلام بفقر طائفہ ایست کہ مردِ میدانِ رضا اند۔ و ہدفِ تیرِ قضا۔ نہ اینان کہ خرقۂ ابرار پوشند و لقمۂ ادرار فروشند۔
رباعی

ای طبلِ بلند بانگ در باطن ہیچ　　بے توشہ چہ تدبیر کنی وقتِ بسیچ
روی طمع از خلق بہ پیچ ار مردی　　تسبیح ہزار دانہ بر دست بپیچ

درویش در معرفت نیارامد تا کارش بکفر نہ انجامد کہ کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا۔ و نشاید جز بوجود نعمت برہنہ را پوشیدن۔ یا در استخلاصِ گرفتارے کوشیدن۔ و ابنائے جنس مارا بمرتبۂ ایشاں کہ رساند۔ و یدِ علیا بہ یدِ سفلی چہ ماند۔ نہ بینی کہ حق جل علاؤہ در محکم تنزیل از نعیم اہل بہشت خبر میدہد اُولٰئِکَ لَہُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ۔
فرد

تشنگاں را نماید اندر خواب　　ہمہ عالم بچشم چشمۂ آب

حالیکه من این سخن بگفتم عنان طاقت درویش از دست تحمل برفت - تیغ زبان برکشید - و اسپ فصاحت بمیدان وقاحت جهانید و گفت چندان مبالغت در وصف ایشان بکردی و سخنهای پریشان گفتی که وهم تصور کند که تریاقند - یا کلید خزانهٔ ارزاق مشتی متکبر مغرور - معجب نفور - مشتغل مال و نعمت - و مفتتن جاه و ثروت - که سخن نگویند الا بسفاهت و نظر نکنند الا بکراهت علما را بگدائی منسوب کنند - و فقرا را به بی سروپائی طعنه زنند - بعلت مالی که دارند و عزت جاهیکه پندارند برتر از همه نشینند - نه آن در سر دارند که سر بکسی بردارند - بیخبر از قول حکیمان که گفته اند - هر که بطاعت از دیگران کم ست و به نعمت بیش بصورت توانگر است و بمعنی درویش -

گفتم مذمت اینان روا مدار که خداوند کرم اند - گفت غلط گفتی که بندهٔ درم اند - چه فائده که ابر آذارند و نمی بارند - و چشمهٔ آفتاب اند و برکس نمی تابند - و بر مرکب استطاعت سوار اند - و نمیرانند - قدمی بهر خدا ننهند - و درمی بی من و اذی ندهند - مالی بمشقت فراهم آرند - و به خست نگهدارند و بحسرت بگذارند - چنانکه بزرگان گفته اند سیم بخیل از خاک وقتی بر آید که او در خاک رود -

شعر

برنج و سعی کسی نعمتی بچنگ آرد　　دگر کس آید و بی رنج و سعی بردارد

گفتمش بہ بخل خداوندان نعمت وقوف نیافتہ الا بعلت گدائی وگر نہ ہر کہ طمع یکسو نہد کریم و بخیلش یکے نماید۔ محک داند کہ زر چیست وگدا داند کہ ممسک کیست۔ گفتا بتجربت آں می گویم کہ متعلقان بدر بدارند۔ و غلیظان شدید را برگمارند تا بار عزیزاں ندہند۔ و دست جفا بر سینۂ صالحان و اہل تمیزاں نہند۔ و گویند کس اینجا نیست۔ و بحقیقت راست گفته باشند۔ بیت

آنرا کہ عقل وہمت وتدبیر ورائے نیست　　خوش گفت پردہ دار کہ کس درسرائے نیست

گفتم بعذر آنکہ از دست متوقعان بجاں آمدہ اند۔ و از رقعۂ گدایاں بفغاں۔ و محال عقلست کہ اگر ریگ بیاباں دُر شود چشم گدایاں پُر شود۔

شعر

دیدۂ اہل طمع بنعمت دنیا　　پُر نشود ہمچنانکہ چاہ بہ شبنم

ہر کجا سختی دیدۂ تلخی کشیدۂ را بینی۔ خود را بشرہ در کارہائے مخوف اندازد۔ و از عقوبت آخرت نہ ہراسد۔ و حلال از حرام نشناسد۔

قطعہ

سگے را گر کلوخے بر سر آید　　ز شادی بر جہد کاں استخوانیست
اگر نعشے دو کس بر دوش گیرند　　لئیم الطبع پندارد کہ خوانیست

گفتا نہ کہ من برحال ایشاں رحمت می برم گفتم نہ کہ برحال ایشاں حسرت می خوری۔ مادریں گفتار و ہر دو بہم گرفتار۔ ہر بیدقے کہ براندے بدفع آں کوشیدمے۔ و ہر شاہے کہ بخواندے بفرزیں

پوشیدے۔ تا نقد کیسۂ ہمت درباخت۔ و تیر جعبۂ حجت ہمہ بینداخت

قطعہ

ہاں تا سپر نیفگنی از حملۂ فصیح — کورا جزیں مبالغۂ مستعار نیست
دیں ورزو معرفت کہ سخندان سجع گوے — بردر سلاح دارد وکس درحصار نیست

تا عاقبت الامر دلیلش نماند۔ ذلیلش کردم۔ دست تعدّی دراز کرد۔ و بیہدہ گفتن آغاز۔ و سنت جاہلاں است۔ کہ چوں بدلیل از خصم فرو مانند۔ سلسلۂ خصومت بجنبانند۔ چوں آزر بت تراش کہ بحجت باپسر برنیامد۔ بجنگ برخاست۔ دشنام داد سقطش گفتم گریبانم درید۔ زنخدانش شکستم۔ قطعہ

او درمن و من درو فتادہ — خلق از پے ما دواں و خنداں
انگشت تعجب جہانے — از گفت و شنید ما بدنداں

القصہ مرافعت ایں سخن پیش قاضی بردیم۔ و بحکومت عدل راضی شدیم۔ تا حاکم مسلمانان مصلحتے بجوید۔ و میان توانگراں و درویشاں فرقے بگوید۔ قاضی چوں حالت ما بدید۔ و منطق ما بشنید سر بجیب تفکر فرو برد و پس از تأمّل بسیار سر برآورد و گفت اینکہ توانگراں را ثنا گفتی۔ و بر درویشاں جفا روا داشتی۔ بدانکہ ہر جا کہ گل ست خارست۔ و با خمر خمارست۔ و بر سر گنج مارست و آنجا کہ دُر شاہوارست۔ نہنگ مردم خوارست۔ لذت عیش دنیا را لدغۂ اجل در پس ست۔ و نعیم بہشت را دیوار مکارہ درپیش

بیت

جور دشمن چہ کند گر نکشد طالب دوست　　گنج و مار و گل و خار و غم و شادی بہم اند

نظر نکنی در بستان کہ بید مشک است و چوب خشک و ہمچنیں در زمرۂ توانگراں شاکر اند و کفور۔ و در حلقۂ درویشاں صابر اند و ضجور۔

شعر

اگر ژالہ ہر قطرۂ دُر شدے　　چو خر مہرہ بازار ازو پُر شدے

مقربان حضرت جل و علا۔ توانگرانند درویش سیرت۔ و درویشانند توانگر ہمّت۔ و مہین توانگراں آنست کہ غم درویش خورد۔ و بہیں درویشاں آنکہ کم توانگراں گیرد۔ وَمَن یَّتَوَکَّل عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ پس روے عتاب از من بجانب درویش کرد۔ و گفت اینکہ گفتی توانگراں مشتغل اند بمناہی۔ و مست ملاہی۔ نعم طائفۂ ہستند بریں صفت کہ بیاں کردی۔ قاصر ہمت۔ کافر نعمت۔ کہ ببرند و بنہند و نخورند و ندہند۔ و اگر بمثل باراں نبارد۔ و یا طوفاں جہاں را بردارد۔ باعتمادِ مکنتِ خویش از محنت درویش نپرسند۔ و از باری تعالیٰ نترسند۔

شعر

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک　　مرا ہست و بط را ز طوفاں چہ باک

شعر

دوناں چو گلیم خویش بیروں بردند　　گویند چہ غم ار ہمہ عالم مُردند

قومے بریں نمط ہستند کہ شنیدی۔ و طائفۂ خوان نعمت نہادہ

ودست کرم کشاده - طالب نام اند و مغفرت و صاحب دنیا و آخرت -
قاضی چوں سخن بدیں غایت برسانید - و از حدِّ قیاس اسپ مبالغت درگذرانید - بمقتضاے حکم قضا رضا دادیم - و از ما مضیٰ درگذشتیم - و بعد از مجازا طریق مدارا گرفتیم - و سر بتدارک برقدم یکدیگر نہادیم - و بوسه سر و روئے ہم دادیم و ختم سخن بریں دو بیت کردیم -

قطعه

مکن زگردش گیتی شکایت اے درویش | که تیره بختی اگر ہم بریں نسق مردی
توانگرا چو دل و دست کامرانت ہست | بخور ببخش که دنیا و آخرت بردی

باب ہشتم در آداب صحبت

۱ - حکمت - موسیٰ علیه السّلام قاروں را نصیحت کرد که اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ نشنید - عاقبتش شنیدی - قطعه

آنکس که بدینار و درم خیر نیندوخت | سر عاقبت اندر سر دینار و درم کرد
خواہی متمتع شوی از نعمت دنیا | با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد
عرب گوید بخش و منت منه که نفع آں بتو باز می گردد -

قطعه

درخت کرم ہر کجا بیخ کرد | گذشت از فلک شاخ و بالای او
گر امیدواری کزو بر خوری | بمنت منه اره بر پاے او

قطعه

شکر خدای کن که موفق شدی بخیر / ز انعام و فضل او نه معطل گذاشتت
منت منه که خدمت سلطان همی کنی / منت شناس ازو که بخدمت بداشتت

۲- پند - ملک از خردمندان جمال گیرد - و دین از پرهیزگاران کمال یابد - پادشاهان بنصیحت خردمندان ازان محتاج ترند که خردمندان بقربت پادشاهان - قطعه

پندی اگر بشنوی ای پادشاه / در همه دفتر به ازین پند نیست
جز بخردمند مفرما عمل / گرچه عمل کار خردمند نیست

۳- حکمت - رحم آوردن بر بدان ستم است بر نیکان و عفو کردن از ظالمان جور است بر درویشان - بیت

خبیث را چو تعهد کنی و بنوازی / بدولت تو گنه می کند بانبازی

۴- پند - رازی که نهان خواهی با کس در میان منه و اگرچه دوست مخلص باشد که مر آن دوست را نیز دوستان باشند - و همچنین مسلسل - قطعه

خامشی به که ضمیر دل خویش / با کسی گفتن و گفتن که مگوی
ای سلیم آب ز سرچشمه ببند / که چو پر شد نتوان بستن جوی

فرد

سخنی در نهان نباید گفت / کان سخن بر ملا نشاید گفت

۵- حکمت - دشمن ضعیف که در طاعت آید و دوستی نماید مقصود

وے جز ایں نیست کہ دشمن قوی گردد۔ و گفتہ اند بر دوستی دوستاں اعتماد نیست تا بتملق دشمناں چہ رسد۔ و ہر کہ دشمن کوچک را حقیر شمارد بداں ماند کہ آتش اندک را مہمل می گذارد۔ قطعہ

امروز بکش چو میتواں کشت | کاتش چو بلند شد جہاں سوخت
مگذار کہ زہ کند کماں را | دشمن کہ بہ تیر میتواں دوخت

۷ – حکمت۔ سخن درمیان دو دشمن چناں گوے کہ اگر دوست گردند شرم زدہ نباشی۔ ابیات

میانِ دو کس جنگ چوں آتش ست | سخن چین بدبخت ہیزم کش است
کنند ایں و آں خوش دگر بارہ دل | وے اندر میاں کور بخت و خجل
میانِ دو کس آتش افروختن | نہ عقلست و خود درمیاں سوختن

قطعہ

در سخن با دوستاں آہستہ باش | تا ندارد دشمن خونخوار گوش
پیش دیوار انچہ گوئی ہوش دار | تا نباشد در پس دیوار گوش

۷ – حکمت۔ تا کار بزر برمی آید جاں در خطر افگندن نشاید۔ شعر

چو دست از ہمہ حیلتے درگسست | حلال ست بردن بہ شمشیر دست

۸ – حکمت۔ نصیحت از دشمن پذیرفتن خطاست۔ ولیکن شنیدن رواست۔ کہ بخلاف آں کار کنی۔ کہ عین صواب است۔ مثنوی

حذر کن زانچہ دشمن گوید آں کن | کہ بر زانو زنی دست تغابن
گرت راہے نماید راست چوں تیر | ازاں بگرد و راہِ دست چپ گیر

۹ - پند - خشم بیش از حد گرفتن وحشت آرد - و لطف بے وقت هیبت ببرد - نه چندان درشتی کن که از تو سیر گردند - و نه چندان نرمی که بر تو دلیر -

ابیات

درشتی و نرمی بهم در به است　　چو رگ زن که جرّاح و مرهم نه است
درشتی نگیرد خردمند پیش　　نه سستی که نازل کند قدر خویش
نه مر خویشتن را فزونی نهد　　نه یکبارہ تن در مذلّت دهد

نظم

جوانے با پدر گفت اے خردمند　　مرا تعلیم ده پیرانه یک پند
بگفتا نیک مردی کن نه چندان　　که گردد خیره گرگ تیز دندان

۱۰ - حکمت - چوں بینی که در سپاه دشمن تفرقه افتاد - تو جمع باش - و اگر جمع شوند از پریشانی اندیشه کن - قطعه

برو با دوستاں آهسته بنشیں　　چو بینی درمیان دشمناں جنگ
وگر بینی که باهم یک زبانند　　کماں را زه کن و بر باره بر سنگ

۱۱ - پند - سر مار بدست دشمن بکوب که از احدی الحسنیین خالی نباشد - اگر ایں غالب آمد مار کشتی - و اگر آں از دشمن رستی - فرد

بروز معرکه ایمن مشو ز خصم ضعیف　　که مغز شیر برآرد چو دل ز جاں برداشت

۱۲ - نکته - پادشاه را بر خیانت کسے واقف مگرداں - مگر آنگه که بر قبول کلّی واثق باشی - و اگر نه در هلاک خود سعی می کنی - مثنوی

بسیچ سخن گفتن آنگاه کن　　که بینی که در کار گیرد سخن

کمالست در نفس انسان سخن | تو خود را بگفتار ناقص مکن

۱۳- حکمت - دو آدمی بر سفرهٔ بخورند - و دو سگ بر مرداری بهم بسر نبرند - حریص بجهانے گرسنہ است - و قانع بنانے سیر حکما گفتہ اند - درویشی بقناعت بہ از توانگری بضاعت - شعر

رودهٔ تنگ بیک نان تہی پُر گردد | نعمتِ روی زمیں پُر نکند دیدهٔ تنگ

قطعہ

پدر چوں دورِ عمرش منقضی گشت | مرا ایں یک نصیحت کرد و بگذشت
کہ شہوت آتش ست از وے بپرہیز | بخود بر آتش دوزخ مکن تیز
در آں آتش نداری طاقتِ سوز | بصبر آبے بریں آتش زن امروز

۱۴- پند- نادان را بہ از خاموشی نیست - و اگر ایں مصلحت بدانستے نادان نبودے -

قطعہ

چوں نداری کمال فضل آں بہ | کہ زباں در دہاں نگہداری
آدمی را زباں فضیحت کرد | جوز بے مغز را سبکساری

ابیات

خرے را ابلہے تعلیم میداد | برو بر صرف کردے سعی دائم
حکیمے گفتش اے ناداں چہ کوشی | دریں سودا بترس از لوم لائم
نیاموزد بہائم از تو گفتار | تو خاموشی بیاموز از بہائم

ابیات

ہرکہ تأمل نہ کند در جواب | بیشتر آید سخنش ناصواب

یا سخن آرای چو مردم بهوش — یا بنشین همچو بهائم خموش

۱۵- پند - هرکه علم خواند و عمل نه کرد بدان ماند که گاو راند و تخم نیفشاند - از تن بیدل طاعت نیاید - و پوست بی مغز بضاعت را نشاید - نه هرکه در مجادلت چُست در معاملت درست -

۱۶- حکمت - بی هنران هنرمندان را نتوانند دید - همچنان که سگ بازاری سگ صیدی را مشغله بر آرند - و پیش آمدن نیارند یعنی سفله چون به هنر با کسی بر نیاید - بخبثش در پوستین افتد -

بیت

کند هر آئینه غیبت حسود کوته دست — که در مقابله گنگش بود زبان مقال

۱۷- حکمت - حکیمی که با جهال در افتد باید که توقع عزت ندارد و اگر جاهلی بزبان آوری بر حکیمی غالب آید عجب نیست که سنگیست که گوهر را می شکند -

بیت

نه عجب گر فرو رود نفسش — عندلیبی غراب هم قفسش

قطعه

گر هنرمند از اوباش جفائی بیند — تا دل خویش نیازارد و در هم نشود
سنگ بد گوهر اگر کاسهٔ زرین شکند — قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

۱۸- حکمت - خردمندی را که در زمرهٔ اوباش سخن به بندد شگفت مدار که آواز بربط با غلبهٔ دهل بر نیاید - و بوی عبیر از گند سیر فرو ماند -

مثنوی

بلند آواز نادان گردن افراخت　　که دانا را بہ بے شرمی بینداخت
نمی داند کہ آہنگ حجازی　　فرو ماند ز بانگ طبلِ غازی

۱۹۔ حکمت۔ جوہر اگر در خلاب افتد ہماں نفیس ست۔ و غبار اگر بر فلک رود ہماں خسیس۔ استعداد بے تربیت دریغ ست و تربیت نا مستعد ضائع۔ خاکستر نسبتے عالی دارد۔ کہ آتش جوہر علویست ولیکن چوں بنفس خود ہنرے ندارد با خاک برابرست قیمت شکر نہ از نے ست۔ کہ آں خود خاصیت وے ست۔ مثنوی

چو کنعاں را طبیعت بے ہنر بود　　پیمبر زادگی قدرش نیفزود
ہنر بنمائے اگر داری نہ گوہر　　گل از خار است و ابراہیم از آزر

۲۰۔ حکمت۔ جاں در حمایت یک دم است و دنیا وجودے میانِ دو عدم۔ دین بدنیا فروشاں خرانند۔ یوسف را فروشند۔ تا چہ خرند۔

بیت

بقولِ دشمن پیماں دوست بشکستی　　ببیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

۲۱۔ حکمت۔ ہر کہ بزندگی نانش نخورند چوں بمیرد نامش نبرند۔ لذت انگور بیوہ داند نہ خداوندِ میوہ۔ یوسف صدیق علیہ السلام در خشک سال سیر نخوردے۔ تا گرسنگاں را فراموش نکند۔ مثنوی

آنکہ در راحت و تنعم زیست　　او چہ داند کہ حال گرسنہ چیست
حال در ماندگاں کسے داند　　کہ باحوال خویش در ماند

قطعه

ای که بر مرکب تازنده سواری هشدار — که خر خارکش سوخته در آب و گل ست
آتش از خانهٔ همسایهٔ درویش مخواه — کانچه از روزن او میگذرد دود دل ست

۲۲-پند- درویش ضعیف حال را در خشکی تنگ سال مپرس که چونی - الا بشرط آنکه مرهمی بر ریش نهی و معلومی پیش - قطعه

خری که بینی و باری بگل درافتاده — بدل برو شفقت کن ولی مرو بسرش
کنونکه رفتی و پرسیدیش که چون افتاد — میان ببند و چو مردان بگیر دنب خرش

۲۳-حکمت- توانگر فاسق کلوخ زراندود ست - و درویش صالح شاهد خاک آلود - این یکی دلق موسی است مرقع - و آن ریش فرعون مرصع - ولیکن شدت نیکان روی در فرح دارد - و دولت بدان سر در نشیب - قطعه

هر کرا جاه و دولت ست بدان — خاطر خسته در نخواهد یافت
خبرش ده که هیچ دولت و جاه — بسرای دگر نخواهد یافت

۲۴-حکمت- تلمیذ بی ارادت عاشق بی زرست - و روندهٔ بی معرفت مرغ بی پر - عالم بی عمل درخت بی بر - و زاهد بی علم خانهٔ بی در - مراد از نزول قرآن تحصیل صورت خوب است نه ترتیل سورهٔ مکتوب - عامی متعبد پیادهٔ رفته است - و عالم متهاون سوار خفته - عاصی که دست بردارد به از عابد که عجب در سر دارد - بیت

سرهنگ لطیف خوی دلدار — بهتر ز فقیه مردم آزار

۲۵ - حکمت - خلعت سلطان اگرچه عزیز است جامهٔ خلقان خود ازان بعزت‌تر - و خوان بزرگان اگرچه لذیذ است خوردهٔ انبان خویش ازان بلذت‌تر - بیت

سرکه از دسترنج خویش و تره بهتر از نان ده خدای و بره

۲۶ - حکمت - خلاف راه صواب است و عکس رای اولی‌الالباب دارو بگمان خوردن - و راه نادیده بی کاروان رفتن - امام مرشد محمد غزالی را رحمة الله علیه پرسیدند - که چگونه رسیدی - بدین منزلت در علوم - گفت بدانکه هرچه ندانستم از پرسیدن آن ننگ نداشتم - قطعه

امید عافیت آنگه بود موافق عقل که نبض را بطبیعت شناس بنمائی
بپرس هرچه ندانی که ذل پرسیدن دلیل راه تو باشد بعز و دانائی

۲۷ - حکمت - علم شتر چنانکه معلوم است اگر طفلی مهارش گیرد و صد فرسنگ برد - گردن از متابعتش بر نه پیچد - اما اگر درهٔ هولناک پیش آید که موجب هلاک باشد و طفل آنجا بنادانی خواهد رفتن زمام از کفش درگسلاند - و دیگر مطاوعت نکند - که هنگام درشتی ملاطفت مذموم است - و گویند دشمن بملاطفت دوست نگردد بلکه طمع دشمنی زیادت کند - قطعه

کسیکه لطف کند با تو خاک پایش باش وگر خلاف کند در دو چشمش آگن خاک
سخن بلطف و کرم با درشتخوی مگوی که زنگ خورده نگردد مگر بسوهان پاک

۲۸ - حکمت - اجل کائنات از روی ظاهر آدمی ست - و اذل

موجودات سگ - و باتفاق خردمنداں سگ حق شناس بہ از آدمی ناسپاس - قطعہ

سگے را لقمۂ ہرگز فراموش | نگردد ورزنی صد نوبتش سنگ
وگر عمرے نوازی سفلۂ را | بکمتر چیزے آید با تو درجنگ

۲۹ - حکمت - در انجیل آمدہ است کہ اے فرزند آدم اگر توانگری دہمت مشتغل شوی بمال از من - و اگر درویش کنمت تنگدل نشینی پس حلاوت ذکر من کجا دریابی - و بعبادت من کے شتابی - قطعہ

گہ اندر نعمتی مغرور و غافل | گہ اندر تنگدستی خستۂ و ریش
چو در سرّا و ضرا حالت اینست | ندانم کے بحق پردازی از خویش

۳۰ - حکمت - ارادت بیچوں یکے را از تخت شاہی فرود آرد - و دیگرے را در شکم ماہی نیکو دارد - بیت

وقتست خوش آنراکہ بود ذکر تو مونس | ور خود بود اندر شکم حوت چو یونس

۳۱ - پند - نیک بختاں بحکایت و امثال پیشینگاں پند گیرند ازاں پیش کہ پسینان بروا قعۂ او مثل زنند - وزداں دست کوتہ نکنند تا دست شاں کوتہ نکنند - قطعہ

نرود مرغ سوے دانہ فراز | چوں دگر مرغ بیند اندر بند
پند گیر از مصائب دگراں | تا نگیرند دیگراں بتو پند

۳۲ - حکمت - آں را کہ گوش ارادت آفریدہ اند - چوں کند کہ بشنود - و آں را کہ کمند سعادت می برد - چہ کند کہ نرود

قطعہ

شب تاریک دوستان خدائے — می بتابد چو روز رخشندہ
وین سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

رباعی

از تو بکہ نالم کہ دگر داور نیست — وز دست تو ہیچ دست بالاتر نیست
آں را کہ تو رہ دہی کسے گم نکند — وانرا کہ تو گم کنی کسے رہبر نیست

۴۳۔ حکمت نصیحت پادشاہاں مسلم کسے راست کہ بیم سر ندارد یا امید زر۔

مثنوی

موحد چہ در پائے ریزی زرش — چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نباشد زکس — بر نیست بنیاد توحید و بس

۴۴۔ حکمت۔ حکیمے نامور را پرسیدند۔ درختاں را کہ خدائے عزوجل آفریدہ است۔ و برومند ہیچ یک را آزاد نخواندہ اند۔ مگر سرو را کہ ثمرۂ ندارد۔ گوئی دریں چہ حکمت ست۔ گفت ہریکے را دخلے معین ہست۔ بوقتے معلوم۔ گہے بوجود آں تازہ اند۔ و گاہے بعدم آں پژمردہ۔ و سرو را ہیچ ازیں نیست۔ و ہمہ وقت خوش است و اینست صفت آزادگاں۔ قطعہ

بر ہنکہ میگذرد دل منہ کہ دجلہ بسے — پس از خلیفہ بخواہد گذشت در بغداد
گرت ز دست بر آید چو نخل باش کریم — ورت ز دست نیاید چو سرو باش آزاد

ملا حسین واعظ کاشفی

ملا حسین ابن علی واعظ کاشفی - ایک مشہور عالموں میں سے ہیں۔
ان کی مختلف علوم میں بہت سی تصنیفیں ہیں - بیہق سبزوار کے
اطراف میں ایک موضع ہے وہاں پیدا ہوئے اور اپنی زندگی کے اکثر زمانہ
کو ہرات میں صرف کیا۔

سلطان حسین مرزا کے زمانہ میں ان کی بڑی عزت تھی۔ چونکہ
حسین مرزا خود بھی بڑا ادیب اور صاحب تصنیف تھا۔ اس کے دربار
میں علما اور فضلا کا مجمع رہتا تھا کاشفی اپنے کمالات کی وجہ سے اس کے
بڑے مقرب ہوگئے تھے - سلطان نے ہرات میں نقیب المومنین کا
عہدہ دیا تھا - آخر عمر تک اسی عہدہ سے سرفراز رہے -

ملا حسین تفسیر - حدیث - نجوم - ادب میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔
اور بہت بڑے واعظ تھے - سنہ ۱۵۰۵ء میں آپ کی وفات ہوئی -

ملا حسین نے اخلاق محسنی سنہ ۱۴۹۴ء میں سلطان حسین مرزا کی
فرمائش سے لکھی - اور ان کے لڑکے ابوالحسن کے نام سے اس کو معنون
کیا - اس کتاب کی عبارت اس زمانہ کی رنگین عبارت کا نمونہ ہے - اخلاق
کی تمام ضروری باتوں کا بہترین اور مختصر اور دلاویز مجموعہ ہے -

انتخاب از اخلاق محسنی

بسم

سخاوت و احسان

سخاوت سبب نیکنامی و احسان موجب دوستکامی و خجسته فرجامی است و هیچ صفت آدمیان را و خصوصاً اشراف و امجاد ایشان را به از جود و سخا نیست - بیت

شرف مرد بجود است و کرامت بسجود　　هرکه این هر دو ندارد عدمش به ز وجود

در خبر آمده است که سخا درختیست در بهشت - و بحقیقت نهالیست برکنار جوئبار خوشنودی حق سبحانہ تعالیٰ رسته و شاخ او در سر افرازی با علی علیین پیوسته - شگوفه او نیکنامی دنیاست و میوهٔ او کرامت و فضیلت عقبیٰ - بیت

این سخا شاخیست از باغ بهشت　　وای او کین شاخ را از کف بهشت

از حکیمی پرسیدند که عیبی که مجموع هنرها بدو مخفی ماند چیست - جواب داد - که بخل - باز سوال کردند که هنرے که همه عیبها را بپوشد کدام است - گفتا سخا - فرد

هنر سخاست و گر جمله دست افزارند　　اگر ترا بهر انگشت خویش صد هنر است

یقین بباید دانست که تا مال را از قید امساک مطلق نگردانند

توسن مفاخر و معالی بقید در نیاید۔ مثنوی

تجربہ کردم زہر اندیشۂ | نیست نکوتر ز سخا پیشۂ
خاص زبہر کرم آمد درم | برگذر قافیہ اینک کرم

اسکندر از ارسطو پرسید کہ سعادت دین و دنیا در چہ چیز است گفت در جود و کرم۔ اما سعادت دین آنست کہ حق سبحانہٗ می فرماید۔ ہر کہ یک حسنہ بیارد۔ اورا دہ حسنہ کرامت کنیم۔ مثنوی

آنکہ ترا توشۂ رہ می دہد | از تو یکے خواہد و دہ می دہد
بہتر ازیں مایہ ستائیت نیست | سود کن آخر کہ زیانیت نیست

اما سعادت دنیا آنست کہ مرغ دل خلق را بکرم صید تواں کرد چوں دل کہ سلطان است در قید کسے افتاد۔ قالب بہ تبعیت قلب در دام می افتد۔ و چوں کریم مالک الرقاب گشت ابواب سعادات برو کشادہ۔ و اسباب مرادات او آمادہ شود۔ و از فضیلت جود یکے آنست کہ دلہاے خلایق جوانمرداں را در دست دارد۔ ہرچند کہ از احسان ایشاں بہرۂ بدیشاں نرسیدہ باشد۔ مثلاً اگر مردم خراساں بشنوند کہ در عراق مردے کریم و جوانمرد است ہمہ اورا دوست خواہند داشت۔ و برو آفریں خواہند گفت بلکہ اگر کریمے راکہ در قید حیات نباشد یاد کنند۔ ہمہ کس ثناے او گویند چنانچہ حاتم طائی راکہ از وفات او قریب نہ صد و چہل و پنج سال گذشتہ۔ ہنوز بہار ذکرش بریاحین آفریں آراستہ است

وچمن نیکنامیش به پیرایهٔ شاد تحسین بپیراسته - فرد

نماند حاتم طائی ولیک تا باید　　بماند نام بلندش به نیکوئی مشهور

دارا از حکیمے پرسید که پیرایهٔ سلطنت چیست گفت در عزّت زیستن - گفت عزّت را چگونه نگاه تواں داشت - گفت بخوار داشتن زر - هرکه زر در نظر او خوار است همه کس اورا عزیز و مکرّم دارند -

قطعه

مال از بهر آں بکار آید　　تا نه بهر تنت سپر گردد
هرکه تن را فدائے مال کند　　مال و تن عرضهٔ خطر گردد
هر کریمے که خوار دارد زر　　هر زمانے عزیز تر گردد

تواضع و احترام

تواضع سبب رفعت است - چه در حدیث آمده است که مَن تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ - یعنی هرکه فروتنی نماید برائے خدا خدائے اورا بردارد و درجهٔ اورا بلند گرداند - بیت

تواضع ترا ارجمندی دهد　　ز روئے شرف سربلندی دهد

نصیر الدین احمد از ملوک سامانیه پسر خود را وصیت کرد که اے فرزند دلبند اگر میخواهی که ملکے که بامیر مشقت بدست آورده ایم - وسلطنتے که عمر عزیز در تمهید قواعد آں صرف کرده سالها بر تو بماند - بر حشمت تنها اعتماد مکن که مال تو معرض زوال است - و بر لشکر

دل منہ کہ مرد سپاہی منقلب الاحوال است۔ تکیہ در دوام ملک و قیام حکم بر کرم شمائے و در تواضع افزائے کہ تواضع و کرم دو دام اند بر دلہائے مرداں۔ و ہر کہ صید ازیں دو دام شد ہرگز روے رہائی ندارد۔ و گویا اشارت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دریں عبارت کہ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ۔ بریں معنی است کہ ہرگاہ کسے را بخدمت تواضع نمودی۔ دل او صید تو گشت۔ و در دام محبت تو مقید شد۔ پس او محکوم تو و تو مخدوم او باشی۔ و او صید تو و تو صیادِ او شوی۔

نظم

تواضع میدہد از روشنائی　　　　بسے بیگانگاں را آشنائی

تواضع ہر کہ دارد سرفراز است　　　　بروے او در اقبال باز است

تواضع آنست کہ کسے مقدار خود از مقدار دیگر کمتر بیند۔ پس عزت و حرمت خود برطرف نہادہ۔ دیگراں را عزیز و محترم سازد۔ و ازیں معنی کسے اجتناب می نماید کہ شرف ذات و علو قدر او در معرض اشتباہ ماندہ باشد۔ فاما آنکہ فی نفس الامر بزرگ قدر و عالی مرتبہ است او از تواضع نترسد۔ زیرا کہ از بزرگی و جلالت او ہیچ کم نکند۔ بلکہ نباہت و شوکت او نزدیک خالق و خلائق می افزاید۔ بیت

تواضع ز گردن فرازاں نکوست　　　　گدا گر تواضع کند خوے اوست

وازینجا معلوم می شود کہ کبر از خصائص ناقصان و ساقطان

و غرض ایشاں پوشیدن نقصان خویش - امّا بحقیقت قبائح خود را ظاہر می گردانند - چو کبر آدمی را خوار و بےمقدار سازد - نظم

تا توانی بگرد کبر مگرد　　متکبّر برے ز کبر نخورد

گر تو بے کبر و بے ریا باشی　　خاص درگاہِ کبریا باشی

و تواضع از ہمہ کس زیبا می نماید - از زبردست زیبا تر - زیرا کہ پیرایۂ بزرگی تواضع است - آوردہ اند کہ ابن سماک بمجلس ہارون رشید آمد - خلیفہ از برائے او برخاست و تعظیم کرد - ابن سماک گفت - اے خلیفہ تواضع تو در پادشاہی بزرگتر است از پادشاہی تو - خلیفہ گفت - سخنے نیکو گفتی زیادت کن - گفت ہر کہ حق تعالیٰ اورا مال و جمال و بزرگی دہد - و او در مال با بندگان خدا مواسا و احساں کند - و در جمال خود پارسائی ورزد - و در بزرگی تواضع نماید - حق تعالیٰ اورا از مخلصان خود گرداند - ہاروں رشید دوات و قلم طلبید و بدست خود ایں سخنان را بنوشت - و ایں نوشتن نیز علامت تواضع خلیفہ بود - مثنوی

زیرکاں آزمودہ اند بسے　　بر تواضع زیاں نکرد کسے

از تواضع بلند گردد نام　　وز تواضع رسیدہ اند بکام

متواضع بزرگوار بود　　مظہر لطف کردگار بود

و تواضع و احترام دربارۂ اشراف انام چوں سادات عظام و علمائے اعلام و مشائخ کرام اعتبارے تمام دارد - و موجب

ارتفاع لوائے دولت متواضع باشد۔ امام محمد حسن شیبانی رحمہ اللہ
نزدیک رشید آمد رشید اورا تعظیم بسیار کرد۔ چنانچہ برپائے خاست
و اورا بجائے خود بنشاند۔ و چوں برخاست چند قدم برسم
متابعت باوے برفت۔ یکے از جملہ خواص او گفت کہ چنیں تواضع
کہ خلیفہ نمود۔ مہابت خلافت نمی ماند۔ رشید جواب داد۔ کہ آں
مہابتے کہ بتواضع زائل شود۔ نابودن آں اولے تر۔ و قدرے
کہ باحترام بزرگاں بکاہد کاستہ و محو شدہ بہتر۔ بیت

قدرے کہ بتعظیم کساں کاستہ گردد   مردے بچناں قدر کے آراستہ گردد

یکے از علامت تواضع میل کردن است بصحبت صلحا و علماے
دین و درویشان صاحب یقیں نہ جماعتے کہ خود را بصورت علماے
ربانی و مشائخ حقانی تخلق نمایند۔ و بطمع حطام فانی سخنان حق
را بزیور خوشامد بیارایند بلکہ بصحبت کسے باید رفت۔ کہ کارہ
صحبت مردم باشد۔ و باکسے اعتقاد باید کرد۔ کہ نخواہد کہ کسے
اورا اعتقاد کنند۔

راستی و راستکاری

راستی و راستکاری سبب ایمنی و رستگاری است۔ قطعہ

راستاں رستہ اند روز شمار   جہد کن تا ازاں شمار شوی
اندریں رستہ راستکاری کن   تا دراں رستہ رستگار شوی

بزرگاں گفتہ اند کہ عرصۂ سخن ازاں فراخ تر است کہ گوینده را
پائے بیان درسنگ خلاف آید۔ تا گل صدق درچمن سخن بوئے
برخورداری میدہد۔ نفس ناطقہ را در شہار دروغ بربستن نشاید۔

قطعہ

زبانِ پاک را حیف است بسیار کہ از لوثِ دروغ آلوده سازی
اگر پا برنداری از رہِ صدق سر از گردونِ گرداں برفرازی

یکے از بزرگاں فرموده کہ برتقدیرے کہ در دروغ گفتن خوف
عقاب و در راستی امید ثواب نبودے بایستے کہ عاقل از دروغ
احتراز نمودے و بجانب راستی میل کردے۔ ازاں کہ دروغ مرد را
خوار و بیمقدار گرداند۔

بیت

از کجی افتی بہ کم و کاستی از ہمہ غم رستی اگر راستی

آورده اند کہ مستنصر باللہ خلیفہ در وصیت نامۂ پسر خود نوشتہ
بود کہ اگر خواہی کہ مردم از تو ترسند دروغ مگوے کہ مردم
دروغ گوے بے مہابت بوند۔ اگرچہ ہزار شمشیر برائے محافظت او
در گرد او باشد۔ یعنی اگر ہزار تیغ برہنہ در کوکبۂ دولت کسے می برند
و شمشیر زبانش جوہر صدق ندارد در نظر مردم ہیچ شکوه نیارد۔

مثنوی

تو در کار خود راستی پیشہ کار کہ ہم رستہ گردی و ہم رستگار
بود گرچہ مردم بسے کج خرام بآخر شود راستاں را غلام

اگر چند باشد کمان سخت گیر — بآخر تواضع کند پیش تیر

و چنانکه کذب آبرو را می برد - مزاح و هزل و طیبت و لهو و لعب نیز مسقط عرض است - خصوصاً از ارباب اختیار که به مزاح کردن ملازمان ایشان دلیر می شوند - و او را وقعے در دل ایشان نمی ماند - و ممکن که چون پائے که مزاح کنند کینه در دل گیرد و بمرور زمان در صدد و انتقام او آید - و از آن صورت فتنها زاید و در روشنائی نامه مذکور است - نظم

مکن فحش و دروغ و هزل پیشه — مزن بر پائے خود زنهار تیشه
که گر شاهی برد هزل آبرویت — وگر ماهی کند چون خاک کویت

دیگر غیبت کردن از ذوی الاقتدار مناسب نمی نماید چه ایشان را قدرت آنست که بمواجهه هرچه خواهند باهر که خواهند بگویند - پس خود را در حساب اهل غیبت نباید داشت - و ملازمان را هم از غیبت دیگران منع باید کردن - که شامت غیبت بسیار و مضرت آن در دنیا و آخرت بیشمار - نظم

غیبت کس تا توانی مگوے — زان که از غیبت برود آبروے
گوشت مرده [illegible] غیبت گران — تا تو هم انباز نباشی دران

انجاح حاجات

هر که خواهد حاجتهائے او نزد خدائے تعالی روا شود باید که

بدانچه تواند حاجاتِ خلق برآید۔ و در حدیث آمده کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ یاری میدہد بندۂ خود را مادام کہ یاری میدہد بندگان اورا۔

بیت

اگر توقع بخشایش خدا داری ز روے لطف وکرم بر شکستگاں بخشائے

در اخبار وارد است کہ ہر انعام ربّانی روے بوے آورد و افضالِ سبحانی در حق او بسیار شود کثرت احتمالِ مؤنات محتاجاں واداے حقوقِ فروماندگاں بروے لازم بود۔ زیرا کہ وجوب سدِّ فاقۂ اہلِ احتیاج بر قدرِ نعمت است۔ ہرچند نعمت اہل اختیار و اقتدار بیشتر باشد۔ انجاح مراداتِ فقرا و روا کردن حاجات ضعفا بیشتر باید۔ پس سعادتے کہ دولت سلطنت بدو ارزانی داشتہ باشد دلواے عظمت اورا در عرصۂ جہانداری و کامگاری برافراشتہ باید کہ مؤنت خلق را تحمّل نماید۔ و در حالت قدرت قضائے حاجت محتاجاں را غنیمت شمرد۔ و صورتِ مطلوب و چہرۂ مقصود ہیچ مستحق را در نقابِ تعویق و حجابِ توقف روا ندارد۔ و چوں گل اقبال در باغ دولت شگفتہ می باید و شگوفۂ مراد در چمن مملکت بر شاخسار آبہت جلوہ گر می بیند۔ برآوردن مراداتِ درماندگاں را غنیمت بزرگ شمرد۔ و روا کردن حاجاتِ محروماں و بیچارگاں را دست آویز شگرف شناسد۔ قطعہ

امید خلق روا کن بکرمت کہ تو نیز مقرر است کہ باخود امیدہا داری

بدہ مرادِ فقیراں بلطف تا بدہد　　مرادہا کہ تو از حضرت خداوری

اسکندر ذوالقرنین۔ روزے تا شب در مجلس حکومت نشستہ بود و ہیچکس بدو رفع حاجتے نکرد۔ چوں وقت برخاستن شد ندمائے خود را گفتہ کہ امروز حساب عمر نمی شمارم۔ یکے از ندما گفت روزے کہ در صحت و فراغت گذرد و در سلامت و کرامت بشب رسد امور بر منہج مرام و مہمات بمراد و کام فراغت خاطر میسر و محصل باشد و خزانہ معمور و سپاہ مکمل۔ اگر ملک امروز را از عمر حساب نکند پس کدام روز در شمار عمر تواں آورد۔ گفت روزے کہ از پادشاہ راحتے بمظلومے نرسد و حاجت محرومے روا نگردد چگونہ از عمر تواں شمرد۔ قطعہ

زعمر آں قدر بیش نباید بکار　　کہ در نفع خلق خدا بگذرد

وزاں زندگانی چہ حاصل بود　　کہ در کار نفس و ہوا بگذرد

آوردہ اند کہ پادشاہ چیں از اسکندر پرسید کہ لذت سلطنت در چہ چیز یافتی؟۔ گفت در سہ چیز۔ اول دشمناں را مغلوب و منکوب ساختن۔ دوم دوستان و ہوا داراں را سر برافراختن۔ سوم حاجت محتاجاں را روا کردن و نواختن ایشاں را۔ و غیر ازیں ہر لذتے کہ باشد ہیچ اعتبارے ندارد۔ نظم

ہمیں بس ز شاہی و فرماندہی　　کہ از دشمناں ملک سازد تہی

دوم دوستاں را بود دل نواز　　رعایائے خود را شود کارساز

۸۴۹۳

سوم حاجت مرد امیدوار　　برآرد نگردانَدش شرمسار
از ایشاں کسے گوے دولت ربود　　کہ در بندِ آسایش خلق بود

رعایت حقوق

ادائے حقوق بر ذمّت و ہمّت کافۂ بریّت عموماً و اربابِ دولت و اصحابِ قدرت خصوصاً لازم است چہ ایں معنی بر طہارت ذات و لطافت صفات و علو نسب و سمو حسب دلیلی ظاہر و حجتّے باہر است و بعد از ادائے حق نعمت ادائے حقوق شفقت والدین باید نمود کہ حق سبحانہ تعالیٰ رضائے خود را برضائے ایشاں باز بستہ چنانچہ در حدیث قدسی ہست کہ ہرکہ پدر و مادر از و خوشنود باشند من از و خوشنود باشم و احساں کردن بایشاں بعبادتِ خود قریں ساختہ است۔ و مقرر است کہ خوشنودی پدر ہم در دنیا موجب دولت است و ہم در آخرت سبب نجات و سعادت۔ مثنوی

چو ہر مرز بر پور خوشنود بود　　بسے دولت و حشمتش رو نمود
چو شیرویہ تعظیم خسرو نکرد　　از و بادِ نکبت برآورد گرد

در حدیث آمدہ کہ بہشت زیر قدمہائے مادراں است یعنی ہرکہ ایشاں را خدمت کند و حق گذاری شفقتہائے ایشاں بجائے آرد بہ بہشت رسد۔ بیت

جنت کہ رضائے مادراں است　　اندر تہ پائے مادراں است

و دیگر حقوق ذوی القربیٰ رعایت باید کرد۔ و صلۂ رحم بجاے
باید آورد۔ و آں از جملۂ واجبات است۔ و صلۂ رحم در عمر بیفزاید
و روزی را فراخ گرداند۔ آوردہ اند کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ وحی کرد
بموسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کہ با اقرباے خود نکوئی کن۔ موسیٰ علیہ السلام
درگفت الٰہی چہ کنم کہ موافق رضاے تو باشد۔ خطاب رسید کہ
احساں نماے بایشاں اگر غائب اند۔ بسلام و دعا۔ و اگر حاضر اند
با فقرا بصلۂ رحم و عطا۔ و با توانگراں بزیارت و ثنا۔

بیت

برخویش گشادہ کن رہ وصلت خویش ۔۔۔ تا از ہمہ بیش باشی و از ہمہ پیش

دیگر حق استاد و معلّم است۔ ہر کہ حق استاد و معلّم بداند و حرمت
ایشاں بجاے آرد در دنیا و عقبیٰ برخوردار گردد۔ گفتہ اند حرمت
استاد سیرت اوتاد است۔ و اوتاد جمعے از اولیا باشند کہ قوام عالم
ببرکت وجود ایشاں بازبستہ است۔

نظم

فرامش مکن حق استاد علم ۔۔۔ کہ برہمت اوست بنیاد علم
اگر دولت سر استاد نیست ۔۔۔ بدست امید تو جز باد نیست
مر استاد را ہر کہ محکوم شد ۔۔۔ ببے بر نیاید کہ مخدوم شد

دیگر حق آنہا کہ قرب و جوار ثابت دارند۔ یعنی منازل ایشاں
در حوالی قصر و باغ و درگاہ و بارہ واقع شد۔ در حدیث آمدہ
کہ ہر کہ بخداے و روز قیامت ایماں دارد گو ہمسایہ خود را گرامی دار

وگرامی داشتن آنست که بداں مقدار که مقدور باشد نفع بدو رسانند و ضرر خود و ضرر دیگراں ازو باز دارند۔ و اگر درویش و بے نوا بود۔ پیوستہ از احوال وے استفسار نماید۔

و نیز رعایت حقوق مہمانان لازم است۔ چہ مہمان ہدیہ باشد از نزدیک خدائے و در حدیث آمدہ کہ ہرکہ بخدائے ایماں دارد و روز قیامت نیز گو مہمان را گرامی دارد۔ و اکرام مہمان آنست کہ اورا عزیز دارند۔ و با او نوع سلوک نمایند کہ سبب آبروے وے شود۔ و ہرچہ توانند از تکلفات بہ نسبت وے بجائے آرند۔

قطعہ

چوں مشرف شوی بمہمانے ہرچہ داری فدائے مہماں کن
در رہ مردمی و دلدارے ہرچہ دلخواہ او بود آں کن

حکما گفتہ اند در مہماں منگر کہ کیست۔ در کرم خود نگر کہ مقتضی چیست۔

صحبت اخیار

مصاحبت نیکاں و مجالست دانایاں کیمیائے سعادت ابدیست و راہ نمائے دولت سرمدی۔ مثنوی

مہر پاکاں درمیان جاں نشاں دل مدہ الا بمہرے سرخوشاں
نار خنداں باغ را خنداں کند صحبت مرداںت از مرداں کند
سنگ گر خارا و گر مرمر بود چوں بصاحبدل رسد گوہر بود

ملوک فارس را قاعدہ آں بود کہ ہرگز صحبت ایشاں از حکما و فضلا خالی نبودے و ہیچ حکم بے مشورت ایشاں نکردندے۔ وازیں جہت کہ بنائے سلطنت برعدالت و راستی نہادہ بودند۔ مملکت ایشاں چہار ہزار سال و کسرے درکشید۔ و سلطان سنجر ماضی (رحمۃ اللہ علیہ) حکیم عمر خیام را باخود برتخت نشاندے و خلفائے عباسی باآنکہ خود دانشمند بودندے ہمہ حل و عقد کار ایشاں منتہی برکلام اہل علم و ورع بودے و در خلافت نامۂ الٰہی مذکور است کہ پادشاہ کسے را تواں گفت کہ صاحب شوکت باشد و حکم او بروفق حکمت بود۔ پس لازم است خداوند قدرت کاملہ را متصف شدن بحکمت بالغہ۔ و ایں اتصاف بدیں وجہ دست دہد کہ چگونگی تدبیر و تصرف دریں جہاں بیاموزد و بدوچہ آموختہ بکار برد و بریں تقدیر اورا بمصاحبت و مخالطت علما و فضلا و حکما و عرفا میل باید نمود و از جاہلاں و غافلاں و بدخویاں احتراز باید فرمود۔

نظم

همنشینے کو لطیف و کامل است | راحت روح است و آرام دل است
وانکہ نادانی و غفلت وصف اوست | صحبتش مانند زہر قاتل است

در خبر آمدہ کہ ہمنشیں نیک مثل عطار است کہ اگرچہ از عطر خود چیزے نہ دہد۔ بارے از رائحہ او بہرہ مند گردی۔ و مثل قرین بد مانند کورۂ آہنگر است کہ اگرچہ باتش آں نسوزی اما از دود

و بکار آں متاذی شوی۔ **مثنوی**

درگذرد از کورۂ آهنگراں کاتش و دودے رسد از ہر کراں
رو بر عطار کہ پہلوے او جامہ معطر شود از بوے او

و بہترین جلیسے و خوشترین انیسے کتب اکابر و رسائل بزرگاں است نہ ضمیر خواننده را ازو ملالے است و نہ خاطر شنونده را کلالے کہ بے مرسوم وظیفہ مصاحبت می کنند و بے ناز و کرشمہ مجالست می نمایند۔ **مثنوی**

ہمنشینے بہ از کتاب مخواه کہ مصاحب بود گہ و بیگاه
بہجت افزای جان و راحت دل ہرچہ دلخواه تست ازو حاصل
اینچنیں ہمدم لطیف کہ دید کہ نرنجید و ہم نرنجانید

بزرگاں گفتہ اند کہ جمیع خلایق بعقل محتاج اند و عقل بتجربہ احتیاج دارد۔ چہ گفتہ اند کہ تجربہ آئینہ عقل است کہ در و صور مصالح مشاہده می کند۔ و تجارب را روزگارے ممتد و عمرے دراز و فراغت تمام باید۔ و چوں حکما دیدند کہ مدت بقاے عمر مستعار بادراک ایں معنی وفا نمی کند۔ چاره انگیختند۔ و از روے مہربانی تدبیرے ساختند کہ جبر ایں نقصان بکند۔ و بے مرور زماں تجربہاے کلی بدست آید پس اخبار ملوک و سلاطین و احوال امرا و وزرا و کلمات علما و حکما را در کتب ثبت کردند۔ و قصص و تواریخ گذشتگاں را جہت قصص و حظوظ آیندگان در قید تعلق

گفته‌اند۔ تا اصحاب دولت و ارباب مکنت آنرا دستورالعمل خود سازند
و هریک بقدر استعداد و بمقدار همت خود از مطالعهٔ آن حکایات
استفاده و استفاضه نمایند۔ تا از تجربهٔ دیگراں فائده گرفته باشند
و بموعظت دیگراں پند پذیر گشته۔ نظم

حکایات و احوال شاهنشهاں   روایات و اخبار کار آگهاں
دل و دیده را روشنائی دهد   بعلم و خرد آشنائی دهد
زهر گونه بابے سخن گفته اند   بالماس تحقیق دُر سفته اند
بدوراں بسے تجربه کرده اند   بهر کار بس رنجها برده اند
هماں به که بر قول ایشاں رویم   سخنهاے پیشینگاں بشنویم
درختے که کِشتند در روزگار   بسے آورد میوهٔ نغز بار
بیا تا بداں باغها پے بریم   دمادم ازاں میوها برخوریم

اجتناب از صحبت اشرار

چنانچه میل بصحبت اخیار و ابرار واجب است۔ اجتناب و
احتراز از مجالست اشرار و فجار هم لازم است۔ چه صحبت بحسب
خاصیت موثر می باشد۔ پس چنانچه همنشینی نیکاں سبب مزید
دولت و مسرت است۔ مخالطت بداں موجب ملال و ندامت۔

نظم

بادولتیاں نشیں که خارے   از صحبت گل شود بهارے

باهرکه نه مقبل است منشین | کز سرکه نه گشت کام شیرین

بزرجمهر حکیم گفته است که بد درمیانِ مردمِ نیک چوں گوسفند گرگین است درمیانِ گوسفنداں ـ صحیح صحبتِ ایشاں وروے بدشواری اثر کند و علّتِ وے در ایشاں بآسانی موثر باشد ـ قطعہ

در طائفۂ بدی یک تن | تاثیر کند بجملہ اصحاب
یک ذرّہ نجاست ازرہ شرع | ناپاک کند ہزار من آب

بزرگے گفتہ است کہ حریف بد بانیک ہمچو آب و روغن است ـ اگر چراغدانے را پُر روغن کنند بآسانی بسوزد و روشنائی دہد و اگر قطرۂ آب چکانی تیرہ سازد و فریاد کند ـ قطعہ

صحبتِ بد میانۂ نیکاں | شورش و فتنہ و فغاں دارد
سنگِ دیوانہ گرچہ می نگزد | بوے او مرد را زیاں دارد

درکتمانِ اسرار

سہ چیز خود را پوشیدہ باید داشت ـ اوّل سفر را یعنی از مقصد و راہ خودکسے را خبر نباید کرد ـ کہ دشمنان دیکار اند ـ دوم دین و معتقد خود را باکس درمیاں نباید آورد ـ کہ غمّازاں و حسوداں بسیار اند ـ سوم مال خود را مستور باید داشت ـ کہ اہلِ طمع بیشمار اند ـ بلکہ ہر سرّے کہ داری مخفی بہتر است ـ زیرا کہ محرمِ اسرار در عالم کمتر است ـ

اقدراکہ

مثنوی

منه سر خود با کسی در میان — که محرم نبینی ز اهل جهان
بگشتیم در اطراف عالم بسی — ندیدیم ز یاران محرم کسی

حکما فرموده اند که ما فی الضمیر آدمی از دو بیرون نیست - یا نشان نعمت است یا بیان محنت - و این هردو پنهان داشتنی است اگر مواهب نعمت است نهان باید - تا چشم حسودان بران کار نکند و از آفت اهل طمع ایمن ماند - و اگر این نوائب محنت است هم مخفی باید داشت تا دوستان را سبب ملال نشود - و دشمنان را موجب شماتت نگردد - و درین باب گفته اند **قطعه**

تا توانی سر خود با کس مگوی — زانکه آن سر شادی آرد یا ملال
گر غمی باشد شود دلها ملول — ور بود شادی رسد عین الکمال
پس درون خلوت اسرار خویش — هیچکس را ره مده در هیچ حال

یکی از حکیمی پرسید که اگر مرا سری در خاطر خلجان کند با که گویم که آن را پنهان دارد و فاش نکند؟ جواب داد که پنهان سری که ترا با آن کار است خود نگاه توانی داشت و نخواهی کسی را که آن در کار نیست چرا نگاه دارد و نگوید - **بیت**

چون نتوانی کشیدن بار خود — بار اگر نه کشند هر یک اند بار خود

الف لیلہ فارسی

حکما کا یہ دستور ہے کہ حکایات کے ذریعہ سے کبھی نصیحتیں کرتے ہیں
کبھی عقل کی باتیں سکھاتے ہیں ۔ یہ قصّے کبھی جانوروں کی زبان سے
بیان ہوتے ہیں اور کبھی انسانوں کے حالات سے اخذ کئے جاتے ہیں ۔
یہ طریقہ صرف اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ قصّے سے لوگوں کو رغبت
ہوتی ہے ۔ آسانی سے یاد رہتے ہیں ۔ اور اس کے ذریعے سے تجربے
بڑھتے ہیں ۔

الف لیلہ کے مصنّف نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا ہے کہ کچھ اگلوں
کے عجیب و غریب حالات اور کچھ جانوروں کے قصّے لکھے ہیں
اور اشعار کی چاشنی دیکر اس لطف کو دوبالا کر دیا ہے ۔ تاکہ قابل
لوگ بھی اس سے لطف اٹھائیں ۔

یہ کتاب عربی زبان میں تھی ۔ ناصرالدین شاہ قاچار کے بھتیجے
بہمن مرزا کے حکم سے مولانا عبداللطیف طسوجی طبریزی نے اس کو
فارسی زبان میں لکھا اور مرزا سروش نے اس کے عربی اشعار کو
فارسی میں نظم کیا ۔ اس کی زبان سادہ اور دل آویز ہے ۔ اور
ناصرالدین شاہ اور اُن کے بعد کی جدید فارسی کا نمونہ ہے ۔

انتخاب از الف لیلہ

حکایت سندباد

چنیں گویند کہ در عہد خلافت ہارون الرشید در شہر بغداد مردے بودے حقیر و پریشاں حال کہ سندباد حمالش می گفتند۔ و پیوستہ بارہائے گراں می برد۔ و از مزد حمالی روزی می خورد۔ اتفاقاً روزے از روزہا کہ از اثر آفتاب آہن می گداخت و از گرمی ہوا جگر حربا می سوخت۔ سندباد پشتہ گراں برداشتہ می رفت۔ تا اینکہ بدر خانۂ بازرگانے رسید۔ کہ آب زدہ و رفتہ بودند۔ ہوائے داشت چوں ہوائے بہشت۔ و در پہلوئے در خانۂ مصطبۂ بود بزرگ باربراں مصطبۂ گذاشت۔ کہ لحظۂ بیاساید۔ نسیمے معطر بروے بیامد۔ ازاں نسیم خوش وقت شدہ در کنار مصطبہ نشست۔ و دراں خانہ نغمہ و آوازہائے خوش نشاط انگیز و الحانِ گلرخان نغمہ سنج بگوش آمد۔ بہ نشاط اندر شد۔ در حال برخاستہ بخانہ دروں رفت۔ درمیان خانہ باغے دید بزرگ۔ و دراں باغ غلاماں و خادماں در ہمہ گونہ اسباب عیش و بزرگی آمادہ یافت۔ وراپچہ طعام خوشبو بمشامش آمد آنگاہ سر بآسمان کردہ گفت۔ اے

پروردگار و آفریدگار را واسے روزی دہندگان جانوران! از ہمہ گناہاں
طلب آمرزش می کنم - و از شامت عیوب بسوے تو باز می گردم - کہ کسے
را در حکم تو اعتراض نیست - و از کردۂ تو سوال نکرد - توئی آں ذات
پاک کہ ہر کس را خواہی بے نیاز کنی - و ہرکرا خواہی محتاج کنی - یکے را
عزت دہی - و بر یکے قید مذلت نہی ترا سلطنت قوی و تدبیر نیکوست
ہرکہ خواہی روزی بسیار و نعمت بے شمار دہی - چنانکہ خداوند
ایں خانہ را راحت بے پایاں و نعمت فراواں دادۂ - کہ از ہواے
خوب مطعوم و مشروب گوارا لذت برد تمام است - و عیش او
در غایت انتظام و بندگان خود را ہرکہ ہرچہ سزا دیدہ آں دادۂ -
یکے در عیش و طرب است و یکے در رنج و تعب - یکے را بخت
پیروز است - و یکے چوں من تیرہ روز - پس ازاں ایں ابیات
برخواند -

ابیات

چہ گوئیم ازیں گنبد تیز گرد — کہ ہرگز نیاساید از کار کرد
یکے را ہمی تاج شاہی دہد — یکے را بدریا بماہی دہد
یکے را دہد توشہ از شہد و شیر — بپوشد بدیبا و خز و حریر
چنیں است کردار گردندہ دہر — نگہ کن تو چند یابی تو بہر

چوں حمال ابیات بانجام رسانید - خواست بار برداشتہ رواں شود
ناگاہ پسر خورد سال - و نیکو رو - و زیبا قد - و پرنیان پوش
ازاں خانہ بدر آمد - و آستین حمال گرفت - باو گفت - بخانہ اندر آئے

که خواجه ام ترا می خواهد - حمّال دید که زگفته پسر نتوان پیچید - جز رفتن بنزد خواجه گریزے نیست - درحال بار در دهلیز خانه بدربان سپرده - خود با همان پسر بخانه اندر آمد - خانهٔ دید که بنائے او از نشاط ریخته - و با هوائے او با طرب آمیخته است - درانجا بزمے یافت خرّم و مجلسے خوشتر از باغ ارم - که برادران صفا و خداوندان وفاداران مجلس نشسته - و بحدیث در پیوسته اند - و از همه گونه نقل و میوه و گل و ریحان و خوردنیهائے لذیذ و بادهٔ صاف انگوری فرو چیده اند - و آلات سماع و طرب از چنگ و عود و نائے و دف کنیزان خوبرو را درکف است - و هرکدام در مقام خویشتن بترتیب نیکو و آئین خوش صف کشیده اند - و در مجلس مردے بود محترم که آثار بزرگی ازو پدید - و موئے سیاهش سپید گشته بود - و لیکن خوش صورت و نیکو منظر - و خداوند هیبت و وقار و عزّت و افتخار بود - سندباد حمّال از مشاهدهٔ آں حالت مبهوت شد - و با خود گفت - ایں بقعهٔ خوش از بقعهائے جنان ست و یا خانهٔ یکے از پادشاهان است - آنگاه در غایت ادب پیش رفته - مجلسیان را سلام داد - ایشان را دعا گفته زمیں بوسید و سر درپیش انداخته بایستاد - خداوند مجلس اورا به نشستن دستور داد و بنزدیک خود خواند - و اورا خوش آمد گفته - از بہر دلجوئی او با او سخن آغاز کرد - و همی پرسید تا ایں که سفرهٔ خوردنیها حاضر آوردند - سندباد حمّال پیش آمده - نام

خود را بر زبان برد۔ و بقدر کفایت خوردنی بخورده دست بشسته شکر نعمت بجا آورد۔ انگاه خداوند منزل گفت۔ نام تو چیست و چه صنعت داری؟ سندباد حمّال گفت۔ اے خواجه! نام من سندباد حمّال هست۔ که بار مردم بدوش کشتم و مُزد گرفته صرف زندگانی کنم خداوند خانه تبسّم کرده۔ بدو گفت۔ اے حمّال بداں که تو با من همنامی۔ و مرا سندباد بحری نام است۔ و لیکن اے حمّال! قصد من اینست که ابیاتے را که بر در خانه می خواندی باز می خوانی تا من بشنوم۔ حمّال شرم کرد۔ باسندباد بحری گفت۔ بخدا سوگندت می دهم که بر من مگیر۔ ازانکه رنج و مشقت و بے خبری آدمی را بے خرد و بے ادب گرداند۔ سندباد بحری گفت۔ که شرم مدار۔ که تو برادر منی۔ و ابیات فروخواں۔ که مرا ازاں ابیات بسے خوش آمد۔ چوں سندباد حمّال بشنیدن ابیات رغبتش دانسته ابیات بخواند۔ و سندباد بحری از شنیدن آنها در طرب شد۔ و بحمّال گفت مرا قصّه ایست عجب می خواهم که ترا ازاں باخبر کنم و تمامت ماجرا را که پیش ازیں نیکبختی و کامرانی بامن رفته با تو باز گویم۔ بداں که من ایں سعادت نیافته ام۔ مگر پس از رنجهاے سخت و من بسے رنجها برده ام۔ و هفت سفر کرده ام۔ و در هر سفر مرا حکایتے غریب روے داده که از شنیدن آنها عقول حیراں شود۔ و لیکن بدانکه از قضا و قدر گریز نباشد۔

سفر دوم

ای برادران بدانید که من بدانسان که روز گذشته بحضرت شما
حدیث کردم - در عیش و نشاط بی اندازه بسر می بردم و در غایت
خوش وقتی بودم - تا اینکه روزی از روزها بخاطرم گذشت - که
بشهرهای دیگر سفر کنم - و شهرها و جزیره ها را تفرج نمایم - و کسب
معیشت کنم آنگاه سفر را آماده گشته - مالی بسیار بیرون آورده -
بضاعت نیکو و شایسته خریده بار بستم و بساحل آمده - کشتی بزرگ
که بادبانهای حریر و مردان دلیر و اسلحهٔ شایان داشت - هدیه
کردم - و در آنجا مکانی کرایه کرده - بارها برو بنهادیم و باجمعی از بازرگانان
بکشتی نشسته و همان روز سفر کردیم - باد مراد وزیدن گرفت - از
دریا بدریائی و از جزیره بجزیرهٔ می رفتیم - و در هر مکانی که کشتی
لنگاه می داشتند بازرگانان و توانگران بیع و شرا کنندگان پیش
آمدند - می خریدیم و می فروختیم - تا اینکه قضا و قدر ما را بجزیرهٔ
بزرگ رسانید که درختان بسیار و میوه های آبدار و شگوفه های الوان
و مرغان خوشخوان و چشمه های روان داشت و لیکن در آنجا دیّاری
نبود - پس ناخدا در آنجا کشتی بداشت - بازرگانان و اهل کشتی بجزیره
در آمدند و بتفرج مشغول شدند - من نیز با کسانیکه از کشتی پیاده آمده
بودند - بجزیرهٔ در آمده - در کنار چشمهٔ صاف روان نشسته - خورده

که با خود داشتم . بخوردم - و نشستم منتظر بمن بوزید - انگاه خواب مرا در
ربود من را خسته یافت و ازان نسیم خوشبو و رائحه نیکو لذت بردم -
وقتیکه برخاستم - دران مکان کسی از ایشان نیافتم - و از کشتی و
از اهل کشتی اثرے برجاے نبود - پس محزون شدم و نزدیک شد که
زهره ام از غایت اندوه بشگافد - و با من چیزے از مال دنیا و
خوردنی نبود - تنها دران جزیره ماندم - و از زندگی نومید شدم -
با خود گفتم - اگر در سفر نخستین کسے یافتم که مرا بآبادی رسانید -
هیهات که این بار کسے پیدا شود - پس ازان گریان شدم - و بخویشتن
نوحه می کردم و خود را ملامت می گفتم - و از سفر کردن خود پشیمان
بودم که چرا چنان راحت و شادی را که داشتم بگذاشتم - و دوباره محنت
و غربت برگزیدم - و حال آنکه مرا بچیزے حاجت نبود - الغرض آن
رنجها که در سفر نخستین دیده بودم - بخاطر آورده از بیرون آمدن از
بغداد و سفر کردن در دریا بندامت اندر بودم - از غایت ملال
بسان دیوانگان شدم - انگاه برخاسته بچپ و راست می رفتم و
در یکجا نشستن نمی توانستم - ناچار بدرختے بلند برشدم - و
از انجا بچپ و راست نظر می کردم - جز آب و آسمان و درخت
چیزے نمی دیدم - چون خوب نظر کردم در جزیره چیز سفید بزرگے
دیدم - از درخت بزیر آمده بدان شتافتم - چون بدو رسیده دیدم
که قبه ایست گرد بزرگ مدور - بگشتم - درے از براے وے نیافتم

پس نرم و لغزنده بود - بفراز او رفتن نتوانستم - دور اورا پیمودم -
پنجاه گام بود - در فکر حیلتی بودم - که بر او داخل شوم - حیلتی نیافتم
تا اینکه آفتاب از چشم من ناپدید شد - و هوا تاریک شد - گمان
کردم - که ابر پیش آفتاب گرفت - سر بلند نموده بسوی بالا نظر کردم -
پرنده بزرگ جثه عریض الجثه دیدم - که در هوا می پرید و آفتاب
بسبب او ناپدید شده - ازاں پرنده بسی در عجب شدم - آنگاه مرا
بخاطر رسید که در زمان گذشته از سیاحان و مسافران شنیده بودم
که در پارهٔ از جزائر پرنده بزرگ هست - که آں را رُخ گویند - که
کودکان خود را بگوشت پیل طعمه دهد - پس دانستم که آں قبه سفید
تخمی از تخمهای رُخ است - من ازاں پرنده و تخم در تعجب بودم -
و در آفریدهٔ پروردگار بحیرت مانده - خدای تعالی را حمد و ستایش
می کردم - و چشم براں پرنده داشتم - که بسوی آں قبه فرود آمد -
و اورا بزیر بگرفت و بخفت - و دراں هنگام من برخاستم و دستار
از سر بگشودم و اورا مانند طناب بتابیدم - سری ازو بمیاں بستم -
سر دیگر بپای آں پرنده محکم بستم - و با خود گفتم - که شاید این
مرا بشهری برساند - و بهر جا که برود - از نشستن درین مکاں بهتر
خواهد بود - پس آں شب را بیدار ماندم - از ترس آنکه مبادا
بخوابم - و آں مرغ مرا غافل بردارد - چوں فجر برسید مرغ از
روی تخم برخاست - و بانگی بلند برآورد - بهوا بلند شد و مرا نیز

بلند کرده - چنداں بالا رفت کہ من گمان کردم کہ بر ہا ے او
بہ آسماں می آید - پس ازاں فرود آمد - و مرا فرود آورد تا اینکہ مرا
بمکانے بلند برسانید - من چوں خویشتن را بر روے زمین دیدم
بسرعت بیش رفتہ - خود را بکشودم - و ازو بسیار خوف داشتم -
ولیکن مرا ندید و احساس نکرد - چوں دستار از پاے او کشود کہ
خلاص یافتم بکنارے ایستادہ بودم - کہ آں مرغ چیزے بچنگال
گرفتہ پرید - چوں خوب دیدم - مارے بود بزرگ - از تیزگی آں مار
در شگفت ماندم - و بجہت دراں مکاں رفتم - خود را برجاے بلند
یافتم - کہ دریاے او بادیہ کوہے بود کس قدرت بالا رفتن آں نداشت
من ازاں پشیماں گشتہ - خود را ملامت کردم چرا از جزیرہ بدر آمدم -
کاش در ہماں جزیرہ بودم کہ خوردنی یافت میشد - و آنجا بسے
بہتر بود - سبحان اللہ از مصیبتے خلاص بہ محنتے بزرگتر بیفتادم
پس ازاں برخاستہ - دل قوی داشتہ - و دراں بادیہ قدم می زدم
زمین آں بادیہ را سنگ الماس یافتم - و دراں بیاباں مارہا بودند
کہ نخل ہمی مانستند - و آں مارہا از بیم رخ در شبہا آشکار
می شدند - و روزہا پنہاں می شدند - و رخ را عادت ایں بود
کہ آنہا را می ربود و پارہ پارہ می کرد - سبب ایں کار معلوم
نبود - من دراں بیاباں ماندم و از کردۂ خویش پشیماں بودم - و
دراں بیاباں می رفتم و چاہے دراں شب بسر بردم نمی یافتم -

پس بیم ازاں مارہا داشتم کہ بخویشتن نبودم۔ غارے دراں نزدیکی پدید شد۔
بآں سوے رفتہ دریچہ یافتم۔ از دریچہ بغار اندر شدم۔ درانجا سنگے
بود بزرگ آں سنگ را جنبانیدہ۔ دہن غار را بسنگ بگرفتم۔ و خود
درون غار بودم۔ و باخود گفتم۔ حمد خدائے را کہ بدیں مکان آمدہ
ایمن شدم چوں روز برآید منتظر لطفِ الٰہی شوم۔ پس ازاں بغار نگاہ
کردہ۔ مارے بزرگ دیدم کہ در صدر غار برروے تخم خود خوابیدہ
تن من بلرزہ درآمد۔ کارِ خود بقضا و قدر سپردم۔ چوں فجر دمید۔
سنگ از درِ غار بیک سو کردم و بیروں آمدم۔ ولے از غایت بیم
مانندِ مست و مدہوش بودم۔ و دراں بادیہ حیراں ہمی رفتم۔ ناگاہ
لاشۂ بزرگے افتادہ دیدم۔ و درانجا کسے نیافتم۔ بفکرت اندر شدم
و حکایتے کہ از بازرگاناں و سیاحاں شنیدہ بودم۔ بخاطر آوردم۔ کہ
درکوہ الماس خطرہاے بزرگ ہست۔ لیکن کسے بدانجا نتواند رفت۔
ولیکن بازرگاناں چوں خواہند۔ سنگ الماس پدید آورند۔ حیلتے سازند۔
و گوسفندے را کشتہ پوست ازوے بردارند۔ و گوشت اورا شرحہ شرحہ
کنند۔ و ازاں کوہ بپادیہ براندازند۔ پس گشتۂ گوسفند بسنگہاے الماس
بیفتد۔ سنگہاے بدو بچسپند۔ انگاہ پرندگاں از رخ و کرکس با آں
لاشہ بنشینند۔ آنرا بچنگال گرفتہ بفراز کوہ برشوند۔ درحال بازرگاناں
بسوے پرندگاں آمدہ بانگ برآنہا زنند و پرندگاں ازاں لاشہ
دور شوند انگاہ سنگہاے الماس را کہ براں لاشہ چسپیدہ برچینند۔

وبشهرهای خویشتن برند – و هیچکس بسنگ الماس نتواند رسید – مگر
باین حیلت – چون لاشه بدیدم و حکایت بخاطر آوردم برخاسته
نزد لاشه بیامدم و از سنگهای الماس آنچه می‌توانستم – جمع آوردم –
درمیانهٔ جامه و جیب و آستین و بغل خود بگذاشتم – تا اینکه سنگی بسیار گرد
آوردم – آنگاه دیدم که یکی لاشهٔ بزرگ از بالای کوه بزیر افتاده –
من پیش لاشه رفته خود را بدستار بدان لاشه بستم و بر پشت خوابیده
اورا بسینه گرفتم – در اثنا کرگسی بدان لاشه فرود آمد – اورا
بچنگال گرفت – بهوا بلند کرد – من نیز از او آویخته بودم – و آن
کرگس همی پرید و مرا بالاشه همی برد – تا اینکه بفراز کوه برآمد – و
لاشه را بزمین نهاد – و قصد کرد که لاشه را از هم بدرد و بخورد –
ناگاه آوازی بلند از پشت کوه برآمد – کرگس بترسید – و بهوا بپرید
من خویشتن را از لاشه بگشودم – و جامهٔ من بخون او آلوده بود –
من در پهلوی لاشه بایستادم – در حال بازرگان که بانگ بر کرگس
زده بود – بسوی لاشه آمد – چون مرا در آنجا ایستاده دید بترسید – و
بمن هیچ نگفت – نزد لاشه آمد – او را باین سو و آن سو کرده – از سنگها
نشانی نیافت – فریاد برآورده گفت – واحسرتاه! این چه حالت است؟
آنگاه من پیش رفتم – بمن گفت – تو کیستی؟ و بدین مکان از بهر چه
آمده – من باو گفتم – بیم مدار – و هراس مکن – که من از بهترین اشخاص
و بازرگان بودم – مرا حکایتی است – عجیب و قصه ایست غریب –

و سبب آمدن من بدین مکان حدیثے طرفہ دارد۔ تو محزون مباش
کہ بامن بسے سنگ الماس هست۔ چیزے کہ ترا کافی باشد بتو
خواهم داد۔ و سنگهائے کہ بامن است، هریک بهتر از تمامت آن
سنگهاست۔ کہ باین لاشہ چسپیدہ باشد۔ پس دران هنگام آن
بازرگان آرام گرفتہ۔ مرا دعا گفت۔ بازرگانے کہ هریک از ایشان لاشہ
انداختہ بند۔ بسوے ما بیامدند۔ مارا سلام دادند۔ و سلامت مارا
تهنیت گفتند۔ من نیز تمامت قصۂ خود را بایشان گفتم۔ در رنجے را
در سفر بردہ بودم بدیشان شرح دادم۔ و سبب رسیدن خود را
بدان مکان بیان کردم۔ پس ازان بخداوند لاشہ کہ برا و آویختہ
بودم۔ چیزے ازان سنگهائے کہ با خود داشتم بدادم۔ فرحناک
شد۔ و مرا دعا گفت۔ و بازرگانان بمن گفتند۔ بخدا سوگند کہ ترا
عمرے تازہ دادہ اند۔ وگرنہ هیچ کس پیش از تو بدین مکان نرسیدہ
کہ نجات یابد۔ پس آن شب را در مکانے خوب و امن بخفتند۔
من نیز بایشان بخفتم۔ و ازان کہ از بادیہ مارها خلاصی یافتہ بآبادی
رسیدہ بودم۔ شادان و فرحناک شدم۔ غنودم۔ چون روز شد۔
برخاستہ دران کوہ بزرگ همی رفتیم و مارے بسیار دران جائی دیدیم۔
تا اینکہ بجزیرۂ در آمدیم۔ و دران جا درختان کافور بود۔ و بزرگی هر درخت
چندان بود کہ صد تن آدمی در سایۂ او می نشستند۔ و اگر کسے
می خواست۔ از کافور آن جمع آورد۔ از بالاے درخت

باتیغ بلند سوراخ می کرد- و آنگاه کافور ازاں رواں می شد- و
مانند صمغ سخت می گشت- پس ازاں آں درخت خشک گشته هیزم
می شد و دراں جزیره نوعے از وحشیاں بود که آنها را کرگدن می گفتند-
در جزیره بسان گاومیش می چریدند- و آں جانور از شتر بزرگتر بوده
و یک شاخ بلند درمیان سر داشت که طول آں ده ذراع بود
سابقاً پاره از سیاحاں و مسافراں شنیده بودم- که هماں کرگدن پیل
بزرگ را بردارد- و در جزیره و سواحل می گردد- و پیل در شاخ او
مرده- روغن پیل از گرمی آفتاب بچشماں او می ریزد- درحال نابینا
شود- و آنگاه مرغ رخ آمده- او را بچنگال گیرد- و او را باآنکه پیل
که در شاخ دارد- از بهر اولاد طعمه برد- و دراں جزیره یک نوع
گاومیش بود- که در نظر ما نظیر آنها بهم نمی رسد- و من پاره ازاں
سنگها که برچیده بودم- با بازرگاناں مصالحت کردم- از ایشاں دینار
و درهم و بضاعت تجارت گرفتم- و با ایشاں سفر کردم- و در همه جا
بیع و شرا می کردم- تا اینکه بشهر بصره رسیدیم- و روزے چند در آنجا
ماندم- پس ازاں بشهر بغداد آمدم- بخانه خود در آمدم- سنگ
الماس و متاعهائے گراں قیمت و لباسهائے نفیسه با خود آوردم-
عیال و پیونداں بر من گرد آمدند- بمسکیناں تصدق کرده- بیاراں
بخشودم و بزرگاں هدیه فرستادم پس ازاں خوردنیهائے لذیذ
می خوردم و نوشیدنیهائے لذیذ می نوشیدم- و هرکس که از سفر باز گشتن مرا

می شنید بنزد من آمده - اورا از عجائب و غرائبی که دیده بودم -
بیان می کردم - و در جهائی که دیده بودم - باز می نمودم - مردم از
خبرهای من تعجب می کردند - پس ازان سندباد گفت - انشاء الله فردا
حکایت های سفر سوم از برای شما حدیث خواهم کرد - پس چون
سندباد حکایت سفر دوم بیاران فرو خواند - طعام خوردند - و سندباد
بحری یک صد مثقال زر سرخ بسندباد حمال داده - سندباد زرها را
گرفته اورا دعا و شکر احسان بجا آورده - راه خود در پیش گرفته
برفت - و آن شب را به فرح و شادی بروز آورد -

سفر سویم

ای یاران! حکایت سفر سیم بشنوید که از حکایت سفر گذشته
خوشتر و طرفه تر است - و آن این است که چون من از سفر دوم
باز گشتم - در غایت طرب و نشاط بسر می بردم - پس از آن سوداهای
سفر با خاطر آوردم - مشتاق سفر شدم - و تفرج شهرها و دریاها
و اندوختن زر و سیم مائل گشتم - بضاعت بسیار و متاعهای مناسب با
سفر دریا بخریدم - و از شهر بغداد تا بصره سفر کردم - و از آنجا بساحل
دریا آمده - بکشتی بزرگ درآمدم که درو بازرگانان معروف و اهل خیر
و صلاح بودند - با ایشان بکشتی نشسته بیاری خدای تعالی سفر کردیم
و از دریا بدریا و از جزیره بجزیره روان بودیم و از هر مکان که گذشتیم

بیع و شری می کردیم - و در غایت فرح و سرور بودیم - تا اینکه روزے
از روزها در میدانِ امواج دریا همی راندیم - و ناخدا در کنار کشتی
ایستاده باطراف دریا نظاره می کرد که ناخدا طپانچه بر خود بزد - و
بادبانِ کشتی فرو پیچیده و ریش خود برکند - و جامه برتن بدرید -
و فریادے بلند برکشید - ما گفتیم - ای ناخدا! چه خبر داری؟ واین کارها
از بهر چیست؟ - ناخدا گفت - ای ساکنان کشتی! بدانید که بادِ مخالف
بما وزیده و مارا از راه عافیّت دور کرده - و قضا رهنمون مارا بکوه
بوزینگان بکشانید - و هیچکس بدین مکان نرسیده که سالم تواند رفت
چنان می دانم - همگی هلاک خواهیم شد - پس هنوز سخن ناخدا بانجام
نرسیده بود که بوزینگان حاضر آمدند - و دورِ کشتی بگرفتند - و آنرا
مانندِ ملخ در کشتی و اطراف کشتی پراگنده شدند - ما از زدن و
راندنِ آنها هراس کردیم که مبادا بسبب انبوهے که داشتند - مارا
بکشند - زانکه کثرت بشجاعت غالب ست - و ما به بیم اندر بمانیم
و آنها قبیح ترین وحشیان بودند - چشمانِ زرد و رویهای سیاه و پایے
مانندِ پالِ شتران داشتند - هر یکے از ایشانرا قامت چهار وجب بود
بطناب های کشتی بالا رفتند و بادندان طناب هارا ببریدند - چون از
هر سو طناب های کشتی بریده شد - کشتی را باد بسوی بوزینگان
برد - بوزینگان همه بازرگان را بگرفتند - و بسوی جزیره بردند - آنگاه
کشتی با بضاعتهاے او برداشته در جزیره بگذاشتند و خود برفتند -

تا اینکه کشتی ناپدید شد۔ و ندانستیم که بکجا رفتند و کشتی به کجا گردند۔ پس در آں جزیره مانده از میوه های آنجا می خوردیم۔ و از چشمه های او می نوشیدیم۔ که ناگاه درمیان جزیره قصرے پدید شد۔ ولے درآں قصر کسے نبود۔ ما در آں قصر بخفتیم۔ تا هنگام غروب درخواب بودیم که ناگاه زمین بلرزید۔ و آوازے از هوا بشنیدیم۔ در آں ساعت شخصے بزرگ جثه و سیاه رو بلند قامت بصورت انسان پدید شد۔ که دو چشم چوں دو شعلهٔ آتش و دنداں بساں دندانِ خنزیر و دهان چوں چاه و گوش هاے پهن درازش تا کمر آویخته بود و دندان و ناخن بساں درندگان۔ چوں اورا بداں حالت بدیدیم۔ آں شخص بزمین فرود آمد اندکے در مصطبه بنشست۔ پس از آں برخاست۔ نزد ما بیامد و دست مرا بگرفت و از زمین برداشت۔ و ایں سو و آں سو ملاحظه می کرد۔ بداں ساں که گوسفند را امتحان کند قصاب۔ مرا از بسیاری اندوه و محنت که برده بودم۔ نزار یافت۔ و در من اثرے از گوشت ندید۔ جز من دیگرے را از یاران من بگرفت۔ پس از امتحان که فربه نبود۔ اورا نیز رها کرد۔ پس یکے امتحان می کرد تا اینکه بنا خدای کشتی برسید۔ بپسندید۔ مانند قصاب اورا بزمین انداخت و گردنش را شکست آنگاه سیخے بلند حاضر آورد و برحلقومش او فرو برد۔ چنانکه از نشیمن او بیروں رفت۔ پس از آں آتش سخت بیفروخت و شیخ بداں بداشت۔ تا بریاں شد۔ آنگاه سیخ از آتش بگرفت و در پیش نهاد۔ بگذاشت

و با ناخن های خویشتن گوشت او را همی کند و همی خورد تا شام شد و
استخوان ها بکشید و در پهلوی قصر بلند انداخت و ساعتے نشست پس از
آں در مصطبه بخفت و مانند گوسفند کشته نفیر میزد و تا بامداد بدینساں
خفته بود علی الصباح براه خود رفت - چوں از ما دور شد - ما بایکدیگر سخن
گفتیم - کاش بدریا غرق می شدیم و یا بوزنگاں مارا می خوردند بهتر ازیں
می بود که بر آتش بریاں می بودیم که اینگونه مرگ بدترین مرگهاست
پس از آں برخاسته از قصر بجزیره شدیم که مکانے از بهر پنهاں
شدن یا راهے از برائے گریختن دریابیم - پس بگشتیم و مکانے نیافتیم -
هنگام شام در رسید از غایت بیم بسوی قصر باز گشتیم - و اندکے
نشسته بودیم که زمین بلرزید و همان شخص بیامد و ما را یکے یکے چوں
بار نخستیں امتحان کرد و ملاحظه نمود - تا اینکه یکے از ما به پسندید و
چناں کرد که با ناخدای کشتی کرده پس آنگاه بر مصطبه بخفت - چوں
بامداد بیامد و بعادت معهود برخاسته براه خود رفت و ما بیکجا جمع شدیم
آنگاه یکے از ما گفت - باید از برائے او حیلتے کرده او را بکشیم - من گفتم -
اے یاراں از کشتن او ناگزیر هستید - ایں تخته ها بگیریم و پاره هیزم جمع
آورده چیزے مانند کشتی بسازیم - پس آنگاه حیلتے کرده - او را بکشیم
بر روے آں نشسته - و در دریا بهر جائیکه خدا خواسته باشد - برویم
و اینکه درایں مکان نشسته ایم - تا کشتی برما بگذرد - ما برآں کشتی نشسته
برویم - همگی گفتند - بخدا سوگند - ایں رائے زیبا و کاریست ستوده -

پس ہمگی برخاستہ - تختہا بخارج قصر بیاوردیم - و آنہا را چنیں بصورت
کشتی بساختیم - و در کنار دریا گذاشتہ پارۂ توشہ در او جمع آوردیم -
و بقصر باز گشتیم - چوں ہنگام شام شد - زمیں بلرزید و سیاہ درآمد -
یکے یکے مارا امتحان کردہ یکے را بگرفت و چناں کرد - کہ نخست کردہ
بود - چوں در مصطبہ بخفت ما برخاستیم - و دو سیخ آہنیں با آتش
بگذاشتیم - چنانکہ افروختہ شد - آنگاہ دو سیخ را گرفتہ بسوے آں سیاہ
بیامدیم - پس سیخہا را برچشم او بگذاشتیم - و با قوت تمام بچشماں او
فرو بردیم - آنگاہ صیحۂ بلند زد کہ نزدیک شد زہرۂ ما بشگافد و از
روے مصطبہ برخاستہ - جستجو می کرد - چوں نابینا شدہ مارا نمی دید
و لے ہراس داشتیم - پس در آں ہنگام قصد در قصر کردہ چوں در
پدید آورد بیروں رفت - صیحۂ ہمی زد ما نیز از قصر بیروں رفتیم - دیدیم
کہ آں سیاہ با جفت خود کہ بزرگتر و کریہ منظر تر بود از و باز گشتہ
ہمی آیند - چوں ما اورا با جفت خود بدیدیم - ہراس برما غلبہ کردہ -
از خوف ہلاکت نزدیک شدیم - در حال بسرعت بسوے آں صورت
کشتی بیامدیم و بر او نشستہ اورا بدریا افگندیم و آں سیاہ با جفت خود
سنگہا برما می انداختند - تا اینکہ جز سہ تن ہمہ ماہا را باسنگ بکشتند -
و بر روے آں صورت جز من و دو تن دیگر کسے نماند و آں کشتی
مارا بجزیرۂ رسانید و در آں جزیرہ تا آخر روز بگشتیم - چوں شب
بر آمد - و در ہماں جزیرہ اندکے بخفتیم - چوں بیدار شدیم اژدہاے

بزرگ جثہ دیدیم کہ بر ما احاطہ کردہ قصدِ فرو بُردن ما دارد۔ پس یکے
از مارا فرو بُرد از پے کار خود برفت ما برفیق خود محزون شدیم و
بخویشتن بترسیدیم و گفتیم بخدا سوگند ایں مرگ بدتر از مرگ نخستین
ست و فرحناک شدہ کہ از دست سیاہ خلاص شدہ و از غرق نجات
یافتہ ایم۔ ولے چہ سُود؟ کہ ازیں اژدہاے شوم۔ خلاص نخواہیم شد۔
پس ازاں برخاستہ بجزیرہ رفتیم و از آب و میوۂ آں نوشیدیم و
بخوردیم۔ چوں ہنگامِ شام شد و بادرختے بلند فراز برفتیم و شاخہاے
بلندتر اُو برشدیم و درانجا بخفتیم۔ چوں شب تاریک شد اژدہا
درآمد و بچپ و راست نگاہ کردہ و مارا براں درخت احساس نمود
بسوے ما بیامد و بدرخت برشد۔ چوں برفیق من برسید۔ اورا فرو بُرد۔
و من بچشم می دیدم۔ پس ازآں درخت بزیر رفت و راہِ خویش
پیش گرفت و من باقی آں شب را بمحنت و ملالت در فرازِ درخت
بسر بُردم چوں روز برآمد۔ از درخت بزیر آمدم و از غایتِ بیم
و ہراس مردۂ بیجاں بُودم و ہمی خواستم کہ خود بدریا افگندہ۔ از
محنت ہاے روزگار آسودہ شوم۔ ولے از جان گزشتن دشوار بود۔
ناچار چوبے پہن و بلندی را بپاے خود بستہ۔ چوبے را بہ پہلوے
چپ و یکے دیگر بہ پہلوے راست و دیگرے را برابر شکم و یکے دیگر
برسر۔ بداں ساں کہ پاے پاے خود را بستہ بودم نشستیم
و درمیانِ آں چوب ہا بخفتم۔ چوں شب تیرہ گشت۔ ہماں اژدہا

بعادتِ معهوده بیامد و بسوے من بنگریست و قصد کرد که مرا فرو برد۔
چوبہا از ہر طرف حاجب اژدہا بودند۔ و اژدہا بدورِ من می گشت۔
ولے بمن نمی توانست رسید و تا دمیدنِ صبح اژدہا را کار با من
ہمی بُود۔ چوں روز برآمد۔ اژدہا در غایت خستہ شدہ ازمن باز
گشت و برراہِ خود برفت۔ من دست دراز کردہ آں چوبہا را خود
بکشودم و از بس رنج و مشقت کہ بُردہ بُودم۔ بمردگاں مانستم۔ پس
ازآں برخاستہ در جزیرہ رفتم۔ تا بپایانِ جزیرہ برسیدم۔ مرا درمیانِ
دریا کشتی نظر اُفتاد انگاہ شاخے بزرگ از درخت برچیدم از آں
شاخ بسوے اہلِ کشتی اشارت کردہ بانگ پریشاں بودم۔ چوں مرا
دیدند کشتی بسوے من براندند۔ و بمن نزدیک شدند و آوازِ من
بشنیدند۔ پس از آں پیش آمدہ مرا بگرفتند و بکشتی اندر بنہادند و
ازمن جویا شدند۔ من بتمامت ماجرا باز گفتم۔ و رنجہا کہ بُردہ بُودم۔
حدیث کردم۔ بسے در عجب شدند و خیرہ ماندند۔ انگاہ جامہ بمن
پوشانیدند و خوردنی پیش آوردند۔ من بقدرِ کفایت بخوردم۔ رواں
من راحت یافت۔ و ازینکہ خدا مرا پس از مرگ زندہ کردہ بود شادی
بزرگ بمن رو بداد و حمد خدا را بجا آوردم و نعمت ہاے اُو را سپاس گزفتم
با یارانِ کشتی ہمی رفتیم و بادِ مراد ہمیوزید تا اینکہ بجزیرہ کہ آو را
جزیرہ سلاہطہ گویند۔ برسیدیم۔ کشتی را برابر آں جزیرہ بداشتند
ہمہ بازرگانان و سالکانِ کشتی بجزیرہ در آمدند و بقماشہاے

خویش از بهر بیع و شرای بیرون آوردند. آنگاه خداوند کشتی روی
بمن کرد و گفت تو مرد هستی غریب. بسی رنجها بُرده. قصد من این ست
که سودی بتو رسانم که بسبب آن بشهر خویشتن برسی و مرا دعا گوئی
من گفتم آری. بپاسِ احسان ترا دعا خواهم گفت. پس خداوند
کشتی گفت کسی با ما در کشتی مسافر بُود. زمانا پدید شد. اکنون
نمی دانم زنده است یا مُرده. قصد من این ست که یکبار از بضاعتها
او بتو بدهم که در این جزیره بفروشیم و من ترا در عوض رنج و تعب مزد
دهم و ما بقی را گرفته دارم. چون به بغداد برسم از پیوندان او جویا شده
مال بوارثان اُورد کنیم. آیا تو می توانی که این کار بکنی بضاعت اورا
مانند بازرگان بفروشی یا نه. گفتم. یا سیدی! فرمان ترا اطاعت کنم.
و منت برم. پس دران هنگام ملاحان را امر کرد که ازان بضاعت
بجزیره بیرون آورده بمن تسلیم کنند. آنگاه نویسندهٔ کشتی گفت
ایها الرئیس! این بضاعت ها که بیرون آوردند از کیست. و بنام
که بنویسیم؟ رئیس گفت. بنام سندباد بحری بنویس که با ما بود و در
جزیره غرق شد و ازو خبری باز نیامد. اکنون همی خواهم که این غریب
بضاعتهای اُورا بفروشد تا چیزی باو مزد دهیم. و ما بقی ثمن را
برداشته به بغداد بریم. اگر سندباد را یافتیم. بخودش رد کنیم و اگر
نیافتیم. بوارثان او برسانیم. چون من از رئیس شنیده بودم که
نویسنده گفت. بضاعت ها بنام سندباد بحری بنویس. باخود گفتم

بخدا سوگند سندباد بحری منم و من در جزیره غرق شده بودم. پس
من صبر کردم تا اینکه بازرگانان از کشتی بدر شدند و بیکجا جمع شده
حدیث می کردند. و در امور بیع و شری بگفتگو اندر بودند. من
در حال پیش رفته بخداوند کشتی گفتم یا سیدی! یا صاحب بضاعت
را می شناسی یا نه. گفت لا والله حال او را ندانم جز اینکه مردے
بود از بغداد که سندباد بحری نام داشت. پس در آن هنگام فریادے
برآورده گفتم. ایها الرئیس! بدانکه من سندباد بحریم. غرق نشده
بودم. ولیکن وقتیکه کشتی بر آن جزیره بداشتید و بازرگانان با جزیره
در آمدند. من نیز باگروه مردم بیرون آمدم و در جزیره تفریح
می کردم. خواب مرا در ربود. وقتیکه بیدار گشتم. از کشتی و ساکنان
کشتی اثرے نیافتم و این بضاعت از آن من است. پس چون
بازرگانان سخن من بشنیدند. بر من گرد آمدند. پارهٔ ایشان مرا
تصدیق کردند و پارهٔ تکذیب نمودند. و دران حالت بازرگانے
از بازرگانان شنید که من نام کوه الماس بردم و حکایت آنجا را
کردم. برخاسته. پیش آمد و بازرگانان را گفت. اے جماعت
بخاطر دارید که من وقتے عجائب سفر خود را با شما بیان می کردم گفتم
که من چون ابادت معهود لاشهٔ گوسفند بباديهٔ الماس. انداختم
مردے بلاشه من آویخته بفراز کوه بیامد. شما سخن من باور
نکردید بازرگانان گفتند آرے تو این حکایت با ما فرو خواندے و ما

ما مرا تصدیق نکردیم پس از آن بازرگان گفت این همان مردست
که بالشهٔ گوسفند من آویخته بود و سنگهائے الماس گران قیمت بمن
عطا کرد که چنان یافت نمی شود - ما باهمین مرد تا بشهر بصره در کشتی
رفیق بودیم - و از بصره این مرد مارا وداع کرده بسوے شهر خود رفت
و ما نیز بشهر خود رفتیم واین را نام سندباد بحری ست و مارا خبر داده
از اینکه او در جزیره خفته و یاران او اورا فراموش کردند و رفته بودند
اے یاران! بدانید که این مرد اینجا نیامد مگر اینکه راستی سخنانے که
بشما گفته بودم آشکار شود و این بضاعت ها مال اوست که او
در وقتے که با ما جمع آمده بود - این ماجرا را بما باز گفته بود - کنون
راستی سخنش ظاهر شد پس چون خداوند کشتی گفتهٔ بازرگان بشنید
برخاست - نزد من آمد و در ساعتے بمن نظر کرد - آنگاه گفت نشانهاے
بضاعت تو چیست؟ من علامت بضاعت خود باز نمودم - و کارهائیکه
در کشتی میانهٔ من و او روی داده بود یک یک بشمردم - آنگاه چون
یقین دانست که من سندباد بحری هستم مرا در آغوش گرفت و بسلامت
من تهنیت گفت و بمن گفت - اے برادر! بخدا سوگند کار تو
شگفت و حکایت تو غریب ست ولیکن حمد خدا را که میان ما و تو
جمع آورد و بضاعت را بتو رد کرد - پس در آن ساعت من بضاعت
خود را تصرف کردم و دران سفر بضاعت من سود بسیار کرد و مرا
فرحے بزرگ پدیدار آمد و بسلامت خویشتن شاکر بودم همواره در جزیرہا

بیع و شرائے می کردیم۔ تا ببلادِ سند برسیدیم و در دریا از عجائب و غرائب چنداں دیدم کہ در شمار نیاید۔ و از جملہ چیزہائے کہ عجیب دیدم۔ ماہی بود۔ در صورتِ گاؤ و ماہی دیگر دیدم بصورت خر۔ و پرندہ دیدم کہ از جوف آب بدر می آمد و در روئے آب تخم گزاشتہ جوجہ می آورد و ہرگز از آب بر روئے زمیں نمی رفت پس از آں باذنِ خدا تعالیٰ سفر کردم و باد بما نیکو شد و سفر ما بمبارکی گزشت۔ تا اینکہ ببصرہ رسیدیم۔ روزے چند درانجا بماندیم۔ پس ازاں بشہر بغداد بیامدیم۔ چوں بہ بغداد رسیدیم بخانۂ خود در آمدم و بیاراں سلام دادم و بسلامتِ خود و باز گشتن بوطن فرحناک شدم۔ آنگاہ تصدق دادم و یتیماں و بیوہ زناں بپوشانیدم و باقارب و پیونداں مال بخشودم و ہدیہا فرستادم و بخوردن و نوشیدن و لہو و لعب مشغول شدم۔ و نشاط و طرب شدتہائے سختت را از یادِ من ببرد و دریں سفر سودے زیادہ کردہ بودم کہ بصرف کردن تمام نمی شد و ایں حکایت کہ گفتم از عجائب ایں سفر بود۔ فردا ان شاء اللہ بسوے من آئید۔

رقعات عالمگیری

اس کا لقب **کلمات طیبات** ہے۔ یہ اُن رقعات اور فرامین کا مجموعہ ہے جو **ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر** بادشاہ ہندوستان نے اپنے لڑکوں، وزیروں امیروں کے نام لکھے ہیں۔

یہ کتاب فارسی زبان کی عمدہ انشاؤں میں سے ہے۔ اس کی عبارت باوجود سادگی کے نہایت دلکش ہے۔ بیان میں لطافت اور زبان میں شیرینی بہت زیادہ ہے۔ عبارت میں ایسی روانی ہے کہ کسی قسم کا تکلف نہیں معلوم ہوتا۔ بعض جگہ مکاتبہ کی صورت بالکل مکالمہ کی ہوگئی ہے جو انشاپردازی کے محاسن میں داخل ہے۔

انتخاب از رقعات عالمگیری

بنام بادشاہزادہ کلاں سلطان محمد معظم شاہ عالم بہادر

رقعہ ۱

عین پور خلافت فرزند سعادت توام محمد معظم حفظہ اللہ وسلّمہ!
اعلیٰ حضرت فردوس منزلت بگرفتن ولایت بلخ و بدخشاں و خراسان

و بعلت ملک قدیم و موروثی توجه مفرط داشتند۔ و مکرراً افواج بادشاہی بسرکردگی مراد بخش بآں صوب فرستادند۔ چنانچہ اکثر آں ولایت فتح ہم شد لیکن بہ سبب کم حوصلگی آں نامراد کہ بے طلب حضور برخاستہ آمد و باستمالت اہالی و اکابر آں دیار نپرداخت۔ ملک مقبوضہ و مفتوحہ از دست رفت و محنت و زر ضایع گشت۔ ازینجا است کہ گفتہ اند از پسر ناخلف دختر بہتر۔ نظر بایں توجیہ کہ۔ ع۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کند ایں فانی را آرزو باقی است۔ تدبیرش غیر ازیں کہ نبیرۂ آنحضرت را بافوجے شایستہ و سامان بایستہ بآں سمت بفرستیم دیگر از ماچہ می آید باوجود تاکیدات حضور شما قندہار را نگرفتہ اید۔ تا ایں مہم چہ رسد۔ ظاہر کار ما از شما نیست۔ عارف بخود چہ عارف است۔ ایں نمود بے بود خود آفتاب سرکوہ است۔ بدست آمد چہ دنیا مدچہ۔ شما فکر خود کنید کہ درینجا بہ ہمچشاں چہ رو خواہید نمود۔ و درانجا بحضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ و حضرت اعلےٰ۔

رقعہ ۳

مہین پور سلطنت! برائے اضافۂ پسر چارین کہ ظاہرا بسیار دوست می دارند۔ عرضداشتیکہ نوشتہ بودند بمطالعہ درآمد۔ پیش بینی مراتب خرد بر بزرگ امکان ندارد۔ و طرفہ تر اینکہ آں فرزند بہر خانہ خود نہ دارند۔ خبر پرداخت پسر از کجا یافتند بہرحال۔ ع۔ عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است۔ بپاس خاطر آں فرزند بطور دیگر رعایت کردہ خواہد شد۔

رقعہ ۳

مهین پور خلافت! با وجود سلامت نفس فتح الله خان را چرا ناخوش کردید۔ ما در ایام شاهزادگی با امرا آنچه سلوک می کردیم که همه راضی بودند۔ در حضور و غیبت بخوشدلی تعریف و توصیف ما می کردند۔ بل با وصف اقتدار برادر نامهربان بعضے ها ترک رفاقت او کرده ملازمت ما اختیار کردند۔ جمعی که باشارۂ برادر نامهربان حرکات نا ملایم کرده حرفهائے بے ادبانہ برزبان آوردند۔ بتازیانۂ اغماض و تحمل متنبہ شده از سر انصاف اقرار بصاحب حوصلگی ما کردند۔ تا نقش سرداری و بهادری ما برلوح خاطر اشرف اقدس اعلیٰ حضرت مرتسم گشت و کارهائے دست بستہ بازور بازوے این مور ضعیف صورت گرفت شما مثل فتح الله خانے را رنجیده خاطر کردید۔ همچو سپاهی جگردار همه کاره را که بکار عمده شما می آمد شکستہ دل نمودید۔ فرد

گر صد هزار لعل و گهر میدہی چه سود ٭ دل را شکستۂ نه که گوهر شکستہ

مقتضائے مصلحت حالا هم اگر دلجوئی کنید۔ بهتر و برائے اصلاح کار مفید تر است۔

بیت

نصیحت گمت بشنو و بهانہ مگیر ٭ که هرچه ناصح مشفق بگویدت بپذیر

بیشتر هرچه رضا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

رقعہ ۴

مهین پور خلافت! منعم خان از حضور رخصت یافت۔ تا چلد

رسیده آنچه بزبان او حواله شده - ابلاغ نماید - از خود خبرم نیست که کیستم؟ و کجا می روم؟ و برسر این عاصی پُر معاصی چه خواهد گذشت حالا از ہمہ مرخص می شوم و ہمہ را بخدا می سپارم - فرزندان نامدار کامگار را باید که تخالف نکنند و مجوّز کشت و خون خلق که بندہاے خدایند نشوند - آنچه بنظر می آید طرفه ہنگامه برپا شدنی است - ایزد مُقلب القلوب توفیق حفاظت خلق اللہ که ودایع بدایع خالقند - چراغ راہِ سالکانِ طریق ریاست و مُلک داری کناد -

بنام بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ بہادر

رقعہ ۱

فرزند عالیجاہ! اسپ راہوار که این مرتبه براے ما فرستادہ اند از سواری آں خیلے خوشیم - و یاد از غمخواری ہاے پدر پیراں فرزند جواں بخت میدہد - از کمال تحفظ بخوشخرام موسوم کردہ شد - چوں آں فرزند در تجویز نام مطابق ہر چیز مہارت تام دارند براے ہر یکے از اسپانِ خاصۂ ما که فہرستِ آں بقید رنگ و نسل مرسلۂ آختہ بیگی خواہد رسید تجویز کردہ بنویسند -

رقعہ ۲

فرزند عالیجاہ! مزۂ کھچڑی بریانی شما در زمستاں بیاد می آید - الحق که قبولی اسلام خاں بآں نمی رسد - می خواستم که سلیمان بریانی

پدررا از شما بگیرم آما شفقت پدری اقتضا نکرد - اگر از شاگردان او کسے مهارت این فن داشته باشند طلبیده آید و الّا خوشا روزے که بیائید و بخورند و بخورانند - بیت

خوشا وقتے و خرّم روزگارے ‏ ‏ که یارے برخورد از وصل یارے

بیت

ہوس از سرم یک سر مو نرفت ‏ ‏ سیاہی ز مو رفت و از رو نرفت

رقعه

فرزند عالیجاه محمد اعظم حفظه الله تعالی و سلّم! حسن بیگ دیوان کارخانه کوڑا بہ رعایت خاطر افضل اہل معزول نشده - رعایائے آنجا واویلا دارند - و سر بسنگ میزنند - و می گویند - ع -
اگر تو می ندہی داد روز دادے ہست - محاسبان حقیقی ظلم عمال بنام ما و شما می نویسند جزائے اعمال حق دانسته - باحوال سکنۂ آنجا وارسند - و الّا جاگیر تغییر خواہد شد - و عوض تنخواه نمی یافت -

رقعه

فرزند عالیجاه! انچه معلوم میشود مصطفٰی قلی بیگ دیوان خاص آں فرزند کار را بعجز و رشی سر انجام میدہد - غنیمت است اضافۂ منصب و خطاب خانی اگر بنویسند داده آید - آدم خوب مثل طلائے بے غش است -

بیت

انچه به چشم دیده ایم کم نبیارست و نیست ‏ ‏ نیست جز انسان درین عالم که بسیار است و نیست

روزے سعداللہ خاں مرحوم بعد فراغ از اوراد و وظائف تا دیرے دست بدعا برداشتہ بود یکے از ندمائے گستاخ پرسید "کدام آرزو باقی است"؟ گفت "آدم خوب"۔ الحق حرف خوبے گفتہ۔ ہرچند دیانت و امانت در خلقت انسانی جبلّی است بہر کہ حق تعالیٰ کرامت کردہ باشد۔ امّا ہمّت و انصاف آقا را نیز دخلے ہست کہ نوکر را مُرفّہ الحال و از وجہ معاش معتدا احوال فارغ البال دارد۔ تا ضروریات عالم تعلّق خلل انداز اعتقاد او نشود۔ ع کہ مزدور خوشدل کند کار بیش۔

رقعہ ۵

فرزند عالیجاہ! باظہار جاسوساں معلوم شد کہ شاہ راہ از بہادر پور تا خجستہ بنیاد خالی از مخاطرہ نیست۔ قطاع الطریقاں مال بیوپاریاں و مسافران بغارت می برند۔ و متردوین بامنیت نمی توانند آمد و رفت نمود۔ ہرگاہ در قرب لشکر بادشاہ ایں حال بودہ باشد وائے برحال طرق دور دست۔ معلوم می شود کہ منہیاں اخبار متغیر پایاں فرزند نمی رسانند۔ ازانجا کہ غفلت و بے پروائی خلاف طریق ریاست و جہانبانی است کاشیان جدید بتہدید تعین نمایند۔ و سکنہ و فوجدار پیشیں را بسزا رسانند۔ و فوجے مستعد متعین سازند۔ کہ استیصال مفسداں از بیخ و بن کردہ شاہ راہ از شرّ جماعت حرامیان پاک سازند ننگ بدعملی تا کے گوارا توان کرد۔ بیت

من نمی گویم زیاں کن یا بفکر سود باش ای ز فرصت بےخبر در ہر چہ باشی زود باش

والدعا فقط

رقعہ

فرزندِ عالیجاہ! یاد داریم کہ روزے بخدمت میاں عبداللطیف قدس سرہ الشریف رفتیم۔ و در اثنائے کلام گفتیم کہ اگر اجازت باشد چندہ از مضافاتِ کمترون برائے مصارفِ خانقاہ مقرر کردہ شود۔ ایں دو مصرع برزبان صدق ترجمان راندند۔ بیت

"شاہ مارا دہ دہد منت نہد رازق مارزق بے منت دہد"

گفتیم "ہمچنیں است امّا تقدیم خدمتِ فقرا و اہل اللہ برائے خیر و برکت دنیوی و عافیت خود و حصول دعائے مزید نعمت و دولت است نہ برائے آز و منّت۔" گفتند "اگر فی الحقیقت از تصمیم ارادۂ باطن نیت خیر است۔ نصف غلّات از حصّۂ رعایا بگیرند بلکہ مظلومانِ محنت کش زیادہ ازاں بگذارند۔ و ادرار و وظیفہ برائے گوشہ نشینان متوکّل کہ زبان سوال بستہ در بیابانہا و زوایائے ویران مسکن دارند مقرّر سازند و بداد مظلوماں نوعے پرسند کہ حق کسے تلف نشود۔ و دست اقویا از حال ضعفا کوتاہ باشد۔ افزونی دولت و نعمت مشاہدہ نمایند۔ بتقریب نالش سکنۂ چکلۂ کوڑا ایں نقل بیاد آمد کہ بے اختیار بآں فرزند قلمی شد۔ والدعا۔

رقعہ

فرزندِ عالیجاہ! داروغۂ توپ خانہ و دیوانخانہ را فوجدار نواحِ احمد آباد کردہ اند۔ و او تہانجات بخویشاں و اقربائے مردار خوار سپردہ

مستغیثاں بحکایت داروغهٔ مذکور بعدالت آں فرزند بار نمی یابند۔ و
جمعی مال مردم خوار اوباش رفیق دامادش شده تعلق الله را ایذا می دهند
حیرانم که دروقت جزای اعمال چه جواب خواهیم داد حق سبحانهٗ تعالیٰ
عادل است اگر ظالم را کارفرما کنیم هر عذابی که از ظالم مامور ما بر ما
آید عدل است و بآں سزاواریم۔ که ظالم را زور دادن و بداد داد
خواه نرسیدن در معنی خود مجوزِ ظلم بودن است۔ بیت

گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافاتِ عمل غافل مشو

رقعه ۸

فرزند عالیجاه! مثل زاهده بانو ضعیفه بیچاره تا کی بحال تباه و
محروم خواهد بود برما و شما حقی دارد نواسهایش انچه کردند۔ نتیجهٔ آں
دیدند۔ متعلق حق هیچ حال نباید بود یاد داشته باشند که روزی که
فیل فتح جنگ خاں برآں فرزند حمله آورد۔ میر نیدصو چه کار رستمانه کرد۔
فیل را از شوخی باز داشت و خلعت عنایت نگرفت۔ که حق
خانه زادی بجا آوردم مزد چرا بگیرم۔ برای خدا و خاطر ما سینه
را از کینهٔ دیرینه پرداز ند۔ و آں ضعیفه را که غیر شما دیگری ندارد
مشمول عواطف سازند۔ بیت

قدیکان خود را بیفزای قدر — که هرگز نباید ز پرورده غدر

رقعه ۹

فرزندِ عالیجاه! روزی سعدالله خاں درحضور بدیر آمد۔ اعلیٰ حضرت

سبب پرسیدند۔ عرض کرد کہ فقرۂ چند در بیاضے بہ نظر آمدہ بود نقل
برای داشتم۔ تا بعرض رسانم۔ قیام بنیان سلطنت از عدالت افزایش
ملک و مال از شجاعت و سخاوت۔ صحبت داشتن با علما و فضلا و محترز
بودن از قرب جہلا نشان عقل است۔ عاقل بودن بر حقایق
مستقل ماندن در حین شدائد۔ مقصر نہ بودن در امور دنیوی از
تدبیر۔ راضی و شاکر ماندن بر تقدیر۔ دیرپائی خاندان از ترحم نمودن
بر یتیمان و محتاج نشدن خود از کامروائی محتاجان۔ انصرام امور
ملکی بصلاح و صوابدید وزرا۔ مظفر و منصور بودن باستمداد ہمت فقرا
تندرست ماندن از نیت ازالۂ درد دردمنداں۔ امید رحمت داشتن از
جناب حق بعفو جرائم مجرمان۔ آنحضرت خیلے محظوظ شدہ بوسہ بر پیشانی
خان مبرور دادند و آخر روز چند تھان محمودی زردوزی یکرنگ
بخان مذکور مرحمت فرمودند۔ خواستم کہ تنہا متلذذ نہ باشم بآن فرزند
دلبند ہم نوشتم توفیق عمل بہ ہمگنان رفیق باد۔

رقعہ ۱

فرزند عالیجاہ! جانا عزیزا!! چند فقرہ از بیاض اعلیٰ حضرت
خوش آمد۔ باقتضائے شفقت قلبی بے اختیار بآن فرزند ارجمند
نوشتم کہ تنہا متلذذ نباشم۔ چندیں چیز بہتریں اعمال است آنکہ ندارند
بکردم بد۔ نرنجیدن بعدم حصول مقصد۔ نرنجانیدن مردم بموجب مزاج
نخواستن با کمال احتیاج۔ صحبت داشتن با اہل معاد۔ جستجو کردن

قابلان با استعداد - بار ندادن پیش خود بمردم جهال - دادن بار بارباب استحقاق بقدر توفیق پیش از سوال - مکرم داشتن اہل فضل مصروف نمودن مزاج بعدل میل نکردن باقوال غیر عقائد - بے خبر نبودن از احوال متوکلان بے مکائد - غنیمت دانستن وجود یگانگان کہ بیگانہ از خلق باشند - پیش داشتن حسبے کہ مصالح امور دنیا و عقبےٰ بوند درین عصر ہم مردم خوب بسیارند - امّا دل مشخص و توفیق پیش آوردن آنہا کو - ظاہرا بعد چندے بدتر ازین خواہد شد - فرد

من ز وضع زمانہ در فکرم   کہ مبادا ازین بتر گردد

شما کہ داعیۂ جہانبانی دارید بسجنید و بخواہید و بنگرید و نگاہدارید -

رقعہ ۱۱

فرزند عالیجاہ ! در احمدآباد میر عرب درویش را دیدہ اند البتہ باز بروند - و سلام این شرمندۂ عقبےٰ و طالب دنیا را ابلاغ نمایند و تحیر عواقب امور و سلامت ایمان از دل و جان مسئلت کنند - و بگویند کہ نزدیکی باجل و دوری از حسن عمل عمر این غافل بجاہل گذشت - قدرے کہ ماندہ نیز لاحاصل میرود - قدم حیات پیش رود و فکر نجات پس سر - فرد

انچہ ما کردیم بر خود ہیچ نابینا نکرد   درمیان خانہ گم کردیم صاحب خانہ را

رقعہ ۱۲

فرزند عالیجاہ ! روزے اعلیٰ حضرت در خلوت بدارا شکوہ ارشاد

نمودند که در حق اُمرای پادشاهی کج خلق و بدگمان نباشد و همه را مشمول عواطف و الطاف دارد۔ و عرض غرض آمیز سخن سازان درحق ایں جماعت نشنود۔ که ایں حرف وقتے بکار خواهد آمد۔ از بسکه دل می سوزد۔ حرف ناگفتنی می گویم۔ نفاق با مردم کار ضایع کاری است۔

رقعه ۱۳۱

فرزند عالیجاه! واقعه نگار پرگنه لونی به برادر خود می نویسد که تا پانزده شانزده هزار روپیه هر سال از راهداری می آید۔ و ایں فوجدار زیاده از هزار دو هزار داخل جمع نمی نمایند۔ فی التحقیقت ایں راهداری نیست راهزنی است۔ مال عوام محض حرام است اگر از صد پنج و چهل یک می گرفتند مضائقه نداشت۔ چوں بریں تقدیر خیانت امین ظاهر می شود اوّل به تحقیقات ایں فرمان بنام ناظم صوبه و دیوان صادر می شود بعد اثبات فهمیده خواهد شد آنچه از زراعت پیدا می شود نصف بجاگیردار گوارا است و سوائے آں مال خالصه شریفه است۔ در عصر اعلیٰ حضرت شخصے هنگام عبور سواری خاص بهبانگ بلند برخواند که ایں عصر میمنت اثر جامع جمیع حسنات است خدیو عادل۔ وزیر اعظم جوهر رس۔ دبیران متدین خلق الله مرفه الحال شکرانهٔ ایں عطیات از جناب ایزدی بذات اقدس از جمله مفروضیات است۔ آنحضرت بعد استماع ایں حروف درسواری راندن اندکے

مکث فرمودہ بندہاے خاص را از دور طلبیدہ دست بفاتحہ برداشتند۔ و اورا بعنایت خلعت نواختند۔ سعداللہ خاں دراں وقت بسمع والا رسانید۔ کہ مصالح بقدر خواہش و خواہش بقدر جوہر پاک بہم می رسد۔

رقعہ ۱۴

فرزند عالیجاہ! موسوی خاں را بہ تجویز آں فرزند بخشی اول کردیم آدمی اگر از عہدہ یک کار ہم خوب برآید غنیمت است۔ صورتش بدنیست سیرتش نمی دانم ع۔ کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم۔ کلیہ اینست ہرکرا خدمتے باید فرمود مخفی متفحص حالش باید بود۔ کہ ابناے دنیا در ابتدا بتقدیم حسن خدمت فریفتہ می نمایند۔ و باز اغراض نفسانی را کار می فرمایند۔ اینجا بعد افتخار خاں و محمد علی خاں خانسامانی را فاضل خاں و فضایل خاں خوب کردند۔ کہ آثار خیر از ناصیۂ آنہا دیدہ بیشند۔ امراض بدنی را اطبّا علاج توانند کرد۔ امّا مریضاں غرض را مقلّب القلوب دوا کند۔

رقعہ ۱۵

فرزند عالیجاہ! پسراں شمشیر خاں چرا جدا شدند۔ استعفاے آنہا بے سبب نخواہد بود۔ قدما را باندک حرف برانداختن و از جدیداں توقع کار داشتن محض بے معنی۔ ما آفتاب مشرق بدیوار و ایشاں را چنیں خیال۔ بہرحال اگر در حضور اقدس بیایند و منصب بادشاہی

اختیار شاہنشاہ مصطفا لقبہ نادر العہد 201.48.

رقعہ ۱۶

فرزند سعادت توام عالی جاہ من! اعلیٰ حضرت می فرمودند کہ
شغل کار بیکار انسانست انسان اگر بامور عقبیٰ نتواند پرداخت بساختگی
کارہائے دنیا چہ پرواست کہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ واقع شدہ - خود
بدولت بنفس نفیس چہار گھڑی آخر شب از خوابگاہ برآمدہ بایثار
توفیق وضو کردہ بجھروکہ درشن تشریف می آوردند و درشنیان را بسعادت
دیدار فیض آثار نواختہ - بعد برآمدن چہار گھڑی روز دیوان عام
می فرمودند - و دراں مجلس جمیع منصبداران جزو و کل بار مجرا
یافتہ - دیوان اعلیٰ و میر بخشی تجویز اہل خدمات و حقائق حسن
ترددات و جانفشانی و ناظمان و فوجداران و امینان و کروریان
صوبجات بعرض رسانیدہ - دامن امید ہر کدام بانجاح مرام پر ساختہ
دل گرمی دیگران می نمودند و بعد ملاحظہ معتاد اسپان و فیلان خاصہ
یک پاس و دو گھڑی روز برآمدہ از دیوان عام بدیوان خاص
رونق می بخشیدند دراں مقام بخشیان عظام احوال نو سرفرازان منصب
معروض نمودہ حکم عرض مکرر و نظر ثانی حاصل می کردند و انتخاب
وقائع و سوانح ہر صوبہ عرض کردہ فراخور ہر مقدمہ صدور احکام
و فرامین را حکم ناطق می گرفتند - تا قریب دو پہر این معاملات
در پیش می بود - پس ازیں بعد بشبستان خاصہ کہ تا کسے از وجہ جلال شہ

می‌شد - متوجه شده - برای تقویت تن و قوت عبادت و دادگستری
بقدر سد رمق نوش جان فرموده و جزا کل و شرب وظیفه‌خواران
و راتبه‌داران که اکثری ازان علما و فضلا و طلبهٔ علم مساکین و غربا
و یتیمان و بیکسان و بیماران بودند - و بسیاری را از آنها در نظر
کیمیا اثر روشناس می‌داشتند - استفسار نموده - در خوابگاه خاص
تشریف برده - ساعتی باول بیدار قیلوله کرده - بعد انقضای دو پاس
و چار گهڑی روز از خوابگاه بر آمده - وضو کرده در نمازخانه تلاوت
قرآن مجید مشغول می‌شدند - پس از ادای نماز ظهر اوراد بر لب و
تسبیح در دست در آسد برج آمده می‌نشستند - دیوان اعلی در آنجا
حاضر شده بعرض و معروض مطالب مالی و ملکی پرداخته اکثر کاغذها
بدستخط انور میرسانید - و چهار گهڑی روز مانده باز دیوان عام
می‌فرمودند - درین وقت بخشی و دیوان خاص نو سرفرازان منصب
و طلبداران جاگیر را از نظر انور می‌گذرانیدند - و آنحضرت بغور تمام
تفتیش احوال حسب و نسب و جوهر ذاتی و کاروانی هر کدام فرموده
برای تشخیص منصب و تنخواه جاگیر حکم می‌فرمودند - و بعد شام از
دیوان عام برخاسته - نماز مغرب خوانده - در خلوتکدهٔ خاص تشریف
می‌بردند در آنجا مؤرخان شیرین زبان و قصه‌خوانان فصیح بیان
و قوالان خوش الحان و ستارنوازان عرصهٔ جهان حاضر می‌شدند -
اندرون پرده نسوان و بیرون‌ها هنگامه هر یک موافق رغبت طبع انشراح

و اهلی احوالِ اسلاف از بزرگان و بادشاهان و عجائب و غرائب دیار و امصار بعرض می رسانیدند۔ خلاصه آنحضرت تا نصف اللیل اوقات شبانروزی خود را باین طور تقسیم فرموده داد زندگانی و فرماندهی میدادند۔ چون شفقت پدری در حق آں فرزند قلبی است۔ نه قلبی لهذا در نوشتن و اطلاع دادن هر آنچه خوب باشد و براں فرزند ارجمند زیبنده بود بے اختیاریم دریں وقت انچه بیاد آمد برزبانِ قلم دادیم معاف دارند۔

رقعه ۱۷

فرزند عالیجاه ؟۔ ماشما را خوش تجویز و خوش تمیز درهمه چیز میدانیم ع۔ زچشمِ بد رُخِ خوب ترا خدا حافظ۔

محمد بیگ را تغیر کردن و شیر انداز را فوجداری سورو ٹھ دادن عجب عجب۔ خواتم امور از شخصیت و شعور آدمی سمت ظهور دارد۔ ع۔ سیمائے آدم آئینه حال باطن است۔ اینجا پنجهزاراں سپاهی مثل قطب الدین خاں بوده اند۔ اگر شما سیّد کمال و سیّد مراورا که دراں صوبه فی الجمله موقر و معتبر اند۔ تعین می کردید۔ مضائقه نبود۔ بهر تقدیر فوجداریِ سرکار مذکور معه محالاتِ معمولهٔ آں بجاگیر ایشاں مرحمت شده۔ از نوکراں فدویت نشانِ خود هر کرا لائق دانند۔ برگمارند۔ امان الله بیگ و بهادر بیگ شروانی اگر دوری ازاں نورالابصار اختیار کنند ظاهراً متحمّل ایں کار توانند شد۔ دیانت داری و واقف حالی جزو اعظم نظم معاملات ملکی و مالی است۔

ضایع کاران مطلب جو۔ موجود۔ و خوش کرداران راست گو مفقود۔ حضرت عرش آشیان که نوکران خوب داشتند۔ از ہمیں ہمت فتوحات متواتره و مہمات متکاثره می فرمودند۔ امّا در عصر اعلیٰ حضرت بندہاے نامدار جان سپار و عاملان آبادان کار و دفترداران ہوشیار بسیار پیش می آمدند و با اینہمه بذات قدسی صفات در رتق و فتق معاملات تعلق خاطر و توجه باطن و ظاہری می فرمودند۔ بیاد داریم در ہنگامیکه اعلیٰ حضرت مراد بخش را بجہت تسخیر ولایت قدیم بلخ مرخص فرمودند۔ دیوانی فوج مطلب بود۔ در حالت تجویز بیست کس از اہل کار و بیکار بہم رسیدند۔ حالا یک کس براے دیوانی بنگاله که بحلیۂ راستی و کاردانی آراسته باشد۔ می خواہم و یافته نمی شود۔ از نایابی آدم کار آه آه۔

رقعه ۱۸

فرزند عالیجاه!۔ ایشان که نیت بخیر دارند۔ با وصف این از عمل ظلمه و مکافات نمودن فرقۂ ضاله چرا غافل می باشند۔ درباره حاجی پور و پٹنه پور و دیگر تہانجات فوجداری که ہر روز دارو گیر و جور خطیر می شود و از پٹیر گنج و قریب لشکر کولیان راه نیزنند۔ و سکنه شہر و مسافران غریب را بسته می برند امان الله بیگ داروغه توپخانه و دیوانخانه را فوجدار نواح کرده اند و او تہانجات بخویشان خائن و مردار خوار سپرده مظلومان بحمایت او پیش آں فرزند نمی توانند سر ایفریاد زد حیف صد حیف۔ وقت چون سیف می گذرد و طعن

ابنای دنیا و خوف ایزد جلّ و علاّ از خاطر میرود - فوجداری به یکے از گجراتیاں مثل صفدر خان ثانی و پسران بهلول شروانی باید داد - که در عمل شجاعت تہاں نیکنام بوده اند - و بامکان شهر تا رست دارند - و اشگاف می گوئیم که در دار الجزا برعایت و غفلت از احوال عمّال ماخوذ خواهیم شد - واقعه نگار و هرکاره ہاے معتبر و محتاط در محال بگذارند - و روزمره اعمال حکام بخوانند و بروقت به تلافی پردازند - فرد

پرسش تجہم روز حشر خواهد شد ـ تمسکات گناہان خلق پاره کنند

رقعه ۱۹

فرزند عالیجاه - اعلیٰ حضرت از سعد الله خان پرسیدند که اسباب خوشنودی خالق و خیریت عاقبت چیست؟ عرض کرد - که عدالت و سخاوت - که حضرت آفریدگار در ذات اقدس آفریده شخصے از راه کنایه بخوان موصوف گفت که مرد متدیّن وفادار در عرصه روزگار کمتر اند - شاید بنظر شما در آمده باشد و گوش بر حرف اہل غرض در حق او نگذارد - اعلیٰ حضرت می فرمودند - که مردم متدیّن و آبرو طلب و متصدی خوب هرکرا خداے تعالیٰ بتنبیه اعلیٰ قائم گرداند - باید که تفحص آسها نماید و جوهر قابل رائگاں نسازد - اگرچه بیگانه باشد و از جاہل بے جوهر بیگانه شود - هرچند او خود را یگانه داند متصدی آشنا پرست قرابت و دست افتادنی است -

رقعہ ۳

فرزند عالیجاه - ! - روزے اعلیٰ حضرت متألم بہ غسلخانہ تشریف آوردند
سعدالله خان و علی مردان خان موجب ملال خاطر اشرف استفسار
نمودند - آنحضرت فرمودند - کہ چندکس از ناظمان ملک و مال طعمۂ اجل
شده اند - و مردم دیگر باوجود شکوه بالفعل بنظر نمی آیند - کہ زود متحمل
چنان امور خطیر توانند شد - باندیشہ این کہ مبادا انتظام ابتر شود -
خاطر متردد است - قلیچ خان عرض کرد - کہ رونق مہمات خلافت
ازل بنیاد منحصر بر ہمت قدسی است - بالفعل پنج کس از نوکران
خانۂ غلام چنان تربیت شده اند - کہ بمنصب والاے بادشاہی و
خدمات صوبجات و رتق و فتق معاملات سزاوار اند - بمجرد استماع این
حرف در مزاج اشرف فرحتے پدید آمد و حکم شد - کہ آخر روز بملازمت
بیارد - تا سیر صورت و سیرت آنہا کرده شود - چہ خوش باشد - اگر
کارہاے خاطر خواه متمشی گردد - چنانچہ بروقت بہ حضور پرنور آمده
بعد تحصیل دولت ملازمت اقدس عرض جوہر انسانی و کاردانی
داده ہریک بعنایات و قدردانی خدیو آفاق بمنصب لایق از
ذات تابنیان عز اختصاص یافت - و آں حضرت خان مذکور را
نیز مشمول عواطف خاص فرموده - یکہزاری ذات و دو صد سوار اضافہ
داده فرمودند - مصرعہ - اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی -
خان موصوف در جنب شکرانۂ پذیرائی عرض خود و تفضلات خداوند

نعمت یک هزار مهر به اهل استحقاق بخش کرد -

رقعه ۲۱

فرزند عالیجاه - این نقل زبانی شخصی معتبر بگوش رسیده بود -
در رشتهٔ تحریر کشیده شد - که بهوش آن فرزند هم برسد - روزی
اعلی حضرت علی مردان خان و سعدالله خان را در خلوت خاص
عز اختصاص بخشیده از زبان گوهر فشان فرمودند - که رتق و فتق ملک
و مال منحصر در فهم و انصاف است - نعوذ بالله اگر پادشاه بی جوهر برتبه
خلافت فایز آید - و وزرا و امرای بی حسن و تدبیر را برروی کار
آورد - اختلال کلی در نظم و نسق بلاد رو دهد - پریشانی رعایا و
بی سامانی برایا و بیشتر کم حاصلی و ویرانی شود - شما حسبةً لله با فقرا
و صلحا صحبت داشته بعد نماز پنجگانه برای مادعا می خواسته باشید -
که رونق نکاهد و هیچ کدام بد بر زبان نیارد و بعده هر که از پسران
فرمان روا شد بتوفیقات خیر موفق باشد بعضی اوقات اندیشه بخاطر
راه می یابد که همین پور خلافت اگرچه اسباب شان و شوکت و
سامان تجمل و صولت هم دارد لیکن عدو نیکوان و دوست بدان
واقع شده - ع - با بدان نیک و بد بنیکان است - شجاع غیر از
سیرچشمی وصفی ندارد - و مراد بخش مجهول الکیفیت باکل و شرب
ساخته دائم الخمر است - مگر فلانی یعنی این عاجز فانی ذی عزم و
مآل اندیش بنظر می آید - اغلب که متحمل امر خطیر ریاست تواند شد -

سعداللہ خاں ایں مصراع - مولوی برزبان خواند - ع -
مردِ آخربیں مبارک بندہ ایست - آں حضرت فرمودند - ع -
تا دوست کرا خواہد و میلش بکہ باشد -

رقعہ ۲۳

فرزند دلبند من - می گویند - علی مردان خاں و ابوسعید میرزا و قلیچ خاں روز چوکی سپاہیاں را اوّل تواضع قہوہ می کردند - ووقت حاضری حاضری - و ہنگام طعام طعام و وقت رخصت خوشبو و پان می دادند - و بمردم خانۂ آں جماعت طعامِ اقسام می فرستادند - و می گفتند کہ نسواں و طفلانِ اینہا برتنہا خوری ایں فرقہ و کم ہمتی ما طعن نکنند - و حسرت نخورند - شخصے درزمان سلف پیش بزرگے شکایت زمانہ آغاز کرد - فرمود - کہ ہنوز موقع سپاس و موضع حمد بے قیاس است کہ انسان را نہ خوفِ نان و نہ غمِ مال و جاں است و نہ اندیشہ سستی دین و ایماں - در زمان مستقبل نیات ابنائے دنیا مبدل خواہد گشت - و جورہائے متنوعہ ظہور خواہد یافت عدل و احساں قطعاً خواہد رفت - ناظمان و محافظان بلاد برملا بغارتگری خواہند گرائید - خلیفہ عصر چشم از دادخواہاں خواہد پوشید امیراں بمصلحت ہمدیگر بمعاونتِ ستمگراں خواہند کوشید حق زائل و باطل خواہد گردید - نسواں بدلیری پیش خواہند آمد - و خراں بوزارت اختصاص خواہند یافت - مردم ذوی القدر ازبس بیدلی

عمداً باصلاح کارہا نخواہند پرداخت۔ ومستحقانِ امور باوجود گوشہ نشینی ایمن نخواہند بود وبے شعوراں و ناکردہ کاراں کارفرمائی خواہند نمود۔ و پسراں پدراں را خواہند رنجانید۔ و پدراں بے شفقتی خواہند گزید۔ زنانِ صالحہ از فسق و بیمہری شوہران طالح خواہند نالید باراں بروقت نخواہد بارید۔ حکامِ غلات را مغرض شوم طبعی گراں تر خواہند فروشانید ممالک از تنظیم کارفرمایاں ویراں خواہد گردید فواحش در مساکن خوانین و خواقین علانیہ ساکن خواہند بود۔ و مرداں بپوشیدن لباسِ زناں رغبت خواہند نمود۔

۲ فرمان بخطِّ انور در حالت نزع صادر شد

سلامٌ علیکم و علیٰ من لدیکم۔ پیری رسید و ضعف قوی شد۔ قوت از اعضا رفت یگانہ آمدم و بیگانہ می روم خبر از خود ندارم۔ کہ کیستم و چہ کارہ ام ہر نفسے کہ بے ریاضت رفت۔ افسوس آں باقی ماند۔ ملکداری و رعیت پروری ، ہیچ از من نیامد۔ عمرِ عزیز مفت رفت۔ خداوند درخانہ دارم و روشنائی آں در چشم تاریک نمی بینم۔ حیات پائدار نیست۔ و از نفس رفتہ نشانے پدیدار نے۔ و از استقبال توقع مفقود۔ تپ مفارقت کرد و چرم و پوست تنہا گذاشت۔ فرزندِ کام بخش اگرچہ بیجاپور رفت امّا نزدیک است و آں عالیجاہ ازاں ہم نزدیک تر۔ عزیز القدر شاہ عالم از ہمہ

دور تر - فرزند زادهٔ محمد عظیم بحکم اللہ العظیم نزدیک ہندوستان رسیده
لشکریان ہمہ بے دست و پا و سراسیمه ہمچوں من مضطرب که از خداوند
تنهائی گزیده - در حالت اضطراب است - و چوں سیماب بیقرار - نمی
فهمند که صاحب نعمتی داریم - ہیچ با خود نیاوردم - ثمرۂ گناہاں ہمراه
می برم - نمی دانم که در چه عقوبت گرفتار خواہم شد - ہرچند نظر
بر الطاف و رحمت امید قوی ست - امّا نظر بر اعمال و افعال تفکر
نمی گزارد - چوں از خود گذشتم دیگرے کجا ماند - ع - ہرچه بادا باد
ما کشتی در آب انداختیم - صیانت بندگاں اگرچه پروردگار خواہد کرد -
لیکن نظر بر عالم ظاہر بر فرزنداں ہم ضرور است که خلق اللہ و مسلمین
ناحق کشته نشوند - فرزند زادهٔ بهادر را دعائے آخریں بگوئید وقت
رخصت ندیدم - اشتیاق باقی ماند - بیگم بظاہر اگرچه ملول است لیکن
دلہا کوته اندیشی مؤنث جز ناکامی ثمره ندارد - الوداع الوداع الوداع -

فرمان بنام بادشاہزادهٔ سوم سلطان محمد کام بخش که در وقت آخریں صادر فرمودند

فرزند جگربند من - ا - در عالم اختیار ہرچند برضائے الٰہی نصیحت
کردم - و زیاده از امکان وصایا نمودم - چوں خواست الٰہی نبود -
بگوش رضا کسے نشنیدند - حالا که از ہمه بیگانه میروم - بر بے بضاعتی
شما ترحم دارم - امّا چه فائده ؟ عذاب و گناه ہرچه کردم ثمرهٔ آں

باخود می برم - عجب قدرت است - کہ آمدم تنہا - و میروم باین قافلہ - تلپ اگرچہ از دوازدہ روز مرافقت داشت لیکن تاب نیاوردہ گذاشت ہرجا نظر می کنم جز خدا بنظر نمی آید - اندیشۂ لشکریان و لشکر نظر بہ وبال آخرت موجب ملالت خاطر شد - از خود خبرم نیست - گناہ بسیار کردم - نمی دانم بچہ عذاب گرفتار خواہم شد - حراست بندگان اگرچہ رب العالمین خواہد کرد - امّا - بر مسلمانان و فرزندان ہم اہم است حفظ و احتیاط بندہا بحسب ظاہر ضرور - عالیجاہ ہم نزدیک است - آنچہ لازم بود در حقّ شما گفتہ ام - اوہم بجان و دل قبول داشتہ - نشود کہ مسلمانان کشتہ شوند - و وبال برگردن این ناکارہ بماند - شما را و فرزندان شما را بخدا می سپارم و خود رخصت می خواہم - حالت اضطراب است - بہادرشاہ در جائیکہ بود ہست و فرزند زادۂ عظیم الشان نزدیک تا ہندوستان آمدہ - فرزند زادۂ بہادر در نواحی گجرات - حیات النسا چیزے از روزگار ندیدہ ملول ست و حال بیگم بیگم داند - اودیپوری والدۂ شما در بیماری بامن بودہ ارادۂ رفاقت دارد - خانہ زادان و مردمان حضور ہرچند گندم نما جو فروش اند باید برفق و مدارا و باپروائی کار گرفت - پا باندازہ ردا دراز کشید - والسّلام -

رقعہ - فرزند عالیجاہ - ا - بہیت

ہمنشین تو از توبہ باید تا ترا عقل و دین بیفزاید

از دیر باز مسموع می شود که در محالات چتول شما ظلم صریح بعمل می آید مظلومے بیچاره که تا به والی نمی رسد۔ واو رفع ظلمه از سر او نکند۔ در قضا بنام والی عامل بنویسند۔ بخشی دوم را ایں قدر اختیار دادن و اعتبار افزودن که دیگرے را درکار او مجال عرض نباشد چه معنی دارد؟ اگرچه استقلال آدم کار هر قدر باید افزود۔ بجاست فاما فاعل مختار ساختن و بجزویات ساختن او نپرداختن محض بیجا۔

رباعی

پابند نشیں و باش بیگانهٔ او
در دام اُفتی اگر خوری دانهٔ او
تیر از رخ راستی کماں را کج دید
بنگر که چه گونه جست از خانهٔ او

فرد

بترس از آه مظلوماں که هنگام دعا کردن
اجابت از در حق بهر استقبال می آید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثنوی

مثنوی کے معنی ہیں دو دو کیا گیا۔ چونکہ مثنوی کے دو مصرعوں کا قافیہ ایک ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو مثنوی کہتے ہیں۔

استادوں کے نزدیک مثنوی عام اقسام شعر سے مشکل ہے۔ اس فن میں فردوسی اور نظامی کو کمال حاصل ہے۔ دوسرے مثنوی کہنے والے انھیں کے پیرو ہیں۔

مثنوی کے ہر قصہ کے لئے تمہید لازم ہے۔ سلسلۂ کلام میں ربط ضروری ہے۔ اور مثنوی کے دیباچہ کے لئے چند چیزیں ضروری ہیں توحید۔ مناجات۔ نعت۔ مدح سلطان زماں۔ کلام اور شعرا کی تعریف۔ تصنیف اور تالیف کا سبب۔ ان تمام باتوں کے موجد نظامی گنجوی ہیں۔ ان سے پہلے مثنوی کو صرف قصہ سے شروع کر دیتے تھے۔ بوستاں میں بھی اس کا التزام کیا گیا ہے۔

انتخاب از بوستان سعدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد باری عزّ اسمہٗ

بنام جہاندار جاں آفریں ‌ ‌ ‌ حکیمے سخن بر زباں آفریں

خداوند بخشندہ و دستگیر ‌ ‌ ‌ کریم خطا بخش و پوزش پذیر

عزیزے کہ ہر کہ از درش سر بتافت ‌ ‌ ‌ بہر در کہ شد ہیچ عزّت نیافت

سر پادشاہان گردن فراز ‌ ‌ ‌ بدرگاہ او بر زمین نیاز

نہ گردن کشاں را بگیرد بفور ‌ ‌ ‌ نہ عذر آوراں را براند بجور

وگر خشم گیرد بکردار زشت ‌ ‌ ‌ چو باز آمدی ماجرا در نوشت

دو کونش یکے قطرہ در بحر علم ‌ ‌ ‌ گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم

اگر با پدر جنگ جوید کسے ‌ ‌ ‌ پدر بیگماں خشم گیرد بسے

وگر خویش راضی نباشد ز خویش ‌ ‌ ‌ چو بیگانگانش براند ز پیش

وگر بر رفیقاں نباشد شفیق ‌ ‌ ‌ بفرسنگ بگریزد از وے رفیق

وگر بندہ چابک نیاید بکار ‌ ‌ ‌ عزیزش ندارد خداوندگار

وگر ترک خدمت کند لشکری ‌ ‌ ‌ شود شاہ لشکر کش از وے بری

ولیکن خداوند بالا و پست　　بعصیاں در رزق بر کس نہ بست
ادیم زمیں سفرۂ عام اوست　　چہ دشمن بریں خوانِ یغما چہ دوست
اگر بر جفا پیشہ بشتافتے　　کہ از دست قہرش اماں یافتے
بری ذاتش از تہمت ضد و جنس　　غنی ملکش از طاعت جن و انس
پرستارِ امرش ہمہ چیز و کس　　بنی آدم و مرغ و مور و مگس
چناں پہن خوانِ کرم گسترد　　کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد
لطیف و کرم گستر و کارساز　　کہ دارائے خلق ست و دانای راز
مر اورا رسد کبریاو منی　　کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی
یکے را بسر بر نہد تاج بخت　　یکے را بخاک اندر آرد ز تخت
کلاہِ سعادت یکے بر سرش　　گلیم شقاوت یکے در برش
گلستاں کند آتشے بر خلیل　　گروہے بہ آتش برد ز آب نیل
گر آں ست منشورِ احسانِ اوست　　در ایں ست توقیع فرمان اوست
پس پردہ بیند عملہاے بد　　ہمو پردہ پوشد بآلاے خود
بتہدید گر برکشد تیغ حکم　　بمانند کروبیاں صم و بکم
وگر در دہد یک صلاے کرم　　عزازیل گوید نصیبے برم
بدرگاہ لطف و بزرگیش بر　　بزرگاں نہادہ بزرگی ز سر
فرو ماندگاں را برحمت قریب　　تضرع کناں را بدعوت مجیب
براحوالِ نابودہ علمش بصیر　　باسرار ناگفتہ لطفش خبیر
بقدرت نگہدار بالا و شیب　　خداوند دیوانِ روز حسیب

نه مستغنی از طاعتش پشت کس — نه بر حرف او جای انگشت کس

بر و علم یک ذره پوشیده نیست — که پیدا و پنهان بنزدش یکیست

مهیاکن روزی مار و مور — وگر چند بیدست و پایند و زور

بامرش وجود از عدم نقش بست — که داند جز او کردن از نیست هست

دگر ره بکتم عدم در برد — وزان جا بصحرای محشر برد

جهان متفق بر الهیتش — فرو مانده در کنه ماهیتش

بشر ماورای جلالش نیافت — بصر منتهای جمالش نیافت

نه بر اوج ذاتش پرد مرغ وهم — نه در ذیل وصفش رسد دست فهم

درین ورطه کشتی فرو شد هزار — که پیدا نشد تختهٔ بر کنار

چه شبها نشستم درین سیر گم — که حیرت گرفت آستینم که قم

محیط ست علم ملک بر بسیط — قیاس تو بر وی نگردد محیط

نه ادراک در کنه ذاتش رسد — نه فکرت بغور صفاتش رسد

توان در بلاغت بسحبان رسید — نه در کنه بیچون سبحان رسید

که خاصان درین ره فرس رانده اند — بلا احصی از تگ فرومانده اند

نه هر جای مرکب توان تاختن — که جاها سپر باید انداختن

وگر سالکی محرم راز گشت — ببندند بر وی در بازگشت

کسی را درین بزم ساغر دهند — که داروی بیهوشیش در دهند

یکی باز را دیده بر دوخته است — یکی دیدها باز و پر سوخته است

کسی ره سوی گنج قارون نبرد — وگر برد ره باز بیرون نبرد

بمردم دریں موج دریاے خوں ⁂ کزو کس نبردہ است کشتی بروں
اگر طالبی کیں زمیں طے کنی ⁂ نخست اسپ باز آمدن پے کنی
تأمل در آیینۂ دل کنی ⁂ صفائی بتدریج حاصل کنی
مگر بوے از عشق مستت کند ⁂ طلبگار عہد الستت کند
بپاے طلب رہ بدانجا بری ⁂ وزانجا ببال محبت پری
بدرد یقیں پردہاے خیال ⁂ نماند سراپردہ الا جلال
دگر مرکب عقل را پویہ نیست ⁂ عنانش بگیرد تحیر کہ بیست
دریں بحر جز مرد داعی نرفت ⁂ گم آں شد کہ دنبال داعی نرفت
کسانیکہ زیں راہ برگشتہ اند ⁂ برفتند بسیار و سرگشتہ اند
خلاف پیمبر کسے رہ گزید ⁂ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہِ صفا ⁂ تواں رفت جز بر پے مصطفا

باب اوّل در عدل و راے و تدبیر جہانداری

نگنجد کرمہاے حق در قیاس ⁂ چہ خدمت گزارد زبان سپاس
خدایا تو ایں شاہ درویش دوست ⁂ کہ آسائش خلق در ظلّ اوست
بسے بر سر خلق پایندہ دار ⁂ بتوفیق طاعت دلش زندہ دار
برومند دارش درخت امید ⁂ سرش سبز و رویش برحمت سفید
براہِ تکلّف مرو سعدیا ⁂ اگر صدق داری بیار و بیا
تو منزل شناسی و شہ راہ رو ⁂ تو حق گوے و خسرو حقائق شنو

چه حاجت که نه کرسی آسمان ۷ نهی زیر پای قزل ارسلان

مگو پای عزت بر افلاک نه ۸ بگو روی اخلاص بر خاک نه

بطاعت بنه چهره بر آستان ۹ که این است سر جادهٔ راستان

اگر بندهٔ سر برین در بنه ۱۰ کلاه خداوندی از سر بنه

چو طاعت کنی لبس شاهی مپوش ۱۱ چو درویش مخلص بر آور خروش

که پروردگارا توانگر توئی ۱۲ توانا و درویش پرور توئی

نه کشور خدایم نه فرمان دهم ۱۳ یکے از گدایان این درگهم

چه برخیزد از دست و کردار من ۱۴ مگر دست لطفت شود یار من

تو بر خیر و نیکی دهم دسترس ۱۵ وگرنه چه خیر آید از من بکس

دعا کن بشب چون گدایان بسوز ۱۶ اگر میکنی پادشاهی بروز

کمر بسته گردن کشان بر درت ۱۷ تو بر آستان عبادت سرت

زهے بندگان را خداوندگار خداوند را بندهٔ حق گزار

۱ - حکایت

چه خوش گفت بازارگانِ اسیر چو گردش گرفتند دزدان به تیر

چو مردانگی آید از رهزنان چه مردان لشکر چه خیل زنان

شهنشه که بازارگان را بخست در خیر بر شهر و لشکر ببست

کے آن جا دگر هوشمندان روند چو آوازهٔ رسم بد بشنوند

نکو بایدت نام و نیکی قبول نکودار بازارگان و رسول

بزرگان مسافر بجان پرورند که نام نکوشان بعالم برند

تبه گردد آن مملکت عنقریب
کزو خاطر آزرده آید غریب

غریب آشنا باش و سیاح دوست
که سیاح جلاب نام نکوست

نکو دار ضیف و مسافر عزیز
وز آسیب شان بر حذر باش نیز

ز بیگانه پرهیز کردن نکوست
که دشمن توان بود در زی دوست

قدیمان خود را بیفزای قدر
که هرگز نیاید ز پرورده غدر

چو خدمتگزاریت گردد کهن
حق سالیانش فرامش مکن

گر او را هرم دست قدرت ببست
ترا بر کرم همچنان دست هست

۳- حکایت

شنیدم که شاپور دم در کشید
چو خسرو برسمش قلم در کشید

چو شد حالش از بینوائی تباه
نبشت این حکایت بنزدیک شاه

که ای شاه آفاق گستر بعدل
اگر من نمانم تو مانی بفضل

چو بذل تو کردم جوانی خویش
بهنگام پیری مرانم ز پیش

غریبی که پر فتنه باشد سرش
میازار و بیرون کن از کشورش

تو گر خشم بروی نگیری رواست
که خود خوی بد دشمنش در قفاست

دگر پارسی باشدش زاد و بوم
بصنعاش مفرست و سقلاب و روم

هم آنجا امانش مده تا بچاشت
نشاید بلا بر دگر کس گماشت

که گویند برگشته باد آن زمین
کزو مردم آیند بیرون چنین

عمل گر دهی مرد منعم شناس
که مفلس ندارد ز سلطان هراس

چو مفلس فرو برد گردن بدوش
ازو بر نیاید دگر جز خروش

چو مشرف دو دست از امانت بداشت　　بباید برو ناظرے برگماشت
ور او نیز در ساخت با خاطرش　　ز مشرف عمل برکن و ناظرش
خدا ترس باید امانت گزار　　امین کز تو ترسد امینش مدار
بیفشان و بشمار و فارغ نشین　　که از صد یکے را نه بینی امین
دو همجنس دیرینه را هم قلم　　نباید فرستاد یک جا بهم
چه دانی که همدست گردند یار　　یکے دزد باشد یکے پرده دار
چو دزدان ز هم باک دارند و بیم　　رود در میاں کاروانے سلیم
یکے را که معزول کردی ز جاه　　چو چندے برآید ببخشش گناه
برآوردن کام امیدوار　　به از قید بندی شکستن هزار
نویسنده را گر ستون عمل　　بیفتد نبرّد طناب امل
بفرماں براں بر شه دادگر　　پدروار خشم آورد بر پسر
گهش میزند تا شود دردناک　　گهے می کند آبش از دیده پاک
چو نرمی کنی خصم گردد دلیر　　وگر خشم گیری شوند از تو سیر
درشتی و نرمی بهم در به است　　چو رگ زن که جرّاح و مرهم نه است
جواں مرد و خوش خلق و بخشنده باش　　چو حق بر تو پاشد تو بر خلق پاش
چو یاد آیدت عهد شاهان پیش　　همیں نقش برخواں پس از عهد خویش
نیامد کس اندر جهاں کو بماند　　مگر آں کزو نام نیکو بماند
نمرد آں که ماند پس از وے بجاے　　پُل و مسجد و چاه و مهماں سراے
هر آں کو نماند از پسش یادگار　　درخت وجودش نیاورد بار

وگر رفت و آثار خیرش نماند ... نشاید پس مرگش الحمد خواند

چو خواهی که نامت بود در جهان ... مکن نام نیک بزرگان نهان

همین کام و ناز و طرب داشتند ... بآخر برفتند و بگذاشتند

یکی نام نیکو ببرد از جهان ... یکی رسم بد ماند ازو جاودان

بسمع رضا مشنو ایذای کس ... وگر گفته آید بغورش برس

گنهکار را عذر نسیان بنه ... چو زنهار خواهند زنهار ده

گر آید گنهکاری اندر پناه ... نه شرط است کشتن باوّل گناه

چو باری بگفتی و نشنید پند ... بده گوشمالش بزندان و بند

وگر پند و بندش نیاید بکار ... درختی خبیث است بیخش برآر

چو خشم آیدت بر گناه کسی ... تأمل کنش در عقوبت بسی

که سهل است لعل بدخشان شکست ... شکسته نشاید دگرباره بست

۳- گفتار در تدبیر پادشاهان و تأخیر کردن در سیاست

ابی حکم شرع آب خوردن خطاست ... وگر خون بفتوی بریزی رواست

اگر شرع فتوی دهد بر هلاک ... الا تا نداری ز کشتنش باک

وگر دانی اندر تبارش کسان ... بر ایشان ببخشای و راحت رسان

گنه بود مرد ستمکاره را ... چه تاوان زن و طفل بیچاره را

تنت زورمند است و لشکر گران ... ولیکن در اقلیم دشمن مران

کہ روے بہ حصارے گریزد بلند / رسد کشور بے گنہ را گزند
نظر کن در احوال زندانیاں / کہ ممکن بود بے گنہ درمیاں
چو بازارگاں در دیارت بمرد / بمالش خساست بود دست برد
کزاں پس کہ بروے بگریند زار / بہم باز گویند خویش و تبار
کہ مسکیں در اقلیم غربت بمرد / متاعے کزو ماند ظالم ببرد
بیندیش ازاں طفلک بے پدر / وز آہ دل دردمندش حذر
بسا نام نیکوے پنجاہ سال / کہ یک نام زشتش کند پائمال
پسندیدہ کاران جاوید نام / تطاول نکردند بر مال عام
بر آفاق گر سر بسر پادشاست / چو مال از توانگر ستاند گداست
بمرد از تہیدستی آزاد مرد / ز پہلوے مسکیں شکم پر نکرد

۴ - حکایت

خداوست نامے در اقصاے شام / گرفت از جہاں کنج غارے مقام
بصبرش دراں کنج تاریک جاے / بگنج قناعت فرو رفتہ پاے
بزرگاں نہادند سر بر درش / کہ در می نیامد بدرہا سرش
تمنا کند عارف پاک باز / بدریوزہ از خویشتن ترک آز
چو ہر ساعتش نفس گوید بدہ / بخواری بگرداندش دہ بدہ
دراں مرزکیں پیر ہشیار بود / یکے مرزبان ستمگار بود
کہ ہر ناتواں را کہ دریافتے / بسر پنجگی پنجہ برتافتے
جہاں سوز بے رحمت و خیرہ کش / ز تلخیش روے جہانے ترش

گروهے برفتند و زاں ظلم و عار | ببردند نام بدش در دیار
گروهے بماندند مسکین و ریش | پس چرخه نفریں گرفتند پیش
بد ظلم جائیکه گردد دراز | نه بینی لب مردم از خنده باز
بدیدار شیخ آمدے گاه گاه | خدا دوست و روئے نکردے نگاه
ملک تو تبسے گفتتش اے نیک بخت | بنفرت ز ما در مکش روے سخت
مرا با تو دانی سر دوستی است | ترا دشمنی با من از بهر چیست
گرفتم که سالار کشور نیم | بعزت ز درویش کمتر نیم
نگویم فضیلت نهم بر کسے | چناں باش با من که با هر کسے
شنید این سخن عابد هوشیار | برآشفت و گفت اے ملک هوشیار
وجودت پریشانی خلق از دوست | ندارم پریشانی خلق دوست
تو با دوستداران من دشمنی | نه پندارمت دوستدار منی
گر افتند همی دوستی با منت | نگه آنکه دارد خدا دشمنت
خدا دوست را گر بدرند پوست | نخواهد شدن دشمن دوست دوست
عجب دارم از خواب آں سنگدل | که شهرے بخسپند از و تنگدل
الا گر هنرداری و عقل و هوش | بفضل و ترحم میاں بند و کوش

گفتار ۵

رها زورمندی مکن بر کهاں | که بر یک نمط می نماند جهاں
سر پنجهٔ ناتواں بر مپیچ | که گر دست یابد برآید بهیچ
مبر گفتمت پاے مردم ز جاے | که عاجز شوی گر درآئی ز پاے

دل دوستان جمع بهتر که گنج — خزینه تهی به که مردم به رنج
بینداز در پای کار کسی — که افتد که در پایش افتی بسی
تحمل کن ای ناتوان از قوی — که روزی توانا تر از وی شوی
چو بینی که جاهل بکین اندر است — سلامت بتسلیم و لین اندر است
بهمت برآر از ستیهنده شور — که بازوی همت به از دست زور
لب خشک مظلوم را گو بخند — که دندان ظالم بخواهند کند
ببانگ دهل خواجه بیدار گشت — چه داند شب پاسبان چون گذشت
خورد کاروانی غم بار خویش — نسوزد دلش بر خر پشت ریش
گرفتم کز افتادگان نیستی — چو افتاده بینی چرا بایستی
برینم بگویم یکی سرگذشت — که سستی بود زین سخن درگذشت

۱۴ - حکایت

چنان قحط سالی شد اندر دمشق — که یاران فراموش کردند عشق
چنان آسمان بر زمین شد بخیل — که لب تر نکردند زرع و نخیل
بخوشید سرچشمه‌های قدیم — نماند آب جز آب چشم یتیم
نبودی بجز آه بیوه زنی — اگر برشدی دودی از روزنی
چو درویش بی برگ دیدم درخت — قوی بازوان سست و درمانده سخت
نه بر کوه سبزی نه در باغ شخ — ملخ بوستان خورد و مردم ملخ
در آن حال پیش آمدم دوستی — کزو مانده بر استخوان پوستی
شگفت آمدم کو قوی حال بود — خداوند جاه و زر و مال بود

بدو گفتم ای یار پاکیزه روی	چه در ماندگی پیشت آمد بگوی
بغرید بر من که غفلت کجاست	چو دانی و پرسی سوالت خطاست
نه بینی که سختی بغایت رسید	مشقت بحد نهایت رسید
نه باران همی آید از آسمان	نه بر میرود دود فریاد خوان
بدو گفتم آخر ترا باک نیست	کشد زهر جائیکه تریاک نیست
گر از نیستی دیگری شد هلاک	ترا هست و بط را ز طوفان چه باک
نگه کرد رنجیده در من فقیه	نگه کردن عالم اندر سفیه
که مرد ار چه بر ساحل است ای رفیق	نیاساید و دوستانش غریق
من از بینوائی نیم روی زرد	غم بینوایان دلم خسته کرد
نخواهد که بیند خردمند ریش	نه بر عضو مردم نه بر عضو خویش
بحمد الله ار چه ز ریش ایمنم	چو ریشی ببینم بلرزد تنم
منغص بود عیش آن تندرست	که باشد به پهلوی بیمار سست
چو بینم که درویش مسکین نخورد	بکام اندرم لقمه زهرست و درد
یکی را بزندان بری دوستان	کجا ماندش عیش در بوستان

حکایت

شنیدم که در مرزی از باختر	برادر دو بودند از یک پدر
سپهدار و گردنکش و پیلتن	نکوروی و دانا و شمشیرزن
پدر هر دو را سهمگین مرد یافت	طلبگار جولان و ناورد یافت
برفت آن زمین را دو قسمت نهاد	بهر یک پسر زان نصیبی بداد

مبادا که بر یک دگر سر کشند — به پیکار شمشیر کین بر کشند

پدر بعد از آن روزگاری شمرد — بجان آفرین جان شیرین سپرد

اجل بگسلانیدش طناب امل — وفاتش فرو بست دست عمل

مقرر شد آن مملکت بر دو شاه — که بی حد و مر بود گنج و سپاه

بحکم نظر در به افتاد خویش — گرفتند هر یک یکی راه پیش

یکی عدل تا نام نیکو برد — یکی ظلم تا مال گرد آورد

عاطفت سیرت خویش کرد — درم داد و تیمار درویش کرد

بنا کرد و نان داد و لشکر نواخت — شب از بهر درویش بخانه ساخت

خزائن تهی کرد و پر کرد جیش — چنان که خلائق بهنگام عیش

بکردند شور بانگ شادی چو رعد — چو شیراز در عهد بوبکر سعد

خدیو خردمند فرخ نهاد — که شاخ امیدش برومند باد

حکایت شنو کودک نامجوی — پسندیده پی بود فرخنده خوی

ملازم بدلداری خاص و عام — ثناگوی حق بامدادان و شام

دران ملک قارون برفتی دلیر — که شه دادگر بود و درویش سیر

نیامد در ایام او بر دلی — نگویم که خاری که برگ گلی

سر آمد بتائید ملک از سران — نهادند سر بر خطش سروران

دگر خواست کافزون کند تخت و تاج — بیفزود بر مرد دهقان خراج

طمع کرد در مال بازارگان — بلا ریخت بر جان بیچارگان

نگویم که بدخواه درویش بود — حقیقت که او دشمن خویش بود

بامید بیشی نداد و نخورد — خردمند داند که ناخوب کرد
که تا جمع کرد آن زر از گربزی — پراگنده شد لشکر از عاجزی
شنیدند بازارگانان خبر — که ظلم است در بوم آن بی‌هنر
بریدند از آنجا خرید و فروخت — زراعت نیامد رعیت بسوخت
چو اقبالش از دوستی سر بتافت — بناکام دشمن برو دست یافت
ستیز فلک بیخ و بارش بکند — سم اسب دشمن دیارش بکند
وفا در که جوید چو پیمان گسیخت — خراج از که خواهد چو دهقان گریخت
چه نیکی طمع دارد آن بی‌صفا — که باشد دعای بدش در قفا
چو بختش نگون بود در کاف کن — نکرد آنچه نیکانش گفتند کن
چه گفتند نیکان بر آن نیک مرد — تو بر خور که بیدادگر بر نخورد
گمانش خطا بود و تدبیر سست — که در عدل بود آنچه در ظلم جست

۸ ـ حکایت

یکی را حکایت کنند از ملوک — که بیماری رشته کردش چو دوک
چنانش در انداخت ضعف جسد — که می‌برد بر زیردستان حسد
که شاه ار چه بر عرصه نام آور است — چو ضعف آمد از بیدقی کمتر است
ندیمی زمین ملک بوسه داد — که عمر خداوند جاوید باد
درین شهر مردی مبارک دم است — که از پارسایان چنوئی کم است
نبردند پیشش مهمات کس — که مقصود حاصل نشد در نفس
بخوان تا بخواند دعایی برین — که رحمت رسد ز آسمان برزمین

بفرمود تا مهتران خدم بخوانند پیر مبارک قدم
بگفتا دعائے کن اے هوشمند که در رشته چوں سوزنم پاے بند
شنید این سخن پیر خم بوده پشت به تندی برآورد بانگ درشت
که حق مهربان ست بردادگر ببخشاے و بخشائش حق نگر
دعاے منت کے شود سودمند اسیران مظلوم در چاه و بند
تو ناکرده بر خلق بخشایشے کجا بینی از دولت آسایشے
ببایدت عذر خطا خواستن پس از شیخ صالح دعا خواستن
کجا دست گیرد دعاے ویت دعاے ستمدیدگاں در پیت
شنید این سخن شهریار عجم ز خشم و خجالت برآمد بهم
برنجید و پس بادل خویش گفت چه رنجم حق ست اینکه درویش گفت
بفرمود تا هرکه در بند بود بفرمانش آزاد کردند زود
جهاندیده بعد از دو رکعت نماز بداور برآورد دست نیاز
که اے برفرازندهٔ آسماں بجنگش گرفتی بصلحش بماں
ولی همچناں بر دعا داشت دست که رنجور افتاده برپاے جست
تو گفتی ز شادی بخواهد پرید چو طاؤس چوں رشته در پا ندید
بفرمود گنجینه و گوهرش فشاندند در پاے و زر بر سرش
حق از بهر باطل نشاید نهفت ازاں جمله دامن بیفشاند و گفت
مرو باسر رشته بار دگر مبادا که دیگر کند رشته سر
چو بارے فتادی نگهدار پاے که تا بار دیگر نه لغزد ز جاے

ز سعدی شنو کیں سخن راست است — نه هر بارے افتاده برخاست است

۹- حکایت

بزرگے جفا پیشه در حدّ غور — گرفتے خر روستائی بجور

خراں زیر بار گراں بے علف — بروزے دو مسکیں شدندے تلف

چو منعم کند سفله را روزگار — نهد بر دلِ تنگ درویش بار

چو بامِ بلندش بود خود پرست — کند بول و خاشاک بر بامِ پست

شنیدم که بارے بعزمِ شکار — بروں رفت بیدادگر شهریار

پیاپے بدنبال صیدے براند — شبش درگرفت از حشم دور ماند

به تنها ندانست راے و رهے — بنیداخت ناکام شب در دهے

خرے دید پوینده کاره گمر — توانا و زور آور و بار بر

یکے مرد کرد استخوانے بدست — چناں میزدش کاستخواں می شکست

شهنشه برآشفت وگفت اے جواں — ز حد رفت جورت بریں بے زباں

چو زور آوری خود نمائی مکن — بر افتاده زور آزمائی مکن

پسندش نیاید فرومایه قول — یکے بانگ بر پادشه زد بهول

که بیهوده نگرفتم ایں کار پیش — برو چوں ندانی پس کار خویش

بسا کس که پیش تو معذور نیست — چو وا بینی از مصلحت دور نیست

ملک را درشت آمد از وے خطاب — بگفتا بیا تا چه بینی صواب

که پندارم از عقل بیگانهٔ — نه مستی نه مانا که دیوانهٔ

بخندید کاے ترک ناداں خموش — مگر حال حضرت نیاید بگوش

نه دیوانه خواند کس او را نه مست ... چرا گفتی تا ناتوانان شکست

جهان جوی گفت ای ستمگاره مرد ... چه دانی که خضر آن برای چه کرد

دران بحر مردی جفا پیشه بود ... که دلها ازو بحر اندیشه بود

جزائر ز کردار او پر خروش ... جهانی ز دستش چو دریا بجوش

پس آن را ز بهر مصالح شکست ... که سالار ظالم نگیرد بدست

شکسته متاعی که در حوز تست ... ازان به که در دست دشمن درست

بخندید دهقان روشن ضمیر ... که پس حق بدست من است ای امیر

نه از جهل می بشکنم پای خر ... که از جور سلطان بیداد گر

خراس جانگه لنگ و بیمار کش ... ازان به که پیش ملک بارکش

تو آن را نگوئی که کشتی گرفت ... که چون تا ابد نام زشتی گرفت

تفو بر چنان ملک و دولت که راند ... که شنعت برو تا قیامت بماند

ستمگر جفا بر تن خویش کرد ... نه بر زیر دستان درویش کرد

که فردا دران محفل نام و ننگ ... بگیرد گریبان و ریشش بچنگ

نهد بار او زار برگردنش ... نیارد سر از عار بر کردنش

گرفتم که خر بارش اکنون کشید ... دران روز بار خران چون کشید

گر انصاف پرسی بد اختر کس است ... که در راحتش رنج دیگر کس است

همین پنج روزش تنعم بود ... که شادیش در رنج مردم بود

اگر بر نخیزد به آن مرده دل ... نخسپند ازو مردم آزرده دل

شه این جمله بشنید و چیزی نگفت ... به پشت اسپ و سر برنهاد و بخفت

همه شب ز بیداری آشفته مرد | ز سودا و اندیشه خوابش نبرد
چو آواز مرغ سحر گوش کرد | پریشانی شب فراموش کرد
سواران همه شب یزک تاختند | سحرگه پی اسپ بشناختند
بران عرصه بر اسپ دیدند شاه | پیاده دویدند یکسر سپاه
بخدمت نهادند سر بر زمین | چو دریا شد از موج لشکر زمین
بزرگان نشستند و خوان خواستند | بخوردند و مجلس بیاراستند
چو شور طرب در نهاد آمدش | ز دهقان دوشینه یاد آمدش
بفرمود جستند و بستند سخت | بخواری فگندند در پای تخت
سیه دل برآهیخت شمشیر تیز | ندانست بیچاره راه گریز
شمرد آن دم از زندگی آخرش | بگفت آنچه گردید در خاطرش
نه بینی که چون کارد بر سر بود | قلم را زبانش روان تر بود
چو دانست کز خصم نتوان گریخت | بناپاکی او تیر و ترکش بریخت
سر ناامیدی برآورد و گفت | شب گور در ده محالست خفت
ز نامهربانی که در دور تست | همه عالم آوازهٔ جور تست
نه من کردم از دست جورت نفیر | که خلقی ز خلقی یکی کشته گیر
عجب گر منت بر دل آمد درشت | بکشش گر توانی همه خلق کشت
وگر سخت آمد نکوهش ز من | بانصاف پیچ نکوهش بکن
ترا چاره از ظلم برگشتن است | نه بیچارهٔ بیگنه کشتن است
چو بیداد کردی توقع مدار | که نامت به نیکی رود در دیار

ندانم که چون خسپدت دیدگان　　نخفته ز دستت ستم دیدگان
بدان کے ستوده شود پادشاه　　که خلقش ستایند در بارگاه
چه سود آفرین بر سر انجمن　　پس چرخه نفرین کنان مرد و زن
گرفت این سخن شاه ظالم بگوش　　ز سرمستی غفلت آمد بهوش
دران ده که طالع نمودش بهی　　دهی را به بخشید فرمان دهی
بیاموزی از عالمان عقل و خوی　　نه چندان که از جاهل عیب جوی
ز دشمن شنو سیرت خود که دوست　　هر آنچه از تو آید بچشمش نکوست
ستایش سرایان نه یار تواند　　ملامت کنان دوستدار تواند
ترشروے بهتر کند سرزنش　　که یاران خوش طبع شیرین منش
ازین به نصیحت نگوید کشت　　دگر عاقلی یک اشارت بس است

۱۰۔ حکایت

یکے مشت زن بخت و روزی نداشت　　نه اسباب شامش مهیا نه چاشت
ز جور شکم گل کشیدے به پشت　　که روزی محال است خوردن بمشت
مدام از پریشانی روزگار　　دلش محنت آلود و تن سوگوار
گهش جنگ با عالم خیره کش　　گه از بخت شوریده رویش ترش
گه از دیدن عیش شیرین خلق　　فرو رفتے آب تلخش بحلق
گه از کار آشفته بگریستے　　که کس دید ازین صعب تر زیستے
کسان شهد نوشند و مرغ و بره　　مرا روے نان می نه بیند تره
گر انصاف پرسی نه نیکوست این　　برهنه من و گربه را پوستین

دریغ ار فلک شیوهٔ ساختے — کہ گنجے بدست من انداختے
مگر روزگارے ہوس راندمے — زخود گرد محنت بیفشاندمے
شنیدم کہ روزے لحدے بکافت — عظامِ زنخدان پوسیدہ یافت
بخاک اندرش عقد بگسیختہ — گہرہاے دنداں فرو ریختہ
دہاں بے زباں پند می گفت راز — کہ اے خواجہ با بے نوائی بساز
نہ این ست حال دہن زیر گل — شکر خوردہ انگار یا خون دل
غم از گردش روزگاراں مدار — کہ بیجا بگردد بسے روزگار
ہماں لحظہ کیں خاطرش روے داد — غم از خاطرش رخت یکسو نہاد
کہ اے نفس بے راے و تدبیر وہش — بکش بار تیمار و خود را مکش
اگر بندهٔ بار بر سر برد — وگر سر باوج فلک بر برد
دراں دم کہ حالش دگرگوں شود — بمرگ از سرش ہر دو بیروں شود
غم و شادمانی نماند ولیک — جزاے عمل ماند و نام نیک
کرم پاے دارد نہ دیہیم و تخت — بدہ کز تو این ماند اے نیکبخت
مکن تکیہ بر ملک و جاہ و حشم — کہ پیش از تو بود است و بعد از تو ہم
خداوند دولت غم دین خورد — کہ دنیا بہر حال می بگذرد
زرافشاں چو دنیا بخواہی گذاشت — کہ سعدی درافشاند اگر زر نداشت

۱۱ حکایت

حکایت کنند از جفا گسترے — کہ فرماندہی داشت بر کشورے
در ایام او روز مردم چو شام — شب از بیم او خواب مردم حرام

ہمہ روز نیکاں ازو در بلا — بشب دست پاکاں ازو بر دعا
گروہے بر شیخ آں روزگار — ز دست ستمگر گرستند زار
کہ اے پیر دانائے فرخندہ رائے — بگو ایں جواں را بترس از خدائے
بگفتا دریغ آیدم نام دوست — کہ ہرکس نہ درخورد پیغام اوست
کسے را کہ بینی ز حق برکراں — منہ با وے اے خواجہ حق درمیاں
حکایت گفتم اے خسرو نیک رائے — تواں گفت حق پیش مرد خدائے
بمرد ناداں نریزم علوم — کہ ضایع کنم تخم در شورہ بوم
چو در وے نگیرد عدو داندم — برنجد بجان و برنجاندم
ترا عادت اے پادشہ حق رویست — دل مرد حق گوے ازینجا قویست
نگیں خصلتے دارد اے نیک بخت — کہ در موم گیرد نہ در سنگ سخت
عجب نیست گر ظالم از من بجاں — برنجد کہ دزد است و من پاسباں
تو ہم پاسبانی بانصاف و داد — کہ حفظ خدا پاسبان تو باد
ترا نیست منت ز روے قیاس — خداوند را فضل و منت شناس
کہ در کار خیرت بخدمت بداشت — نہ چوں دیگرانت معطل گذاشت
ہمہ کس بمیداں کوشش درند — ولے گوے بخشش نہ ہرکس برند
تو حاصل نکردی بکوشش بہشت — خدا در تو خوے بہشتی سرشت
دلت روشن و وقت مجموع باد — قدم ثابت و پایہ مرفوع باد

حیاتت خوش و رفتنت بر صواب
عبادت قبول و دعا مستجاب

گفتار ۱۲

همی تا برآید بتدبیر کار — مدارائے دشمن به از کارزار

چو نتوان عدو را بقوت شکست — بنعمت بباید در فتنه بست

گر اندیشه داری ز دشمن گزند — به تعویذ احسان زبانش ببند

عدو را بجائے خسک زر بریز — که احسان کند کند دندان تیز

بتدبیر شاید جهان خورد و نوش — چو دستے نشاید گزیدن ببوس

بتدبیر رستم در آید به بند — که اسفندیارش نجست از کمند

عدو را بفرصت توان کند پوست — پس او را مدارا چنان کن که دوست

حذر کن ز پیکار کمتر کسے — که از قطره سیلاب دیدم بسے

مزن تا توانی بر ابرو گره — که دشمن اگرچه زبون دوست به

بود دشمنش تازه و دوست ریش — کسے کش بود دشمن از دوست بیش

مزن با سپاهی ز خود بیشتر — که نتوان زد انگشت بر نیشتر

وگر زو توانا تری در نبرد — نه مردیست بر ناتوان زور کرد

اگر پیل زوری وگر شیر چنگ — بنزدیک من صلح بهتر که جنگ

چو دست از همه حیلتے درگسست — حلال ست بردن بشمشیر دست

اگر صلح خواهد عدو سر مپیچ — وگر جنگ جوید عنان برمپیچ

که گر وے ببندد در کارزار — ترا قدر و هیبت شود یک هزار

ور او پائے جنگ آورد در رکاب — نخواهد بحشر از تو داور حساب

تو هم جنگ را باش چون فتنه خاست — که با کینه ور مهربانی خطاست

چو با سفله گوئی بلطف و خوشی — فزون گرددش کبر و گردن کشی

چو دشمن در آید بعجز از درت — بدر کن ز دل کین و خشم از سرت

چو زنهار خواهد کرم پیشه کن — ببخشای و از مکرش اندیشه کن

ز تدبیر پیر کهن بر مگرد — که کار آزموده بود سالخورد

برآرند بنیاد رویین ز پای — جوانان بشمشیر و پیران برای

بیندیش در قلب هیجا مفر — چه دانی کز آنان کرا باشد ظفر

چو بینی که لشکر ز هم دست داد — بتنها مده جان شیرین بباد

اگر بر کناری برفتن بکوش — وگر در میان لبس دشمن بپوش

وگر خود هزاری و دشمن دویست — چو شب شد در اقلیم دشمن مایست

شب تیره پنجه سوار از کمین — چو پانصد بهیبت بدرد زمین

چو خواهی بریدن بشب راهها — حذر کن نخست از کمینگاهها

میان دو لشکر چو یک روزه راه — بماند بزن خیمه بر جایگاه

گر او پیشدستی کند غم مدار — ور افراسیاب است مغزش برآر

ندانی که دشمن چو یک روزه راند — سر پنجه زورمندش نماند

تو آسوده بر لشکر مانده زن — که نادان ستم کرد بر خویشتن

چو دشمن شکستی بیفگن علم — که بازش نیاید جراحت بهم

بسی در قفای هزیمت مران — نباید که دور افتی از یاوران

هوا بینی از گرد هیجا چو میغ — بگیرند گردت بزوبین و تیغ

بدنبال غارت نراند سپاه — که خالی بماند پس پشت شاه

سپه را نگهبانی شهریار · به از جنگ در حلقهٔ کارزار

۱۳- گفتار اندر حذر کردن از دشمنی که در طاعت آید

گرت خویش دشمن شود دوستدار · ز تلبیس ایمن مشو زینهار
که گردد درونش بکین تو ریش · چو یاد آیدش مهر و پیوند خویش
بد اندیش را لفظ شیرین مبین · که ممکن بود زهر در انگبین
کسی جان از آسیب دشمن ببرد · که مر دوستان را بدشمن شمرد
نگهدارد آن شوخ در کیسه دُر · که بیند همه خلق را کیسه بُر
سپاهی که عاصی شود از امیر · ورا تا توانی بخدمت مگیر
ندانست سالار خود را سپاس · ترا هم ندارد ز غدرش هراس
بسوگند و عهد استوارش مدار · نگهبان پنهان برو برگمار
نوآموز را ریسمان کن دراز · نه بگسل که دیگر نبینیش باز
چو اقلیم دشمن بجنگ و حصار · گرفتی بزندانیانش سپار
چو پرگندگی از دست دشمن دیار · رعیت بسامان تر از وی بدار
که گر باز کوبد در کارزار · برآرند عام از دماغش دمار
وگر شهریان را رسانی گزند · در شهر بر روی دشمن ببند
نگه دشمن تیغ زن بر در است · که هم باز دشمن بشهر اندر است
بتدبیر جنگ بد اندیش کوش · مصالح بیندیش و نیت بپوش
منه در میان راز با هر کسی · که جاسوس هم کاسه دیدم بسی

سکندر که با شرقیان حرب داشت — در خیمه گویند در غرب داشت

چو بهمن بزاولستان خواست شد — چپ آوازه افگند و از راست شد

اگر جز تو داند که عزم تو چیست — بران رای و دانش بباید گریست

حذر کن ز پرخاش و کین آوری — که عالم بزیر نگین آوری

چو کاری برآید بلطف و خوشی — چه حاجت به تندی و گردن کشی

نخواهی که باشد دلت دردمند — دل دردمندان برآور ز بند

ببازو توانا نباشد سپاه — برو همت از ناتوانان بخواه

دعای ضعیفان امیدوار — ز بازوی مردی برآید بکار

هر آنکه استعانت بدرویش برد — اگر با فریدون زد از پیش برد

باب دوم در احسان

اگر هوشمندی بمعنی گرای — که معنی بماند نه صورت بجای

کرا دانش و جود و تقوی نبود — بصورت درش هیچ معنی نبود

کسی خسپد آسوده در زیر گل — که خسپند ازو مردم آسوده دل

غم خویش در زندگی خور که خویش — بمرده نپردازد از حرص خویش

زر و نعمت اکنون بده کان تست — که بعد از تو بیرون ز فرمان تست

نخواهی که باشی پراگنده دل — پراگندگان را ز خاطر مهل

پریشان کن امروز گنجینه چست — که فردا کلیدش نه در دست تست

تو با خود ببر توشهٔ خویشتن — که شفقت نیاید ز فرزند و زن

کسی گوی دولت ز دنیا برد — که با خود نصیبی به عقبی برد
بغمخوارگی چون سر انگشت من — نخارد کسی در جهان پشت من
مکن بر کف دست نه هرچه هست — که فردا بدندان بری پشت دست
بپوشیدن ستر درویش کوش — که ستر خدایت بود پرده پوش
مگردان غریب از درت بی نصیب — مبادا که گردی بدرها غریب
بزرگی رساند بمحتاج خیر — که ترسد که محتاج گردد بغیر
بحال دل خستگان در نگر — که یار دل خسته باشی مگر
فروماندگان را درون شاد کن — ز روز فروماندگی یاد کن
نه خواهندهٔ بر در دیگران — بشکرانه خواهنده از در مران

۲- حکایت عابد با شیاد شوخ دیده

زبان دانی آمد بصاحبدلی — که محکم فرومانده ام در گلی
یکی سفله را ده درم بر من است — که دانگی ازو بر دلم ده من است
همه شب پریشان ازو حال من — همه روز چون سایه دنبال من
بکرد از سخنهای خاطر پریش — درون دلم چون در خانه ریش
خدایش مگر تا ز مادر بزاد — جز آن ده درم چیز دیگر نداد
ندانسته از دفتر دین الف — نخوانده بجز باب لا ینصرف
در اندیشه ام تا کدامم کریم — ازان سنگدل دست گیرد بسیم
شنید این سخن پیر فرخ نهاد — درستی دو در آستینش نهاد

در افتاد در دست افسانه گوی — برون رفت از آنجا چو زر تازه روی
یکی گفت شیخ این ندانی که چیست — بر او گر بمیرد نباید گریست
گدائی که بر شیر نر زین نهد — ابو زید را اسپ و فرزین نهد
برآشفت عابد که خاموش باش — تو مرد زبان نیستی گوش باش
اگر راست بود آنچه پنداشتم — ز خلق آبرویش نگهداشتم
اگر شوخ چشمی و سالوس کرد — الا تا نپنداری افسوس کرد
که خود را نگهداشتم آبروی — ز دست چنان گربز یاوه گوی
بد و نیک را بذل کن سیم و زر — که این کسب خیر است و آن دفع شر
خنک آنکه در صحبت عاقلان — بیاموزد اخلاق صاحبدلان
گرت عقل و رایست و تدبیر و هوش — بعزت کنی پند سعدی بگوش
که اغلب درین شیوه دارد مقال — نه در چشم و زلف و بناگوش و خال

۳- حکایت کریم تنگدست با سائل

یکی را کرم بود و قوت نبود — کفافش بقدر مروت نبود
که سفله خداوند هستی مباد — جوانمرد را تنگدستی مباد
کسی را که همت بلند اوفتد — مرادش کم اندر کمند اوفتد
چو سیلاب ریزان که بر کوهسار — نگیرد همی بر بلندی قرار
نه در خورد سرمایه کردی کرم — تنک مایه بودی ازین لاجرم
برش تنگدستی دو حرفی نوشت — که ای خوب فرجام فرخ سرشت

یکے دست گیرم بچندیں درم — کہ چندے ست تا من بزنداں درم

بچشم اندرش قدر چیزے نبود — ولیکن بدستش پشیزے نبود

بخصمان بندی فرستاد مرد — کہ اے نیک نامانِ آزاد مرد

بدارید چنداں کف از دامنش — وگر می گریزد ضماں بر منش

وزاں جا بزنداں در آمد کہ خیز — وزیں شہر تا پاے داری گریز

چو گنجشک در باز دید از قفس — قرارش نبود اندرو یک نفس

چو بادِ صبا زاں زمیں سیر کرد — نہ سیرے کہ بادش رسیدے بگرد

گرفتند حالے جواں مرد را — کہ حاصل کنی سیم یا مرد را

چو بیچارگاں راہِ زنداں گرفت — کہ مرغ از قفس رفتہ نتواں گرفت

شنیدم کہ چندے دراں حبس ماند — نہ رقعہ نبشت و نہ فریاد خواند

زماں ہا نیاسود و شبہا نخفت — برو پارسائے گذر کرد و گفت

نہ پندارمت مال مردم خوری — چہ پیش آمدت تا بزنداں دری

بگفتا کہ ہاں اے مبارک نفس — نخوردم بحیلت گری مال کس

یکے ناتواں دیدم از بند ریش — خلاصش ندیدم بجز بند خویش

ندیدم بنزدیک دانش پسند — من آسودہ و دیگرے پاے بند

بمرد آخر و نیک نامی ببرد — زہے زندگانی کہ نامش نمرد

تن زندہ دل خفتہ در زیر گل — بہ از عالمے زندہ و مردہ دل

دل زندہ ہرگز نگردد ہلاک
تن زندہ دل گم بمیرد چہ باک

۴- حکایت

بنالید درویشے از ضعف حال
بر تند خوئے خداوند مال

نہ دینار دادش سیہ دل نہ دانگ
برو زد بسر باری از طیرہ بانگ

دل سائل از جور او خوں گرفت
سر از غم بر آورد و گفت اے شگفت

توانگر ترش روے بارے چراست
مگر می نترسد ز تلخی خواست

بفرمود کوتہ نظر تا غلام
براندش بخواری و زجر تمام

بنا کردن شکر پروردگار
شنیدم کہ برگشت ازو روزگار

بزرگیش سر در تباہی نہاد
عطارد قلم در سیاہی نہاد

شقاوت نشاندش برہنہ چو سیر
نہ بارش رہا کرد و نے بارگیر

فشاندش قضا بر سر از فاقہ خاک
مشعبد صفت کیسہ و دست پاک

سراپاے حالش دگرگونہ گشت
بریں ماجرا مدتے برگذشت

غلامش بدست کریمے فتاد
توانگر دل و دست روشن نہاد

بدیدار مسکین آشفتہ حال
چناں شاد بودے کہ مسکیں بمال

شبانگہ یکے بر درش لقمہ جست
ز سختی کشیدن قدمہاش سست

بفرمود صاحب نظر بندہ را
کہ خوشنود کن مرد خواہندہ را

چو نزدیک بردش ز خواں بہرۂ
بر آورد بے خویشتن نعرۂ

شکستہ دل آمد بر خواجہ باز
عیاں کرد اشکش بدیباچہ راز

بپرسید سالار فرخندہ خوے
کہ اشکت ز جور کہ آمد بروے

بگفت اندرونم بشورید سخت
بر احوال ایں پیر شوریدہ بخت

کہ مملوک وے بودم اندر قدیم ‌ ‌ ‌ ‌ خداوند زر بود و املاک و سیم
چو کوتاه شد دستش از عز و ناز ‌ ‌ ‌ ‌ کند دست خواہش بدرہا دراز
بخندید و گفت اے پسر جور نیست ‌ ‌ ‌ ‌ ستم بر کس از گردش دور نیست
نہ آں تنگ روزی ست بازرگاں ‌ ‌ ‌ ‌ کہ سودے سر از کبر بر آسماں
من آنم کہ آں روز م از در براند ‌ ‌ ‌ ‌ بروز منش دور گیتی نشاند
نگہ کرد باز آسماں سوے من ‌ ‌ ‌ ‌ فرو شست گرد غم از روے من
خدا ار بحکمت بہ بندد درے ‌ ‌ ‌ ‌ کشاید بفضل و کرم دیگرے
بسا مفلس و بینوا سیر شد ‌ ‌ ‌ ‌ بسا کار منعم زبر زیر شد

۵- حکایت حاتم طائی وصفت جوانمردی وے

شنیدم در ایام حاتم کہ بود ‌ ‌ ‌ ‌ بخیل اندرش باد پایے چو دود
صبا سرعتے رعد بانگ ادہمے ‌ ‌ ‌ ‌ کہ بر برق پیشی گرفتے ہمے
بتگ ژالہ می ریخت بر کوه و دشت ‌ ‌ ‌ ‌ تو گفتی مگر ابر نیساں گذشت
یکے سیل رفتار ہاموں نورد ‌ ‌ ‌ ‌ کہ باد از پسش باز ماندے چہ گرد
بگفتند مردان صاحب علوم ‌ ‌ ‌ ‌ سخنہاے حاتم بسلطان روم
کہ ہمتاے او در کرم مرد نیست ‌ ‌ ‌ ‌ چو اسپش بجولاں و ناورد نیست
بیاباں نوردے چو کشتی بر آب ‌ ‌ ‌ ‌ کہ بالاے سیرش نہ پرّد عقاب
بدستور دانا چنیں گفت شاه ‌ ‌ ‌ ‌ کہ دعواے خجالت بود بے گواه
من از حاتم آں اسپ تازی نژاد ‌ ‌ ق ‌ ‌ بخواہم گر او مکرمت کرد و داد

بدانم که در روی شکوه می ست　　وگر رو کند بانگ طبل تهی ست

رسول خردمند عالم یکے　　روان کرد و ده مرد همراه وے

زمین مرده و ابر گریان برو　　صبا کرده بار دگر جان درو

بمنزل گه حاتم آمد فرود　　بر آسوده چون تشنه بر زنده رود

سماطے بیفگند و اسپے بکشت　　بدامن شکر دادشان زر بمشت

شب آنجا ببودند و روز دگر　　بگفت آنچه دانست صاحب خبر

همی گفت و حاتم پریشان چو مست　　ز حسرت بدندان همی کند دست

که اے بهره ور موبد نیک نام　　چرا پیشش از نیم نه دادی پیام

من آن باد رفتار دلدل شتاب　　ز بهر شما دوش کردم کباب

که دانستم از دست باران و سیل　　نشاید شدن در چراگاه خیل

بنوع دگر روے و راهم نبود　　جز او بر در بارگاهم نبود

مروت ندیدم در آیین خویش　　که مهمان بخسپد دل از فاقه ریش

مرا نام باید در اقلیم فاش　　دگر مرکب نامور گو مباش

کسان را درم داد و تشریف و اسپ　　طبیعی ست اخلاق نیکو نه کسب

خبر شد بروم از جوان مرد طے　　هزار آفرین گفت بر طبع وے

ز حاتم بدین نکته راضی مشو　　ازین نغز تر ماجرائے شنو

۲- حکایت در آزمودن بادشاه یمن حاتم را بآزادمردی

ندانم که گفت این حکایت بمن　　که بوده ست فرمان دہے در یمن

ز نام آوران گوے دولت ربود — که در گنج بخشی نظیرش نبود

توان گفت او را سحاب کرم — که دستش چو باران فشاندے درم

کسے نام حاتم نبردے برش — که سودا نرفتے ازو بر سرش

که چند از مقالات آن باد سنج — که نے ملک دارد نه فرمان نه گنج

شنیدم که جشنے ملوکانه ساخت — چو چنگ اندران بزم خلقے نواخت

در ذکر حاتم کسے باز کرد — دگر کس ثنا گفتن آغاز کرد

حسد مرد را بر سر کینه داشت — یکے را بخون خوردنش برگماشت

که تا هست حاتم در ایام من — نخواهد به نیکی شدن نام من

بلا جوے راه بنی طے گرفت — بکشتن جوانمرد را پے گرفت

جوانے بره پیشش باز آمدش — کزو بوے انسے فراز آمدش

نکو روے و دانا و شیرین زبان ۱۲ — بر خویشش برد آن شبش میهمان

کرم کرد و غم خورد و پوزش نمود — بد اندیش را دل به نیکی ربود

نهادش سحر بوسه بر دست و پاے — که نزدیک ما چند روزے بپاے

بگفتا نیارم شد ایدر مقیم — که در پیش دارم مهمے عظیم

بگفت ار نهی با من اندر میان — چو یاران یکدل بکوشم بجان

بمن دار گفت اے جوانمرد گوش — که دانم جوانمرد را پرده پوش

درین بوم حاتم شناسی مگر — که فرخنده نامست و نیکو سیر

سرش پادشاه یمن خواسته است — ندانم چه کین درمیان خاسته است

بگردم رهنمائی بدانجا که اوست — همین چشم دارم ز لطف تو دوست

بخندید برنا که حاتم منم — سر اینک جدا کن به تیغ از تنم
نباید که چوں صبح گردد سفید — گزندت رسد یا شوی نا امید
چو حاتم بآزادگی سر نهاد — جواں را برآمد خروش از نهاد
بخاک اندر افتاد و برپاے جست — گهش خاک بوسید و گه پا و دست
بینداخت شمشیر و ترکش نهاد — چو فرماں براں دست برکش نهاد
که گر من گلے بر وجودت زنم — نه مردم که در کیش مرداں زنم
دو چشمش ببوسید و در بر گرفت — وزانجا طریق یمن برگرفت
ملک در میانِ دو ابروے مرد — بدانست حالے که کارے نکرد
بگفتش بیا تا چه داری خبر — چرا سر نه بستی بفتراک بر
مگر بر تو نام آورے حمله کرد — نیاوردی از ضعف تاب نبرد
جواں مرد شاطر زمیں بوسه داد — ملک را ثنا گفت و تمکیں نهاد
بدو گفت کے شاه با درد و هوش — ازیں در سخنہاے حاتم بگوش
که دریافتم حاتم نامجوے — هنرمند و خوش منظر و خوبروے
جوانمرد و صاحب خرد دیدمش — بمردانگی فوق خود دیدمش
مرا بار لطفش دوتا کرد پشت — بشمشیر احساں و فضلم بکشت
بگفت آنچه دید از کرمہاے وے — شہنشه ثنا گفت بر آل طے
فرستاده را داد مہر درم — که مہرست بر نام حاتم کرم

مر اورا رسد گر گواهی دهند
که معنی و آوازه اش همرهند

۷- گفتار اندر هیبت ملوک و سیاست ملک

بگفتیم در باب احسان بسی / ولیکن نه شرط است با هر کسی
بخور مردم آزار را خون و مال / که از مرغ برکنده به پر و بال
کسی را که با خواجهٔ تست جنگ / بدستش چرا می دهی چوب و سنگ
برانداز بیخی که خار آورد / درختی بپرور که بار آورد
کسی را بده پایهٔ مهتران / که بر کهتران سر ندارد گران
مبخشای بر هر کجا ظالمی ست / که رحمت برو جور بر عالمی ست
جهان سوز را کشته بهتر چراغ / یکی به در آتش که خلقی بداغ
هر آنکه که بر دزد رحمت کنی / ببازوی خود کاروان میزنی
جفا پیشگان را بده سر بباد / ستم بر ستم پیشه عدل ست و داد

باب سوم در عشق

۱- حکایت در معنی قدم درست مردان

قضا را من و پیری از فاریاب / رسیدیم در خاک مغرب بآب
مرا یک درم بود برداشتند / بکشتی و درویش بگذاشتند
سیاهان براندند کشتی چو دود / که آن ناخدا ناخدا ترس بود

مرا گریہ آمد ز تیمار جفت ‏ ‏ بر آن گریہ قہقہ بخندید و گفت

مخور غم برائے من اے پر خرد ‏ ‏ مرا آن کس آرد کہ کشتی برد

بگسترد سجادہ بر روئے آب ‏ ‏ خیال ست پنداشتم یا بخواب

ز مدہوشیم دیدہ آن شب نخفت ‏ ‏ نگہ بامدادان بمن کرد و گفت

عجب ماندی اے یار فرخندہ رائے ‏ ‏ ترا کشتی آورد و ما را خدائے

مرا اہل صورت بدین نگروند ‏ ‏ کہ ابدال بر آب و آتش روند

بہ طفلے کز آتش ندارد خبر ‏ ‏ نگہدارد ش مادر مہرور

پس آنان کہ در وجد مستغرق اند ‏ ‏ چنین دان کہ منظور عین الحق اند

نگہدارد از تاب آتش خلیل ‏ ‏ چو تابوت موسیٰ از غرقاب نیل

چو کودک بدست شناور بر ست ‏ ‏ نترسد وگر دجلہ پہنا درست

تو بر روئے دریا قدم چون زنی ‏ ‏ چو مردان کہ بر خشک تر دامنی

۲- گفتار اندر معنی فنائے موجودات با کبریائے باری عز اسمہ

رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست ‏ ‏ بر عارفان جز خدا ہیچ نیست

توان گفتن این با حقائق شناس ‏ ‏ ولے خردہ گیرند اہل قیاس

کہ پس آسمان و زمین چیستند ‏ ‏ بنی آدم و دام و دد کیستند

پسندیدہ پرسیدی اے ہوشمند ‏ ‏ بگویم ور آید جوابت پسند

کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک ‏ ‏ پری و آدمی زاد و دیو و ملک

ہمہ ہرچہ ہستند ازان کمتر اند ‏ ‏ کہ با ہستیش نام ہستی برند

عظیم ست پیش تو دریا بموج
بلندست گردون گردان به اوج

ولے اہل صورت کجا پے برند
کہ ارباب معنی به ملکے درند ق

کہ گر آفتاب ست یک ذرہ نیست
وگر ہفت دریاست یک قطرہ نیست

چو سلطان عزت علم برکشد
جہاں سر بجیب عدم درکشد

۳۔ حکایت دانشمند به اتابک سعد بن زنگی غفر اللہ له

ثنا گفت بر سعد زنگی کسے
کہ بر تربتش باد رحمت بسے

درم داد و تشریف و بنواختش
بقدر ہنر پایگہ ساختش

چو اللہ و بس دید بر نقش زر
بشورید و برکند خلعت ز بر

ز سوزش چناں شعلہ در جاں گرفت
کہ برجست و راہ بیاباں گرفت

یکے گفتش از ہمنشینان دشت
چہ دیدی کہ حالت دگرگونہ گشت

تو اول زمیں بوسہ دادی سہ جاے
نہ بایستے آخر زدن پشت پاے

بخندید کاول ز بیم و امید
ہمی لرزہ بر تن فتادم چو بید

بآخر ز تمکین اللہ و بس
نہ چیزم بچشم اندر آمد نہ کس

باب چہارم در تواضع

۱۔ حکایت عیسیٰ علیہ السلام و عابد پارسا

شنیدم کہ در عہد عیسیٰ علیہ السلام
ز راویان کلام

یکی زندگانی تلف کرده بود — به جهل و ضلالت سر آورده بود
دلیری سیه نامهٔ سخت دل — ز ناپاکی ابلیس از وی خجل
بسر برده ایام بی حاصلی — نیاسوده تا بوده از وی دلی
سرش خالی از عقل و پر ز احتشام — شکم فربه از لقمه‌های حرام
به ناراستی دامن آلوده‌ای — به ناداشتی دوده اندوده‌ای
نه پایی چو بینندگان راست رو — نه گوشی چو مردم نصیحت شنو
چو سال بد از وی خلایق نفور — نمایان بهم چون مه نو ز دور
هوا و هوس خرمنش سوخته — جوی نیکنامی نیندوخته
سیه نامه چندان تنعم براند — که در نامه جای نبشتن نماند
گنهکار خودرای و شهوت پرست — به غفلت شب و روز مخمور و مست
شنیدم که عیسی در آمد ز دشت — به مقصورهٔ عابدی برگذشت
بزیر آمد از غرفه خلوت نشین — به پایش در افتاد سر بر زمین
گنهکار برگشته اختر ز دور — چو پروانه حیران در ایشان ز نور
تأمل بحسرت کنان شرمسار — چو درویش در دست سرمایه دار
خجل زیر لب عذر خواهان بسوز — ز شبهای در غفلت آورده روز
سرشک غم از دیده باران چو میغ — که عمرم بغفلت گذشت ای دریغ
برانداختم نقد عمر عزیز — بدست اندر از نکوئی نیاورده چیز
چو من زنده هرگز مبادا کسی — که مرگش به از زندگانی بسی
برست آنکه از عهد طفلی بمرد — که پیرانه سر شرمساری نبرد

گناهم ببخش ای جهان آفرین / که گر با من آید فبئس القرین
درین گوشه نالان گنهگار پیر / که فریاد عالم رس ای دستگیر
نگون مانده از شرمساری سرش / روان آب حسرت به سیلاب برش
وزان نیمه عابد سر پر غرور / ترش کرده بر فاسق ابرو ز دور
که این مدبر اندر پی ما چراست / نگون بخت نادان چه همجنس ماست
بگردن بر آتش در افتاده‌ئی / به باد هوا عمر در داده‌ئی
چه خیر آمد از نفس تر دامنش / که صحبت بود با مسیح و منش
چه بودی که زحمت ببردی ز پیش / به دوزخ برفتی پس کار خویش
همی رنجم از طلعت ناخوشش / مبادا که در من فتد آتشش
به محشر که حاضر شود انجمن / خدایا تو با او مکن حشر من
درین بود که وحی از جلیل الصفات / در آمد به عیسی علیه الصلوٰة
که گر عالم است این وگر وی جهول / مرا دعوت هر دو آمد قبول
تبه کرده ایام برگشته روز / بنالید بر من بزاری و سوز
به بیچارگی هر که آمد برم / نیندازمش ز آستان کرم
عفو کردم از وی عملهای زشت / در آرم به فضل خودش در بهشت
وگر عار دارد عبادت پرست / که در خلد با وی بود هم نشست
بگو ننگ ازو در قیامت مدار / که آن را به جنت برند این به نار
که آن را جگر خون شد از سوز و درد / گر این تکیه بر طاعت خویش کرد
ندانست در بارگاه غنی / که بیچارگی به ز کبر و منی

کرا جامه پاک است و سیرت پلید ... در دوزخش را نباید کلید
برین آستان عجز و مسکینیت ... به از طاعت و خویشتن بینیت
چو خود را ز نیکان شمردی بدی ... نمی گنجد اندر خدائی خودی
اگر مردی از مردی خود مگوی ... نه هر شهسواری بدر برد گوی
پیاز آمد آن بی هنر جمله پوست ... که پنداشت چون پسته مغزی در اوست
ازین نوع طاعت نیاید بکار ... برو عذر تقصیر طاعت بیار
نخورد از عبادت بر آن بی خرد ... که با حق نکو بود و با خلق بد
سخن ماند از عاقلان یادگار ... ز سعدی همین یک سخن یاد دار
گنهگار اندیشه ناک از خدای ... به از پارسای عبادت نمای

۳- حکایت دانشمند درویش و قاضی متکبر

فقیهی کهن جامه تنگ دست ... در ایوان قاضی به صف بر نشست
نگه کرد قاضی در او تیز تیز ... معرّف گرفت آستینش که خیز
ندانی که برتر مقام تو نیست ... فروتر نشین یا برو یا بایست
بجای بزرگان دلیری مکن ... چو سر پنجه ات نیست شیری مکن
نه هر کس سزاوار باشد بصدر ... کرامت به جاهست و منزل بقدر
دگر ره چه حاجت به پند کس است ... همین شرمساری عقوبت بس است
به عزّت هر آن کو فروتر نشست ... بخواری نیفتد ز بالا به پست
بجوانش بر آورد درویش دود ... فروتر نشست از مقامی که بود

فقیهان طریق جدل ساختند / لم لا نسلم در انداختند
گشادند باهم در فتنه باز / به لا و نعم کرده گردن فراز
تو گفتی خروسان شاطر به جنگ / فتادند باهم به منقار و چنگ
یکی بیخود از خشمناکی چو مست / یکی بر زمین میزوی هر دو دست
فتادند در عقدهٔ پیچ پیچ / که در حل آن ره نبردند هیچ
کهن جامه اندر صف آخرین / به غرش در آمد چو شیر عرین
که برهان قوی باید و معنوی / نه رگهای گردن به حجت قوی
مرا نیز چوگان حرف است و گوی / بگفتند اگر نیک دانی بگوی
به کلک فصاحت بیانی که داشت / به دلها چو نقش نگین برنگاشت
سر از کوی صورت بمعنی کشید / قلم بر سر حرف دعوی کشید
بگفتند از هر کنار آفرین / که بر عقل و طبعت هزار آفرین
سمند سخن تا بجایی براند / که قاضی چو خر در وحل باز ماند
برون آمد از طاق و دستار خویش / به اکرام و لطفش فرستاد پیش
که هیهات قدر تو نشناختم / به شکر قدومت نپرداختم
دریغ آیدم با چنین مایه / که بینم ترا در چنین پایه
معرف به دلداری آمد برش / که دستار قاضی نهد بر سرش
بدست و زبان منع کردش که دور / منه بر سرم پای بند غرور
که فردا شود بر کهن میزران / به دستار پنجه گزم سرگران
چو مولام خوانند و صدر کبیر / نمایند مردم به چشمم حقیر

تفاوت کند هرگز آب زلال — گرش کوزه زرین بود یا سفال

خرد باید اندر سر مرد و مغز — نباید مرا چون تو دستار نغز

کس از سربزرگی نباشد به چیز — کدو سربزرگ است و بی مغز نیز

میفراز گردن به دستار و ریش — که دستار پنبه است و سبلت حشیش

به صورت کسانیکه مردم وش اند — چو صورت همان به که دم درکشند

به قدر هنر جست باید محل — بلندی و نحسی مکن چون زحل

نئ بوریا را بلندی نکوست — که خاصیت نیشکر خود در اوست

بدین عقل و همت نخواهم کست — وگر میرود صد غلام از پست

چه خوش گفت خرمهره در گلی — چو برداشتش پر طمع جاهلی

مرا کس نخواهد خریدن به هیچ — به دیوانگی در حریرم مپیچ

نه منعم به مال از کسی بهتر است — خر ار جل اطلس بپوشد خر است

بدین شیوه مرد سخن گوی چست — به آب سخن کینه از دل بشست

دل آزرده را سخت باشد سخن — چو خصمت بیفتاد سستی مکن

چو دستت رسد مغز دشمن برآر — که فرصت فرو شوید از دل غبار

چنان ماند قاضی بجورش اسیر — که گفت اِنَّ هٰذا لَیَومٌ عسیر

بدندان گزید از تعجب یدین — بماندش در او دیده چون فرقدین

وز آنجا جوان روی همت بتافت — برون رفت و بازش نشان کس نیافت

غریو از بزرگان مجلس بخاست — که گوئی چنین شوخ چشم از کجاست

نقیب از پیش رفت و هرسو دوید — که مردی بدین نعت و صورت که دید

یکی گفت ازین نوع شیرین نفس ‌‌ ‌ درین شهر سعدی شناسیم و بس
بر آن صد هزار آفرین کین بگفت ‌ ‌ حق تلخ بین تا چه شیرین بگفت

۴- حکایت در توبه کردن پادشاهزاده گنجه

یکی پادشه زادهٔ گنجه بود ‌ ‌ که نااهل و ناپاک و سرپنجه بود
به مسجد در آمد سرایان و مست ‌ ‌ مے اندر سر و ساتگینی بدست
به مقصوره در پارسائی مقیم ‌ ‌ زبانِ دلاویز و قلبِ سلیم
تنے چند بر گفت او مجتمع ‌ ‌ چو عالم نباشی کم از مستمع
چو بے عزتی پیشه کرد آں حرون ‌ ‌ شدند آں عزیزاں خراب اندروں
چو منکر بود پادشه را قدم ‌ ‌ که یارد زد از امر معروف دم
تحکم کند سیر بر بوے گل ‌ ‌ فرو ماند آواز چنگ از دهل
گرت نهی منکر بر آید ز دست ‌ ‌ نشاید چو بیدست و پایان نشست
وگر دست قدرت نداری بگوے ‌ ‌ که پاکیزه گردد به اندرز خوے
چو دست و زباں را نماند مجال ‌ ‌ بهمت نمایند مردی رجال
یکے پیش دانائے خلوت نشیں ‌ ‌ بنالید و بگریست سر بر زمیں
که یکبار آخر برین رند و مست ‌ ‌ دعا کن که ما بے زبانیم و دست
دمے سوزناک از دل با خبر ‌ ‌ قوی تر که هفتاد تیغ و تبر
بر آورد مردِ جهاندیده دست ‌ ‌ چه گفت اے خداوند بالا و پست
خوش است این پسر وقتش از روزگار ‌ ‌ خدایا همه وقت او خوش بدار

سخن گفتنش است قدوه راستی | بدین بد چرا نیکوئی خواستی
چه بد خواه را نیک خواهی ز بهر | چه بد خواستن بر سر خلق و شهر
چنین گفت بینندهٔ تیز هوش | چو سر سخن در نیابی بجوش
به طاعات مجلس بیاراستم | ز داد آفرین توبه اش خواستم
که هر کو که باز آید از خوی زشت | بهشتی رسد جاودان در بهشت
چنین پیش و راست عیش مدام | به ترک اندرش عیشهای مدام
حدیثی که مرد سخن ساز گفت | یکی زان میان با ملک باز گفت
ز وجد آب در چشمش آمد چو میغ | بپارید بر چهره سیل دریغ
به نیران شوق اندرونش بسوخت | چپا دیده بر پشت پایش بدوخت
بر شیخ خضر فرستاد کس | ور توبه گویان که فریاد رس
قدم رنجه فرمای تا سر نهم | سر جهل و ناراستی بر نهم
دو ریشه ستادند بر در سیاه | سخن برده آمد در ایوان شاه
شکر دید عناب و شمع و شراب | ده از نعمت آباد و هر دم خراب
یکی غایب از خود یکی نیم مست | یکی شعر گویان صراحی بدست
ز سوی بر آورده مطرب خروش | ز دیگر سو آواز ساقی که نوش
حریفان خراب از می لعل رنگ | سر چنگی از خواب در پیچ چنگ
نبود از ندیمان گردن فراز | بجز نرگس آنجا کسی دیده باز
وقت و چنگ با یک دگر ساز کار | بر آورده زیر از میان ناله زار
بفرمود در هم شکستند خرد | مبدل شد آن عیش صافی بدرد

شکستند چنگ و گسستند رود بدر کرد گوینده از سر سرود

بمیخانه در سنگ بر دن زدند کدو را نشاندند و گردن زدند

روان خمر و چنگ افتاده نگون تو گفتی شد است از ربابکشته خون

خم آبستن خمر نه ماهه بود دران فتنه دختر بینداخت زود

شکم تا بنافش دریدند مشک قدح را برو چشم خونین پر اشک

بفرمود تا سنگ صحن سرای بکندند و کردند نو باز جای

که گلگونه خمر یاقوت فام بشستن نمی شد ز روی رخام

عجب نیست بالوعه گر شد خراب که خورد اندران روز چندان شراب

دگر هر که بربط گرفتی بکف قفا خوردی از دست مردم چو دف

وگر فاسقی چنگ بردی بدوش بمالیدی اورا چو طنبور گوش

جوانی سر از کبر و پندار مست چو پیران بکنج عبادت نشست

پدر بارها گفته بودش بهول که پاکیزه رو باش و شایسته قول

جفای پدر برد و زندان و بند چنان سودمندش نیامد که پند

گرش سخت گفتی سخن گوی سهل که بیرون کن از سر جوانی و جهل

خیال غرورش بران داشتی که درویش را زنده نگذاشتی

سپر نفگند شیر غران ز جنگ نیندیشد از تیغ بران پلنگ

بنرمی ز دشمن توان کرد دوست چو با دوست سختی کنی دشمن اوست

چو سندان کسی سخت رویی نکرد که خایسک تادیب بر سر نخورد

بگفتن درشتی مکن با امیر چو بینی که سختی کند سست گیر

به اخلاق با هر که بینی بساز / اگر زیردست است وگر سرفراز

که این گردن از نازکی بر کشد / بگفتار خوش وان سر اندر کشد

بشیرین زبانی توان برد گوی / که پیوسته تلخی برد تند خوی

تو شیرین زبانی ز سعدی بگیر / ترش روی را گو به تلخی بمیر

باب ششم در قناعت

خدا را ندانست و طاعت نکرد / که بر بخت و روزی قناعت نکرد

قناعت توانگر کند مرد را / خبر کن حریص جهانگرد را

سکونی بدست آور ای بی ثبات / که بر سنگ گردان نروید نبات

مپرور تن ار مرد رای و هشی / که او را چو می پروری می کشی

خردمند مردم هنر پرورند / که تن پروران از هنر لاغرند

کسی سیرت آدمی گوش کرد / که اول سگ نفس خاموش کرد

خور و خواب تنها طریق دد است / برین بودن آیین نابخرد است

خنک نیکبختی که در گوشه / بدست آرد از معرفت توشه

بر آنان که شد سر حق آشکار / نکردند باطل برو اختیار

تو خود را از آن در چه انداختی / که چه را ز ره باز نشناختی

بر اوج فلک چون پرد جره باز / که در شهپرش بسته سنگ آز

بکم کردن از عادت خویش خورد / توان خویشتن را ملک خوی کرد

کجا سیر وحشی رسد در ملک / نشاید پرید از ثری تا فلک

نخست آدمی سیرتی پیشه کن　　پس آنگه ملک خوی اندیشه کن

تو بر کرّهٔ توسنی بر کمر　　نگه تا نپیچد ز حکم تو سر

که گر پالهنگ از کفت در گسیخت　　تن خویشتن کشت و خون تو ریخت

باندازه خور زاد اگر مردمی　　چنین پرشکم آدمی یا خمی

درون جای ذکرست و قوت و نفس　　تو پنداری از بهر نانست و بس

کجا ذکر گنجد در انبان آز　　بسختی نفس می‌کند پا دراز

ندارند تن پروران آگهی　　که پر معده باشد ز حکمت تهی

دو چشم و شکم پر نگردد بهیچ　　تهی بهتر این رودهٔ پیچ پیچ

چو دوزخ که سیرش کنند از وقید　　دگر بانگ دارد که هل من مزید

همی میردت عیسی از لاغری　　تو در بند آنی که خر پروری

بدین ای فرومایه دنیا مخر　　چو خر با بجنبیل عیسی مخر

نگر می‌ندانی که دد را و دام　　نینداخت جز حرص خوردن بدام

پلنگی که گردن کشد بر وحوش　　بدام افتد از بهر خوردن چو موش

چو موش آنکه نان و پنیرش خوری　　بدامش در افتی و تیرش خوری

باب هشتم در بیان فضیلت شکر

حکایت

نفس می‌نیارم زد از شکر دوست　　که شکری ندانم که در خورد اوست

عطایی است هر موی از او بر تنم — چگونه بهر موی شکری کنم

ستایش خداوند بخشنده را — که موجود کرد از عدم بنده را

کرا قوت وصف احسان اوست — که اوصاف مستغرق شان اوست

بدیعی که شخص آفریند ز گل — روان و خرد بخشد و هوش و دل

ز پشت پدر تا بپایان شیب — نگه کن تا چه تشریف دادت ز غیب

چو پاک آفریدت بهش باش و پاک — که ننگ است ناپاک رفتن بخاک

پیاپی بیفشان از آیینه گرد — که مصقل نگیرد چو زنگار خورد

چو روزی بسعی آوری سوی خویش — مکن تکیه بر زور بازوی خویش

چرا حق نمی‌بینی ای خودپرست — که بازو بگردش درآورد دست

چو آید بکوشیدنت خیر پیش — بتوفیق حق دان نه از سعی خویش

بسرپنجگی کس نبردست گوی — سپاس خداوند توفیق گوی

تو قائم بخود نیستی یک قدم — ز غیبت مدد میرسد دم بدم

نه طفل زبان بسته بودی ز لاف — همی روزی آمد بجوفش ز ناف

چو نافش بریدند روزی گسست — به پستان مادر درآویخت دست

غریبی که رنج آردش دهر پیش — بدارو دهند آبش از شهر خویش

پس او در شکم پرورش یافت است — ز انبوب معده خورش یافت است

دو پستان که امروز دلخواه اوست — دو چشمه هم از پرورشگاه اوست

کنار و بر مادر دلپذیر — بهشت است و پستان درو جوی شیر

درختیست بالای جان پرورش — ولد میوهٔ نازنین در برش

نه رگهای پستان درون دل است / پس ار بنگری شیر خون دل است
بجوشش فرو برده دندان چو نیش / سرشته درو مهر غمخوار خویش
چو بازو قوی کرد و دندان سطبر / براندایدش دایه پستان بصبر
چنان صبرش از شیر خامش کند / که پستان شیرین فرامش کند
تو نیز ای که در توبه طفل راه / بصبرت فراموش گردد گناه

۴- گفتار اندر نظر صاحبدلان در حق نه در اسباب

سرشتست باری شفا در نبات / اگر شخص را مانده باشد حیات
عسل خوش کند زندگان را مزاج / ولی درد مردن ندارد علاج
رمق مانده را که جان از بدن / بر آمد چه سود انگبین در دهن
یکی گرز فولاد بر مغز خورد / کسی گفت صندل بمالش بدرد
ز پیش خطر تا توانی گریز / ولیکن مکن با قضا پنجه تیز
درون تا بود قابل شرب و اکل / بدان تازه روئی ست و پاکیزه شکل
خراب آنگه این خانه گردد تمام / که باهم نسازند طبع و طعام
مزاجت تر و خشک و گرم است و سرد / مرکب ازین چار طبع است مرد
یکی زین چو بر دیگری یافت دست / ترازوی عدل طبیعت شکست
وگر باد سرد از نفس نگذرد / تف سینه جان در خروش آورد
وگر دیگ معده نجوشد طعام / تن نازنین را شود کار خام
در اینان نه بندد دل اهل شناخت / که پیوسته باهم نخواهند ساخت

توانائی تن مدان از خورش / که لطف حقت می دهد پرورش
بحقش که گر دیده بر تیغ و کارد / نهی حق شکرش نیاید گذارد
چو روی بخدمت نهی بر زمین / خدارا ثنا گوی و خودرا مبین
گدائی است تسبیح و ذکر و حضور / گدارا نباید که باشد غرور
گرفتم که خود خدمتی کرده ای / نه پیوسته اقطاع او خورده ای

۳- گفتار در سابقه ازل و توفیق خیر

نخست او ارادت بدل برنهاد / پس این بنده بر آستان سر نهاد
گر از حق نه توفیق خیری رسد / کی از بنده خیری بغیری رسد
زبان را چه بینی که اقرار داد / ببین تا زبان را که گفتار داد
در معرفت دیدهٔ آدمی است / که بگشاده بر آسمان و زمین است
کیت فهم بودی نشیب و فراز / گر این در نکردی بروی تو باز
سرآورد و دست از عدم در وجود / درین جود بنهاد و در وی سجود
وگرنه کی از دست جود آمدی / محال است کز سر سجود آمدی
بحکمت زبان داد و گوش آفرید / که باشند صندوق دل را کلید
وگرنه زبان قصه برداشتی / کس از سر دل کی خبر داشتی
وگر نیستی سعی جاسوس گوش / خبر کی رسیدی بسلطان هوش
مرا لفظ شیرین خواننده داد / ترا سمع دراک داننده داد
مدام این دو چون حاجبان بردرند / ز سلطان بسلطان خبر می برند

چه اندیشی از خود که فعلم نکوست ۔ ازاں در نگه کن که تقدیر اوست
برد بوستان بان بایوان شاه (های) ۔ به تحفه ثمر هم ز بستان شاه

9.X.46

باب نهم در توبه

الا ای که عمرت بهفتاد رفت ۔ مگر خفته بودی که برباد رفت
همه برگ بودن همی ساختی ۔ بتدبیر رفتن نپرداختی
قیامت که بازار مینو نهند ۔ منازل باعمال نیکو دهند
بضاعت بچندانکه آری بری ۔ وگر مفلسی شرمساری بری
که بازار چندانکه آگنده تر ۔ تهیدست را دل پراگنده تر
ز پنجه درم پنج اگر کم شود ۔ دلت ریش سرپنجه غم شود
چو پنجاه سالت برون شد ز دست ۔ غنیمت شمر پنج روزی که هست
اگر مرده مسکین زبان داشتی ۔ بفریاد و زاری فغان داشتی
که ای زنده چون هست امکان گفت ۔ لب از ذکر چون مرده برهم مخفت
چو ما را بغفلت بشد روزگار ۔ تو باری دمی چند فرصت شمار

باب دهم در مناجات

بیا تا برآریم دستی ز دل ۔ که نتوان برآورد فردا ز گل

بفصل خزان در نه بینی درخت — که بی برگ ماند ز سرمای سخت
برآرد تهی دستهای نیاز — ز رحمت نه گردد تهیدست باز
مپندار ازین در که هرگز نه بست — که نومید گردد برآورده دست
همه طاعت آرند و مسکین نیاز — بیا تا بدرگاه مسکین نواز
چو شاخ برهنه برآریم دست — که بی برگ ازین بیش نتوان نشست
خداوندگارا نظر کن بجود — که جرم آمد از بندگان در وجود
گناه آید از بندهٔ خاکسار — بامید عفو خداوندگار
کریما برزق تو پرورده ایم — بانعام و لطف تو خو کرده ایم
گدا چون کرم بیند و لطف و ناز — نگردد ز دنبال بخشنده باز
چو ما را بدنیا تو کردی عزیز — بعقبی همین چشم داریم نیز
عزیزی و خواری تو بخشی و بس — عزیز تو خواری نه بیند ز کس
خدایا بعزت که خوارم مکن — بذل گنه شرمسارم مکن
مسلط مکن چون منی بر سرم — ز دست تو به گر عقوبت برم
بگیتی بتر زین نباشد بدی — جفا بردن از دست همچون خودی
مرا شرمساری ز روی تو بس — دگر شرمسارم مکن پیش کس
گرم بر سر افتد ز تو سایهٔ — سپهرم بود کمترین پایهٔ
اگر تاج بخشی سر افرازدم — تو بردار تا کس نیفکند از دم

۲- حکایت

تنم می بلرزد چو یاد آورم — مناجات شوریدهٔ در حرم

که می گفت با حق بزاری بسی
میفگن که دستم نگیرد کسی

بلطفم بخوان یا بران از درم
ندارد بجز آستانت سرم

تو دانی که مسکین و بیچاره ایم
فرو مانده با نفس اماره ایم

نمی تازد این نفس سرکش چنان
که عقلش تواند گرفتن عنان

که با نفس و شیطان برآید بزور
نبرد پلنگان نیاید ز مور

بمردان راهت که راهی بده
وزین دشمنانم پناهی بده

خدایا بذات خداوندیت
باوصاف بی مثل و مانندیت

بلبیک حجاج بیت الحرام
بمدفون یثرب علیه السلام

بتکبیر مردان شمشیر زن
که مرد وغا را شمارند زن

بطاعات پیران آراسته
بصدق جوانان نوخاسته

که ما را در آن ورطهٔ یک نفس
ز ننگ دو گفتن بفریاد رس

امید است از آنان که طاعت کنند
که بی طاعتان را شفاعت کنند

بپاکان کز آلایشم دور دار
وگر زلتی رفت معذور دار

به پیران پشت از عبادت دوتا
ز شرم گنه دیده بر پشت پا

که چشمم ز روی سعادت مبند
زبانم بوقت شهادت مبند

چراغ یقینم فرا راه دار
ز بد کردنم دست کوتاه دار

بگردان ز نادیدنی دیده ام
مده دست بر ناپسندیده ام

من آن ذره ام در هوای تو نیست
وجود و عدم در ظلالم یکیست

ز خورشید لطفت شعاعی بسم
که جز در شعاعت نبیند کسم

بدی را نگه کن که بهتر کس است گدا را ز شاه التفاتی بس است
مرا گر بگیری بانصاف و داد بنالم که عفوم نه این وعده داد
خدایا بذلت مران از درم که صورت نبندد دری دیگرم
ور از جهل غائب شدم روز چند کنون کآمدم در برویم مبند
چو عذر آرم از ننگ تردامنی مگر عجز پیش آورم کای غنی
فقیرم بجرم گناهم مگیر غنی را ترحم بود بر فقیر
چرا باید از ضعف حالم گریست اگر من ضعیفم پناهم قویست
خدایا بغفلت شکستیم عهد چه زور آورد با قضا دست جهد
چه برخیزد از دست تدبیر ما همین نکته بس عذر تقصیر ما
همه هرچه کردم تو برهم زدی چه قوت کند با خدائی خودی
نه من سر ز حکمت بدر می برم که حکمت چنین می رود بر سرم



قصائد

قصائد۔ قصیدہ کی جمع ہے۔ لغت میں اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہونا۔ چونکہ قصیدہ سے شاعر کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ کسی کی تعریف یا مذمت کی طرف متوجہ ہو اس لئے اس کا یہ نام رکھا گیا۔

قصیدہ کی ایجاد فارسی میں **رودکی** نے کی ہے۔ جس کی وفات سنہ ۳۴۳ھ میں ہوئی ہے۔

قصیدہ کی دو قسمیں ہیں۔ **خطابیہ**۔ **تمہیدیہ**۔

خطابیہ۔ وہ قصیدہ ہے جس میں کوئی تمہید نہ ہو ابتدا ہی سے تعریف وغیرہ جو مقصود ہو شروع کر دیں۔

تمہیدیہ۔ وہ قصیدہ ہے جس میں پہلے چند اشعار بطور تمہید کے کہیں اس کے بعد مدح ممدوح وغیرہ شروع کریں۔ قصیدہ تمہیدیہ کے لئے چند چیزیں ضروری ہیں۔

۱۔ ممدوح کی شان کے مطابق تمہید لکھنا۔

۲۔ تمہید کے بعد مناسب طریقے سے مدح ممدوح کی طرف متوجہ ہونا۔ اس توجہ کو **تخلص یا گریز** کہتے ہیں۔

۳۔ پہلے ممدوح کی ضمیر غائب سے تعریف کریں۔ پھر خطاب کر کے چند اشعار کہیں۔ اور اسی سلسلہ میں اپنا مقصود ظاہر کریں۔ پھر دو تین شعر دعا

ہیں کہہ کر قصیدہ تمام کریں۔

۴۔ قصیدہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ الفاظ بہت ہی شان و شوکت کے ہوں۔ اور جوش اور درد سے بھرے ہوئے ہوں۔

قصائد سعدی

شیخ نے قصیدہ میں کچھ زیادہ نام و شہرت حاصل نہیں کی۔ اس لئے کہ انھوں نے مدح و ستائش کے طریقہ مروجہ کو مکروہ سمجھ کر اختیار نہیں کیا۔ مگر چونکہ اس زمانہ کے موافق ایک ایسے نامور شاعر کو جیسے کہ شیخ تھے کچھ نہ کچھ قصیدے کے نام سے لکھنا ضروری تھا۔ اس لئے کچھ قصائد لکھے ہیں۔ جو پہلے قصیدہ گویوں کی طرز سے بالکل مغائر ہیں۔

شیخ سے پہلے یعنی منصور بن مہدی عباسی خلیفہ بغداد کے زمانے کے شعرا کو قصیدہ گوئی اور مداحی میں گراں بہا انعام ملنے لگے تھے ایک ایک شعر پہ لاکھ درہم شاعروں کو مل جاتے تھے۔ خلفا اور امرا کو اپنی تعریفیں سننے کا شوق پیدا ہوگیا تھا۔ عباسیوں کے علاوہ اور سلسلوں میں بھی مداحوں کی نہایت قدر کی جاتی تھی۔۔ ایسی حالت میں شیخ کو بھی سلاطین اور امرا کی تعریف میں قصیدہ کا لکھنا ضروری تھا۔ مگر طریق مداحی کا اُس زمانے میں جو طرز تھا اُس کو اختیار کرنا۔ شیخ کو اپنی آزاد اور حق گو طبیعت کے اعتبار سے بہت دشوار تھا۔ خصوصاً سادہ بیانی جو اُن کی طبیعت میں ودیعت کی گئی تھی۔ اُن تکلفات لایعنی سے جو قصیدہ

کے لوازمات سے بچتے مانع تھی۔ وہ مبالغہ اور خوشامد کو نہایت ناپسند کرتے تھے۔

شیخ نے قصائد بھی اسی شیریں زبانی اور سادہ بیانی اور بے تکلفی کے ساتھ لکھے ہیں۔ جو اُن کے کلام کی عام خاصیت ہے۔ اُن کے قصائد سے کمال آزادی اور حق گوئی ثابت ہوتی ہے۔ اُنھوں نے اکثر قصیدے اور ترجیع بند وغیرہ محض محبت اور خلوص اور دل جوش سے لکھے ہیں نہ خوشامد کی راہ سے نہ صلے اور انعام کی امید سے۔

اُنھوں نے جو قصیدے سلاطین عہد اور حکام وقت کی شان میں لکھے ہیں اُن کے اسلوب بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل دنیا کی تنبیہ اور نصیحت و پند کے لئے قصیدے کو اُن کے خطاب کرنے کا ایک ذریعہ قرار دیا تھا۔ کیونکہ وہ بالکل مواعظ و نصائح سے بھرے ہوئے ہیں۔

شیخ پہلا شخص ہے جس نے شاعری کا صحیح استعمال کیا۔ سب سے بڑی چیز جو شیخ کے خصوصیات شاعری سے ہے وہ آزادی ہے۔ اُنھوں نے سلاطین و امرا کی مدح کی ہے مگر نہایت آزادی سے اُن کے سطوت و جبروت یا حرص و طمع کا کوئی اثر اُن پر نہیں آنے پاتا۔

ابوبکر سعد زنگی شیخ کا خاص ممدوح تھا۔ اتابکان شیراز کے گورنر سے بھی اُن کو خاص تعلق تھا۔ اتابک سعد کے مقابلہ میں بھی شیخ نے اپنی آزادی قائم رکھی۔ جب ہلاکو خاں نے بغداد کو تاراج کیا تو ابوبکر نے

مبارکباد کے لئے سفارت بھیجی۔ مگر شیخ نے بغداد کی تباہی اور خلیفہ مستعصم باللہ کے قتل کا مرثیہ لکھا اور اس قدر پُر اثر لکھا کہ لوگوں کے دل دہل گئے۔

اتابک ابو بکر کی مدح میں شیخ کے متعدد قصیدے ہیں۔ ہر قصیدے ... نہایت دلیری سے اس کو نصیحت کی ہے۔ شیخ کی شاعری عموماً جذبات سے لبریز ہے۔ وہ شاعری رسم و تقلید کی حیثیت سے نہیں کرتے تھے۔ بلکہ جب کوئی جذبہ پیدا ہوتا تھا اس وقت شعر کہتے تھے۔ اسی لئے اس کا اثر پڑتا تھا۔

قصائد سعدی کے حسب ذیل عنوانات ہیں

۱۔ خدا کی تعریف اور اس کی شکر گزاری میں۔

۲۔ وعظ و نصیحت۔

۳۔ معشوق کے خد و خال کی تعریف۔

۴۔ مناظر قدرت اور فصل بہار وغیرہ کی مصوری۔

۵۔ اُن امرا اور بادشاہوں کی تعریف جن کو شیخ سے عقیدت یا ... تھی۔ مگر جو قصیدے امرا وغیرہ کی تعریف میں ہیں اُن میں گنتی کے چند اشعار تعریف کے ہیں باقی سب وعظ و نصیحت ہیں۔ اور نصیحت بھی اسی طرح کہ کلام پر ذرہ برابر سلاطین و امرا کی حمایت کا اثر نہیں۔

انتخاب از قصائد سعدی

در حمد باری عز اسمه

فضل خدای را که تواند شمار کرد — یا کیست آنکه شکر یکی از هزار کرد

آن صانع لطیف که بر فرش کائنات — چندین هزار صورت الوان نگار کرد

ترکیب آسمان و طلوع ستارگان — از بهر عبرت نظر هوشیار کرد

بحر آفرید و بر و درختان و آدمی — خورشید و ماه و انجم و لیل و نهار کرد

الوان نعمتی که نشاید سپاس گفت — اسباب راحتی که نشاید شمار کرد

آثار رحمتی که جهان سر بسر گرفت — احمال منتی که فلک زیر بار کرد

مسمار کوهسار به نطع زمین بدوخت — تا فرش خاک بر سر آب استوار کرد

اجزای خاک مرده بتشریف آفتاب — بستان و میوه و چمن و لاله زار کرد

ابر آب داد بیخ درختان مرده را — شاخ برهنه پیرهن نوبهار کرد

چندین هزار منظر زیبا بیافرید — تا کیست کو نظر ز سر اعتبار کرد

توحید گوی او نه بنی آدمند و بس — هر بلبلی که زمزمه بر شاخسار کرد

شکر کدام فضل بجای آورد کسی — حیران بماند هر که درین افتکار کرد

گوئی کدام روح که در کالبد دمید — یا عقل ارجمند که با روح یار کرد

لال است در دهان بلاغت زبان وصف / از غایت کرم که نهان آشکار کرد
سر چیست تا بطاعت او بر زمین نهیم / جان در رهش دریغ نباشد نثار کرد
بخشنده‌ای که سابقهٔ فضل و رحمتش / ما را بحسن عاقبت امیدوار کرد
پرهیزگار باش که دادار آسمان / فردوس جای مردم پرهیزگار کرد
نابرده رنج گنج میسر نمی‌شود / مزد آن گرفت جان برادر که کار کرد
هر کو عمل نکرد و عنایت امید داشت / دانه نکشت ابله و دخل انتظار کرد
دنیا که جسر آخرتش خواند مصطفی / جای نشست نیست نباید قرار کرد
دار القرار خانهٔ جاوید آدمی است / این جای رفتن است نشاید قرار کرد
چند آسمان که پادشهان روزگار / خرویش جهان بکوفت که خاکش غبار کرد
ظالم بمرد و قاعدهٔ زشت از او بماند / عادل برفت و نام نکو اختیار کرد
عیسی بعزلت از همه عالم کناره جست / قارون ز دین برآمد و دنیا قرار کرد
مجنونیش آرزوی دل را اندر کنار کرد / بازی رنگ بود که موسی شکار کرد
با اعتماد بر کرم مستعان کنیم / کان تکیه باد بود که بر مستعار کرد
بعد از خدای هر چه پرستند هیچ نیست / بی‌دولت آنکه بر همه هیچ اختیار کرد
وین گوی دولتست که بیرون نمی‌برد / الا کسی که در ازلش بختیار کرد
بیچاره آدمی چه تواند بسعی کرد / چون هر چه بود نیست قضا کردگار کرد
او پادشاه و بنده و نیک و بد آفرید / بدبخت و نیک‌بخت و گرامی و خوار کرد
سعدی بهر نفس که برآید در سحر / چون صبح در بسیط زمین آشکار کرد
هر بنده که خاتم دولت بنام اوست / در گوش دل نصیحت او گوشوار کرد

یا لا گرفت و خلعت والا امید داشت ‌‌ ‌ هر شاعری که مدح ملوک و دیار کرد

شاید که التفات کند خلعت مزید ‌ ‌ ‌ سعدی که شکر نعمت پروردگار کرد

در صفت ربیع

بامدادان که تفاوت نکند لیل و نهار ‌ ‌ ‌ خوش بود دامن صحرا و تماشای بهار

صوفی از صومعه گو خیمه بزن بر گلزار ‌ ‌ ‌ وقت آن نیست که در خانه نشینی بیکار

کوه و دریا و درختان همه در تسبیح اند ‌ ‌ ‌ نه همه مستمعی فهم کنند این اسرار

بلبلان وقت گل آمد که بنالند از شوق ‌ ‌ ‌ نه کم از بلبل مستی تو بنال ای هوشیار

آفرینش همه تنبیه خداوند دل است ‌ ‌ ‌ دل ندارد که ندارد بخداوند اقرار

این همه نقش عجب بر در و دیوار وجود ‌ ‌ ‌ هر که فکرت نکند نقش بود بر دیوار

خبرت هست که مرغان چمن می گویند ‌ ‌ ‌ کای خفته سر از بالش غفلت بردار

هر که امروز نبیند اثر قدرت او ‌ ‌ ‌ غالب آن است که فرداش نبیند دیدار

تا کی آخر چو بنفشه سر غفلت در پیش ‌ ‌ ‌ حیف باشد که تو در خوابی و نرگس بیدار

که تواند که دهد میوهٔ رنگین از چوب ‌ ‌ ‌ یا که داند که بر آرد گل صد برگ از خار

وقت آن است که داماد گل از حجلهٔ غیب ‌ ‌ ‌ بدر آید که درختان همه کردند نثار

آدمی زاده اگر در طرب آید نه عجب ‌ ‌ ‌ سرو در باغ برقص آمده و بید و چنار

باش تا غنچهٔ سیراب دهن باز کند ‌ ‌ ‌ بامدادان چو سر نافهٔ آهوی تتار

مژدگانی که گل از غنچه برون می آید ‌ ‌ ‌ صد هزار اقچه بریزند عروسان بهار

باد گیسوی عروسان چمن شانه کنند ‌ ‌ ‌ بوی نسرین و قرنفل برود در اقطار

ژاله بر لاله فرود آمده هنگام سحر
راست چون عارض گلبوی عرق کرده یار

باد بوی سمن آورد و گل و سنبل و بید
در دکان بچه رونق بگشاید عطار

خیری و خطمی و نیلوفر و بستان افروز
نقشهایی که درو خیره بماند ابصار

ارغوان ریخته بر درگه خضرای چمن
همچنان است که بر تخته دیبا دینار

این هنوز اول آذار جهان افروز است
باش تا خیمه زند دولت نیسان و ایار

شاخها دختر دوشیزه باغ اند هنوز
باش تا حامله گردند به الوان ثمار

عقل حیران شود از خوشه زرین عنب
فهم عاجز شود از حقه یاقوت انار

بندها بسته رطب از نخل فرود آویزند
نقشبندان قضا و قدر شیرین کار

تا نه تاریک شود سایه انبوه درخت
زیر هر برگ چراغی بنهند از گلنار

سیب را هر طرفی داده طبیعت رنگی
هم بدان گونه که گلگونه کند روی نگار

شکل امرود تو گویی که ز شیرینی و لطف
کوزه چند نبات است معلق بر بار

حشو انجیر چو حلوا گر صانع که بپخت
حب شفتالش کند در عسل [illegible]

آب در پای ترنج و به و بادام روان
همچو در زیر درختان بهشتی انهار

گو نظر باز کن و خلعت نارنج ببین
ای که باور نکنی فی الشجر الاخضر نار

پاک و بی عیب خدایی که به تقدیر عزیز
ماه و خورشید مسخر کند و لیل و نهار

پادشاهی نه به دستور کند یا گنجور
نقشبندی نه به شنگرف کند یا زنگار

چشمه از سنگ برون آرد و باران از میغ
انگبین از مگس نحل و در از دریابار

گر چه بسیار بگفتیم درین باب سخن
و اندکی بیش نگفتیم هنوز از بسیار

تا قیامت سخن اندر کرم و رحمت او
همه گویند و یکی گفته نیاید ز هزار

آں کہ باشد کہ نبندد کمر طاعت او | جاے آنست کہ کافر بکشاید زنار

نعمت بار خدایا ز عدد بیرونست | شکر انعام تو ہرگز نکند شکر گزار

ایں ہمہ پردہ کہ بر کردۂ ما میپوشی | گر بتقصیر بگیری نگذاری دیار

ناامید از در لطف تو کجا شاید رفت | تاب قہر تو نداریم خدایا زنہار

فعلہا ئیکہ از ما دیدی و نپسندیدی | بخداوندی خود پردہ بپوش اے ستار

سعدیا راست روان گوی سعادت بردند | راستی کن کہ بمنزل نرسد کج رفتار

حیفت از یں عمر گرانمایہ کہ در لہو برفت | یا رب از ہر چہ خطا رفت ہزار استغفار

درد پنہاں بتو گوییم کہ خداوند سمی | یا نگوییم کہ تو خود مطلعی بر اسرار

در مدح انکیانو

بس بگردید و بگردد روزگار | دل بدنیا در نہ بندد ہوشیار

اے کہ دستت میرسد کارے بکن | پیش ازاں کز تو نیاید ہیچ کار

اینکہ در شہنامہا آوردہ اند | رستم و اسکند و اسفندیار

تا بدانند ایں خداوندان ملک | کز بسے خلق ست دنیا یادگار

اینہمہ رفتند و ما اے شوخ چشم | ہیچ نگرفتیم از ایشاں اعتبار

ایکہ وقتے نطفہ بودی در شکم | وقت دیگر طفل بودی شیرخوار

مدتے بالا گرفتی تا بلوغ | سرو بالاے شدی سیمیں عذار

ہمچنیں تا مرد نام آور شدی | فارس میدان و مرد کارزار

انچہ دیدی برقرار خود نماند | انچہ بینی ہم نماند برقرار

دیروز دو این شکل و شخص نازنین — باد خواهد برد خاکش را غبار
گل نخواهد چید بیشک باغبان — در نچیند خود فرو ریزد ز بار
این همه هیبت چون می بگذرد — تخت و بخت و امر و نهی و گیر و دار
نام نیکو گر بماند زادمی — به کزو ماند سرای زرنگار
سال دیگر را که میداند حساب — تا کجا رفت آنکه با ما بود پار
خفتگان بیچاره در خاک لحد — خفته اندر کلّهٔ سر سوسمار
صورت زیبای ظاهر هیچ نیست — ای برادر سیرت زیبا بیار
هیچ میدانی خرد به یا روان — من بگویم گر بداری استوار
آدمی را عقل باید در بدن — ورنه جان در کالبد دارد حمار
پیش زان کز دست تو بیرون برد — گردش گیتی زمام اختیار
گنج شاهی در طلب رنج بر — خرمنی می بایدت تخمی بکار
چون خداوندت بزرگی داد و حکم — خرده از خردان مسکین در گذار
چون زبردستیت بخشید آسمان — زیردستان را همیشه نیک دار
عذر خواهان را خطاکاری ببخش — زینهاری را بجان ده زینهار
شکر نعمت را تو نیکو کن که حق — دوست دارد بندگان حق گذار
لطف او لطفیست بیرون از حساب — فضل او فضلیست افزون از شمار
گر بهر موی زبانی باشدت — شکر یک نعمت نگوئی از هزار
نام نیک رفتگان ضائع مکن — تا بماند نام نیکت برقرار
ملک بانان را نشاید روز و شب — گاهی اندر خمر و گاهی در خمار

کام مسکینان و درویشان برآر | تا همه کارت برآرد کردگار
با غریبان لطف بی اندازه کن | تا بماند نام نیکت در دیار
زور بازو داری و شمشیر تیز | گر جهان لشکر بگیرد غم مدار
از درون خستگان اندیشه کن | وز دعای مردم پرهیزگار
منجنیق آه مظلومان بصبح | سخت گیرد ظالمان را در حصار
با بدان بد باش و با نیکان نکو | جای گل گل باش و جای خار خار
دیو با مردم نیامیزد مترس | بل بترس از مردمان دیوسار
هر که دزدی با مردم بد پرورد | دیر زود از جان برآرندش دمار
با بدان چندانکه نیکوئی کنی | قتل مار افسون نباشد جز بکار
ای که داری چشم عقل و گوش هوش | پند من در گوش کن چون گوشوار
نشکند عهد من الا سنگدل | نشنود قول من الا بختیار
پادشاهان را ثنا گویند و مدح | من دعائی میکنم درویش وار
سعدیا چندانکه میدانی بگو | حق نباید گفتن الا آشکار
هر کرا خوف و طمع در کار نیست | از خطا باکش نباشد وز تتار
دولت نوئین اعظم شهریار | باد تا باشد بقای روزگار
خسرو عادل امیر نامور | انکیانو سرور عالی تبار
شعرها سعدی سایرست | کی توان گفت چون سعدی هزار
یارب اندر کار ما کن یک نظر | پیش ازان کز ما نیاید هیچ کار

در موعظت و نصیحت

ایها الناس جهان جای تن آسانی نیست — مرد دانا به جهان داشتن ارزانی نیست
خفتگان را چه خبر از زمزمهٔ مرغ سحر — حیوان را خبر از عالم انسانی نیست
داروی تربیت از پیر طریقت بستان — کادمی را بتر از علت نادانی نیست
روی اگر چند پریچهره و زیبا باشد — نتوان دید در آیینه که نورانی نیست
شب مردان خدا روز جهان افروز است — روشنان را به حقیقت شب ظلمانی نیست
پنجهٔ دیو به بازوی ریاضت بشکن — کاین به سرپنجگی ظاهر جسمانی نیست
طاعت آن نیست که بر خاک نهی پیشانی — صدق پیش آر که اخلاص به پیشانی نیست
حذر از پیروی نفس که در راه خدای — مردم افکن‌تر ازین غول بیابانی نیست
عالم و عابد و صوفی همه طفلان رهند — مرد اگر هست بجز عالم ربانی نیست
با تو ترسم نکند شاهد روحانی روی — کالتماس تو بجز لذت نفسانی نیست
خانه پرگندم و یک جو نفرستاده به گور — غم مرگت چو غم برگ زمستانی نیست
ببری مال مسلمان و چو مالت ببرند — بانگ و فریاد برآری که مسلمانی نیست
آخری نیست تمنای سر و سامان را — سر و سامان به ازین بی سر و سامانی نیست
هر کس از دزد بترسد که متاعی دارد — عارفان جمع بکردند و پریشانی نیست
هر که را خیمه به صحرای فراغت زده اند — گر جهان جمله بلرزد غم ویرانی نیست
یک نصیحت ز سر صدق جهانی ارزد — بشنو ار در سخنم فایده جانی نیست
حاصل عمر تلف کرده و ایام بلهو — بگذرانیده بجز حیف و پشیمانی نیست

سعدیا گرچه سخندان و مصالح گوئی — بعمل کار برآید بسخندانی نیست

تا بخرمن نرسد دست امیدی که تراست — چارهٔ کار بجز دیدهٔ بارانی نیست

گر گدائی کنی از درگه آنکس باری — که گدایانِ درش را سرِ سلطانی نیست

یارب از نیست بهست آمدهٔ صنع توایم — وانچه هست از نظر علم تو پنهانی نیست

گر برانی وگرم بندهٔ مخلص خوانی — روی نومیدیم از حضرت سبحانی نیست

ناامید از درِ لطفِ تو کجا شاید رفت — تو ببخشای که درگاهِ ترا ثانی نیست

در موعظت

دنیا نیرزد آنکه پریشان کند دلی — زنهار بد مکن که نکردست عاقلی

این پنج روز مهلتِ ایام آدمی — آزار مردمان نکند جز مغفلی

باری نظر بحال عزیزان رفته کن — تا مجمل وجود ببینی مفصّلی

آن پنجهٔ کمان کش و انگشت خطنویس — هر بند او فتاده بجائی و مفصّلی

درویش و پادشه نشنیدم که کرده اند — بیرون ازین دو لقمهٔ روزی تناولی

زان گنجهای نعمت و خروارهای مال — با خویشتن بگور نبردند خردلی

از مال و جاه و منصب دنیا و تخت و بخت — بهتر ز نام نیک نکردند حاصلی

بعد از هزار سال که نوشیروان گذشت — گویند ازو هنوز که بوده است عادلی

ای آنکه خانه بر رهِ سیلاب می کنی — بر خاک رود خانه نباشد معوّلی

دل در جهان مبند که با کس وفا نکرد — هرگز نبود دور زمان بی تبدلی

مرگ از تو دور نیست وگر هست فی المثل — هر روز باز میرودش پیش منزلی

بنیاد خاک بر سر آبست ازین سبب
دنیا مثال بحر عمیق است پر نہنگ
دانا چہ گفت گفت چو عزلت ضرورت است
یعنی خلاف راے خداوند حکمت است
آنکہ کہ سر ببالش گویم نہند باز
بعد از خداے ہر چہ تصور کنی بعقل
خواہی کہ رستگار شوی راستکار باش
تیر از کماں چو رفت نیاید بشست باز
باید کہ قہر و لطف بود بادشاہ را
وقتے بلطف گوی کہ سالار قوم را
وقتے بقہر گوی کہ صد کوزۂ نبات
مرد آدمی نباشد اگر دل نسوزدش
ہرگز بہ ہیچ روز حیات گذشتنی
نی کارواں برفت و تو خواہی مقیم ماند
گر من سخن درشت نگویم تو نشنوی
حق گوی را زباں ملامت بود دراز
تو راست باش تا دگراں راستی کنند
خاص از براے وسوسۂ دیو نفس را
تا ہر چہ گفتہ باشمت از تجربہ گفتہ‌ام

بیروں نباشد از خللے یا تزلزلے
آسودہ عارفاں کہ گرفتند ساحلے
من خود باعتبار نشینم بمعزلے
امروز خانہ کردن و فردا تحولے
از من چہ بالشی کہ بماند ز مخملے
تا چارش آخر است ہمیدوں کہ اولے
تا عیب جوے را نرسد بر تو مدخلے
پس واجب است در ہمہ کاری تاملے
ورنی میسرش نشود حل مشکلے
با گفتگوی خلق بباید تحملے
گہ گہ چناں بکار نیاید کہ حنظلے
بارے کہ بیند او خرے اوفتادہ در گلے
خرم کسے شود مگر از موت غافلے
ترتیب کردہ اند ترا تیز محملے
پیچیدہ از آئینہ تیرہ و تنگ صیقلے
حق نیست آنچہ گفتم اگر ہست گو بلے
دانی کہ بے شطارہ نرفت است جدولے
شاید کہ این سخن نپسندی بجاہلے
بعد از تو شرمسار نباشم بمحفلے

این نکته بین که جنس نظیرش نیست
زان گونه [illegible] در زمانه که داده است آسمان
شاهی [illegible] که [illegible] عقل و رای
[illegible] که ملک را ز عقل و طبع خویش
[illegible] پیر [illegible] پادشه [illegible] یار [illegible]
عمرت دراز باد که گویم هزار سال
نقش [illegible] و فرمان [illegible] باد
تا پایان [illegible] در آینه با مداد
[illegible] بوستان امید شکفته باد

مردم مخوان اگر [illegible] چو [illegible]
وا دوست مر ورا [illegible] حسن و [illegible]
امروز در زمانه ندارد [illegible]
کس [illegible] آفتاب نکرده است مشعلی
در عقل نیست آنکه ندارد [illegible]
زیرا که اهل حق نپسندند باطلی
تا بر سرش ز عقل [illegible]
هرگه که سر بر آورد از بوستان گلی
سعدی دعای خیر تو گویان چو بلبلی



غزلیات

غزلیات۔ غزل کی جمع ہے۔ لغت میں غزل کے معنی ہیں عورتوں سے باتیں کرنی۔ اصطلاح میں وہ نظم جس میں عشق و محبت اور اس کے لوازم کا ذکر ہو۔ اگلوں کی غزلیں مسلسل ہوتی تھیں۔ جو مضمون مطلع سے شروع ہوتا تھا۔ مقطع تک چلا جاتا تھا۔ مگر متاخرین نے اس کا التزام چھوڑ دیا۔ ہر شعر کا مضمون جداگانہ لکھتے ہیں۔

غزلیات سعدی

شیخ کی غزلیات کے چار دیوان ہیں۔ شیخ سے پہلے انوری۔ خاقانی۔ ظہیر فاریابی وغیرہ نے بھی غزلیں کہی ہیں۔ مگر ان کی غزلوں میں یہ لذت نہیں ہے۔ جو شیخ کی غزلوں میں ہے۔ انھوں نے اپنی جادو بیانی سے اس میں ایک خاص لذت پیدا کر دی ہے۔ اس لئے ان کے دیوان کو اکثر تذکرہ نویسوں نے نمکدان شعرا لکھا ہے اور ان کو پیغمبر سخن۔

شعر

در شعر سہ کس پیمبرانند — ہرچند کہ لا نبی بعدی

ابیات و قصیدہ و غزل را — فردوسی و انوری و سعدی

شیخ کے غزلیات کی حسب ذیل خصوصیتیں ہیں

۱۔ اکثر غزل کی بحر اور زمین ایسی اختیار کرتے ہیں جو تغزل اور تغنی کے لئے بہت مناسب ہوتی ہے۔

۲۔ شیخ میں چونکہ طبعی عشق و محبت کا جذبہ موجود تھا۔ اس لئے وہ حسن و عشق۔ وصل و فراق۔ یاس و امید۔ صبر و مجبوری۔ وعدہ و انتظار اور دیگر لوازم عشق کی جو کیفیتیں بیان کرتے ہیں۔ ان میں بالکل تصنع نہیں پایا جاتا۔ اور سب ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ جو اس حالت میں ہر شخص پر گذرتی ہیں۔ اسی واسطے عشاق کے دل پر ان کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔

۳۔ اکثر وہ ایسے شعر کہتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص موقع ہے۔ اور وہاں جو حالت انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے یا جو کیفیت اُن کے دل پر گذری ہے اس کو بیان کر رہے ہیں۔

۴۔ وہ اکثر حالات اور واردات کو جو اُن کے دل پر گذرتی ہیں۔ تمثیلات میں بیان کر کے کلام کو نہایت بلیغ اور بلند کر دیتے ہیں۔

۵۔ شیخ کی غزل میں باوجود کمال سادگی اور صفائی کے اکثر نزاکت اور شوخی پائی جاتی ہے۔ جس سے قدما کی غزل معرا ہے۔

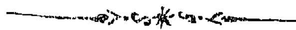
۶۔ سب سے بڑی بات جو شیخ اور قدما کی غزلوں میں مابہ الامتیاز

سے وہ یہ ہے کہ شیخ کی غزل کا مدار زیادہ تر تصوف اور درویشی عشق حقیقی کو مجازی کے پیرایہ میں ادا کرنا۔ اور شاہد مطلق کے صفات کو زلف و خال اور لب و دنداں وغیرہ سے تعبیر کرنا۔ کاملین اور عرفا و مشایخ پر رند اور بادہ خوار اور مےفروش اور پیر خرابات کے الفاظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور اُن کے حالات اور واردات کو شراب و نغمہ و دف و چنگ وغیرہ کے لباس میں ظاہر کرنا۔ سلوک و فقر کے مدارج و مقامات یعنی صبر و رضا۔ تسلیم و توکل و قناعت کو نئے نئے عنوان و اسلوب سے بیان کرنا۔ محتسب اور زاہد و فقیہ اور ایسے لوگوں پر جو مذہب کے رو سے محل ادب ہیں۔ طعن و تعریض کرنی اور غیر متشرع اور آزاد لوگ جو از روے مذہب قابل توہین و مذمت ہیں۔ اُن کی خوبی ظاہر کرنی۔ دنیا کی بےثباتی اور انقلاب کو طرح طرح سے جتانا۔ ناصحوں کی نصیحت سے نفرت اور رسوائی و بدنامی کی رغبت ظاہر کرنی عقل و دانش کی جا بجا توہین۔ اور عشق مجازی کو عشق حقیقی کا زینہ قرار دے کر اس کی تعریف کرنی۔ ساقی و مطرب کو بار بار پکارنا اور اُن سے شراب و نغمہ کا اس لئے طلبگار ہونا کہ دنیا کے تعلقات سے انقطاع میسر آئے۔ بادِ صبا اور نسیم سحری اور بوے گل کو اکثر مخاطب کرنا اور اُن کو قاصد اور پیغامبر ٹھہرا کر اپنی آرزوئیں اور مرادیں اور حسرتیں اُن سے بیان کرنی وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام عنوان

ہر شخص کو مرغوب ہوتے ہیں۔ اس لئے عشق حقیقی کی واردات اور کیفیات کو ان عنوانات کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔ تاکہ بیان زیادہ دل آویز ہو جائے۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں | گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

شیخ کے بعد اوّل امیر خسرو دہلوی اور میر حسن دہلوی نے اس خصوصیت میں شیخ کا تتبع کیا ہے۔ ان کے بعد خواجہ حافظ شیرازی نے بھی غزل کی بنیاد زیادہ تر انہیں خیالات پر رکھی ہے۔ مگر ان میں سے تصوف، دنیا کی بے ثباتی، اہل ظاہر پر خوردہ گیری وغیرہ بعض مضامین ایسے ہیں جن کو خواجہ حافظ نے ایسی رونق دی ہے کہ انہیں کا حصہ ہو گئے ہیں۔



انتخاب از غزلیات سعدی

ای که انکار کنی عالم درویشان را — تو چه دانی که چه سوداست و سر است ایشان را

گنج آزادگی و کنج قناعت ملکیست — که بشمشیر میسر نشود سلطان را

طلب منصب فانی نکند صاحب عقل — عاقل آنست که اندیشه کند پایان را

جمع کردند و نهادند و بحسرت رفتند — وین چه دارد که بحسرت بگذارد آن را

آن بدر می رود از باغ بدلتنگی و داغ — وین ببازوی فرح می شکند زندان را

دشتگاهیست که تشویش قیامت باشد — مرغ آبی است چه اندیشه کند طوفان را

جان بیگانه ستانند ملک الموت بزجر — نه چه حاجت نبود عاشق جانافشان را

چشم همت نه بدنیا که بعقبی نه بود — عارف عاشق شوریده سرگردان را

در ازل بود که پیمان محبت بستند — نشکند مرد اگرش سر برود پیمان را

عاشق سوخته بی سر و سامان بودم — گفتم ای یار مکن در سر کارت جان را

نفسی سر بدر آورد و نصیحت از سر داد — گفت بگذار من بی سر و بی سامان را

پند دلبند تو در گوش من آید هیهات — من که پرورده چشمم چه کنم دوران را

سعدیا عمر عزیز است بغفلت مگذار
وقت فرصت نشود فوت مگر نادان را

مشتاقی و صبوری از حد گذشت یارا — گر تو شکیب داری طاقت نماند ما را

باری بچشم احسان در حال من نظر کن — کز خوان پادشاهان راحت رسد گدا را
سلطان که خشم گیرد بر بندگان حضرت — حکمش رسد و لیکن حدی بود جفا را
من بی تو زندگانی خود را نمی پسندم — کاسایشی نباشد بی دوستان بقا را
چون تشنه جان سپردم آنگه چه سود دارد — آب از دو چشم دادن بر خاک من گیا را
حال نیاز مندی در وصف می نیاید — آنگه که باز گردی گوییم ماجرا را
بازآ و جان شیرین از من ستان بخدمت — دیگر چه برگ باشد درویش بینوا را
یارب تو آشنا را مهلت ده و سلامت — چندانکه باز بیند دیدار آشنا را

سعدی قلم بسختی رفتست و نیکبختی
پس هر چه پیشت آید گردن بنه قضا را

الغیاثم بسر کوی کسی افتادست — که دران کوی چو من کشته بسی افتادست
خبرها برسانید بمرغان چمن — که هم آواز شما در قفسی افتادست
به دلارام بگو ای نفس باد سحر — کار ما همچو سحر با نفسی افتادست
پای بندی تو تحمل چه کند گر نکند — انگبین است که در وی مگسی افتادست
همه کس عزم هوس باختن ما نکند — مگر آنکس که بدام هوسی افتادست

سعدیا حال پراگنده گوی آن داند
که همه عمر بچوگان کسی افتادست

آن را که جای نیست همه شهر جای اوست — درویش هر کجا که شب آمد سرای اوست
بی خانمان که هیچ ندارد بجز خدای — او را گدا مگوی که سلطان گدای اوست
مرد خدا بمشرق و مغرب غریب نیست — هر جا که میرود همه ملک خدای اوست

آں کز توانگری و بزرگی و خواجگی
بیگانہ شد ہر کہ رسد آشنائے اوست

کوتاہ ہمتاں ہمہ راحت طلب کنند
عارف بلا کہ راحت او در بلائے اوست

بگذار ہر چہ داری و بگذر کہ ہیچ نیست
ایں پیچ روز عمر کہ مرگ از قفائے اوست

ہر آدمی کہ کشتۂ شمشیر عشق گشت
گو غم مخور کہ ملک ابد خونبہائے اوست

از دست دوست ہر چہ ستانی شکر بود
سعدی رضائے خود مطلب تا رضائے اوست

نظر خدائے بیناں ز سر ہوا نباشد
سفر نیازمنداں ز سر خطا نباشد

ہمہ وقت عارفاں را نظر است و دیگراں را
نظرے معاف دارند و دوم روا نباشد

بہ نسیم صبح باید کہ بیمار زندہ گردد
کہ جماد و مردگاں را خبر از صبا نباشد

اگرت سعادتے ہست کہ زندہ دل بمیری
بحیاتے اوفتادی کہ دگر فنا نباشد

بکسے نگر کہ ظلمت بزداید از وجودت
نہ کسے نعوذ باللہ کہ درو صفا نباشد

تو خود از کدام شہری؟ کہ ز دوستاں نپرسی
مگر اندراں ولایت کہ توئی وفا نباشد

اگرم تو خوں بریزی بقیامت نگیرم
کہ میان دوستاں ایں ہمہ ماجرا نباشد

تو گماں مبر کہ سعدی ز خطا ملول گردد
کہ گرش بے جنایت بکشی جفا نباشد

شب عاشقان بیدل چہ شبے دراز باشد
تو بیا کز اول شب در صبح باز باشد

عجب است اگر توانم کہ سفر کنم ز کویت
بہ کجا رود کبوتر کہ اسیر باز باشد

ز محبتت نخواہم کہ نظر کنم بر ویت
کہ محبت صادق آنست کہ پاکباز باشد

بکرشمۂ عنایت نظرے بسوئے ماکن
کہ دعائے دردمنداں ز سر نیاز باشد

سخنم نیست طاقت که ز خویشتن بپوشم — بکدام دوست گویم که محل راز باشد

نه چنین قیاس کردم چو تو دوست می‌گرفتم — که ثنا و حمد گویم و جفا و ناز باشد

دگرش چو باز بینی غم دل مگوی سعدی — که شب وصال کوته و سخن دراز باشد

قدمی که برگرفتی بوفا و عهد یاران

اگر از بلا بترسی قدم مجاز باشد

یاران بود که صبر کند بر جفای یار — ترک رضای خویش کند در رضای یار

گر بر گلوی عاشق صادق نهند تیغ — باید خطای خویش نه بیند خطای یار

یار از برای نفس گرفتن طریق نیست — با نفس خویشتن بکشم از برای یار

یاران شنیده‌ام که بیابان گرفته‌اند — بی طاقت از ملامت خلق و خطای یار

من نیز اگر روم نگه آستان کوی دوست — من سر نمی‌نهم مگر آنجا که پای یار

گفتی هوای باغ در ایام گل خوش است — ما را بدر نمی‌رود از سر هوای یار

بستان بی مشاهده دیدن مجاهده است — ور صد درخت گل بنشانی بجای یار

ای باد اگر بگلشن روحانیان روی — یار عزیز را برسانی دعای یار

ما را ز درد عشق تو با کس حدیث نیست — هم پیش یار گفته شود ماجرای یار

هر کس میان جمع و سعدی بگوشه‌ای

بیگانه باشد از همه خلق آشنای یار

ساقیا باقی که ما دردی‌کش میخانه‌ایم — با خرابات آشناییم از خرد بیگانه‌ایم

خویشتن سوزیم و جان بر سر نهاده شمع وار — هر کجا در مجلسی شمعی است ما پروانه‌ایم

اهل دانش را در این گفتار با ما کار نیست — عاشقان را گر بیابان دار و گر دیوانه‌ایم

خلق می‌گویند جاه و فضل در فرزانگی است / گو مباش اینها که ما رندان نافرزانه‌ایم
از بیابان عدم دی آمده فردا شده / کمتر از عیشی نباشد یک شبی کاندرین کاشانه‌ایم

سعدیا گر بادهٔ صافیت باید باز گو
ساقیا در ده که ما دردی کش میخانه‌ایم

سالها در پی مقصود جهان گردیده‌ایم / دوست در خانه و ما گرد جهان گردیده‌ایم
خود سراپردهٔ قدرش ز مکان بیرون بود / آنکه ما در طلبش کون و مکان گردیده‌ایم
گفته بودیم بخلوت که دگر می نخوریم / ساقیا باده بده [illegible] آن گردیده‌ایم

سعدیا لشکر خوبان بشکار دل ما
گوییا نیست که ما صید فلان گردیده‌ایم

بگذار تا بگرییم چون ابر در بهاران / کز سنگ ناله خیزد روز وداع یاران
با ساربان بگویید احوال آب چشمم / تا بر شتر نبندد محمل بروز باران
هر کو شراب فرقت روزی چشیده باشد / داند که سخت باشد قطع امیدواران
بگذاشتند ما را در دیده آب حسرت / گریان چو در قیامت چشم گناهکاران
چندین که برشمردم از ماجرای عشقت / اندوه دل نگفتم الا یک از هزاران
ای صبح شب نشینان جانم بطاقت آمد / از بس که دیر ماندی چون شام روزه‌داران

سعدی بروزگاران مهری نشسته بر دل
بیرون نمی‌توان کرد الا بروزگاران

[illegible]
[illegible]

قبا بر قد سلطانان چنان زیبا نمی آید — که آن خلقان گرد آلود بر بالای درویشان

بما و امسر فرود آرند درویشان معاذ الله — و گر خود جنة المأوای بود ماوای درویشان

گر از یک نیمه روی آرد سپاه مشرق و مغرب — و دیگر نیمه بس باشد تن تنهای درویشان

کسی آزار درویشان تواند جست لا والله — که گر خود زهر پیش آری بود حلوای درویشان

تو زر داری و سر داری و سیم و سود و سرمایه — کجا با این همه شغلت بود پروای درویشان

که حق جویند و حق دانند و حق بینند و حق خواهند — هر آن معنی که آید در دل دانای درویشان

دو عالم چیست تا در چشم ایشان قیمتی دارد — دوئی هرگز نباشد در دل یکتای درویشان

سرای و سیم و زر در باز و عقل و دین و دل سعدی
حریف این است اگر داری سر سودای درویشان

بنده ام گر بلطف می خوانی — چاکرم گر بقهر می رانی

کس نشاید که بر تو بگزینم — که تو صورت بکس نمی دانی

نه دهیمت بهر چه در عالم — ور تو ما را به هیچ بستانی

گفتم این درد عشق پنهان را — به تو گویم که هم تو درمانی

باز گفتم چه حاجت است بقول — که تو خود در دلی و می دانی

نفس را عقل تربیت می کرد — که طبیعت عنان بگردانی

عشق دانی چه گفت تقوی را — پنجه با ما مکن که نتوانی

چه خبر دارد از حقیقت عشق — پای بند هوای نفسانی

خود پرستان نظر به شخص کنند — پاک بینان بصنع یزدانی

شب قدری بود که دست دهد — عارفان را سماع روحانی

رقص وقتی مسلم است ترا — که آستین بر دو عالم افشانی
قصهٔ عشق را نهایت نیست — صبر پیدا و درد پنهانی

سعدیا دیگر این حدیث مگوی
تا نگویند قصه می‌خوانی

تو خود بصحبت امثال ما نپردازی — نظر بحال پریشان ما نیندازی
وصال ما و شما دیر متفق گردد — که من اسیر نیازم تو صاحب نازی
کجا به صید ملخ همتت فرود آید — بدین صفت که تو باز بلند پروازی
براستی که نه همبازی تو بودم من — تو شوخ دیده مگس بین که می‌کند بازی
ز دست ترک ختائی کسی جفا چندین — نمی‌برد که من از دست ترک شیرازی
وگر هلاک منت درخورست باکی نیست — قتیل عشق شهید است و قاتلش غازی
کدام سنگدل است آنکه عیب من گوید — گر آفتاب ببینی چو موم بگدازی
میسرت نشود عاشقی و مستوری — که عاقبت بکند رنگ و روی غمازی
چه جرم رفت که با ما سخن نمی‌گوئی — چه دشمنی تو که با دوستان نمی‌سازی
من از فراق تو بیچاره سیل می‌بارم — مثال ابر بهاری تو خیل می‌سازی
هنوز با همه بدعهدیت دعا گویم — که گر بقهر برانی به لطف بنوازی

تو هیچو صاحب دیوان مکن که سعدی را
بیک ره از نظر خویشتن بیندازی

یارب از ما چه فلاح آید گر تو نپذیری — بخداوندی و لطفت که نظر باز نگیری
درد پنهان بتو گویم که خداوند کریمی — یا نگویم که تو خود واقف اسرار ضمیری

گر برانی گنهان قبیح از در خویشم — همه بدرگاه تو آییم که لطیفی و خبیری
در نومیدی از این در برود بنده کجا جوید — دیگرش جای نماند که تو بی‌شبه و نظیری
دست در دامن عفوت زنم و باک ندارم — که کریمی و رحیمی و حکیمی و قدیری
خالق خلق و نگارنده ایوان رفیعی — فالق صبح و بر آرنده خورشید منیری
حاجت موری و اندیشه هر کس تو بدانی — بر تو پوشیده نماند که سمیعی و بصیری
نه همه خلق به تعظیم بدر آیند کسی را — نه تفاوت کند آن را که تو مولا و نصیری
همه را ملک مجاز است بزرگی و امیری — تو خداوند جهانی که نه فرعی و نه میری

سعدیا ملک الملک غنی هم تو فقیری
چاره درویشی و عجز است گدائی و فقیری

تو از هر در که باز آیی بدین خوبی و زیبایی — دری باشد که از رحمت بروی خلق بگشایی
ملامت گوی بی‌حاصل ترنج از دست نشناسد — در آن معرض که چون یوسف جمال از پرده بنمایی
چو بلبل روی گل بیند زبانش در حدیث آید — مرا در رویت از حیرت فرو بسته است گویایی
تو صاحب منصبی جانا ز حال درویشان نیندیشی — تو خواب آلوده بر چشم بیداران نبخشایی
کنار از تشنگی مردم که دریا تا کمر باشد — چه پایابم برفت از دست دانستم که دریایی
تو خواهی آستین افشان و خواهی روی در هم کش — مگس جایی نخواهد رفت از دکان حلوایی

قیامت می‌کنی سعدی بدین شیرین سخن گفتن
مسلم نیست طوطی را به پیشت نطق شکر خایی

سرو سیمینا بصحرا می‌روی — نیک بدعهدی که بی ما می‌روی
گر تماشا می‌کنی در خود نگر — که به چشم شهر زین تماشا می‌روی

می نوازی بنده را یا می کشی ... می نشینی یک نفس یا می روی
ما خود اندر قید فرمان توایم ... تو کجا دیگر به یغما می روی
جان نخواهد بردن از تو هیچ دل ... شهر بگرفتی به صحرا می روی
گر قدم بر چشم من خواهی نهاد ... دیده بر ره می نهم تا می روی

دیده سعدی و دل همراه تست
تا نپنداری که تنها می روی

اگرم حیات بخشی و گرم هلاک خواهی ... سر بندگی بحکمت بنهم که پادشاهی
من اگر هزار خدمت بکنم گناهکارم ... تو اگر هزار چون من بکشی که بے گناهی
بکسے نمی توانم که شکایت از تو گویم ... همه جانب تو خواهند و تو آن کنی که خواهی
تو بآفتاب مانی بکمال حسن طلعت ... که نظر نمی تواند که ببیندت کماهی
من اگر چه چنانکه نهی است نظر بدوست کردن ... همه عمر توبه کردم که نگردم از مناهی
بخدای اگر بدردم بکشی که بر نگردم ... کسے از تو چون گریزد که توأش گریزگاهی
شبم ای نگار روشن که در انتظار رویت ... همه شب نخفته مسکین و نخفته مرغ و ماهی
دگر این شب دراز است بکشد در آرزویت ... نه عجب که زنده گردم به نسیم صبحگاهی
غم عشق اگر بکوشم که ز دوستان بپوشم ... سخنان سوزناکم بدهد بر و گواهی

خضری چو کلک سعدی همه روز در سیاحت
نه عجب گر آب حیوان بدر آمد از سیاهی

بسیار سفر باید تا پخته شود خامے ... صوفی نشود صافی تا در نکشد جامے
گر پیر مناجاتی ور رند خراباتی ... هر یک قلمے رفته است بروے بسرانجامے

فردا که خلائق را دیوان جزا باشد	هر کس عملی دارد ما گوش بر انعامی
ای بلبل اگر نالی من با تو هم آوازم	تو عشق گلی داری من عشق گل اندامی
ای درد دل ریش من مهرت چو روان در تن	آخر ز دعا گوئی یاد آر بدشنامی
باشد که تو خود روزی از ما خبری پرسی	ورنه که برد هیهات از ما به تو پیغامی

سعدی بلب دریا دردانه کجا یابی؟
در کام نهنگان رو گر می طلبی کامی

هر روز باد می برد از بوستان گلی	مجروح می کند دل مسکین بلبلی
رویست ماه پیکر و موئیست مشکبوی	هر لاله که می دمد از خاک و سنبلی
بالای خاک هیچ عمارت نکرده اند	کز وی بدیر و زود نباشد تحولی
مکروه طلعتست جهان فریبناک	هر بامداد کرده به شوخی تجملی
دی بوستان خرم و صحرای لاله زار	از بانگ مرغ در چمن افتاده غلغلی
وامروز خارهای مغیلان کشیده تیغ	گوئی که خود نبود درین بوستان گلی

دنیا پلیست رهگذر دار آخرت
اهل تمیز خانه نگیرند بر پلی



رباعیات

رباعی کو فارسی میں **ترانہ** اور **دوبیتی** کہتے ہیں۔ اس کا موجد رودکی ہے۔ رُباعی کے چار مصرع ہوتے ہیں۔ ہر مصرعہ کا قافیہ اور وزن یکساں ہوتا ہے لیکن اگر تیسرے مصرع میں قافیہ نہ ہو تو کوئی عیب نہیں ہے۔ رُباعی کا دوسرا شعر پہلے سے بہتر ہونا چاہئے۔

حالات ابوسعید

ابوسعید **فضل اللہ** ابن ابوالخیر سنہ ۳۵۶ھ میں موضع مہنہ میں سر خراسان میں ایک گاؤں ہے پیدا ہوئے۔ شیخ ابوالفضل اور شیخ ابوالعباس کی صحبت سے بہت بڑے عارف کامل ہو گئے۔ جذب کی حالت میں جب کوئی خیال آتا تو رُباعی میں اُس کو ظاہر فرماتے۔ حاضرین اُس کو اپنی بیاضوں میں لکھ لیتے۔ سنہ ۴۴۰ھ میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی تشریف لے گئے۔

انتخاب رباعیات

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

رباعی ۲

از بار گنہ شد تن مسکینم پست — یارب چہ شود اگر مرا گیری دست

گر در عملم آنچه ترا شاید نیست　　اندر کرمت آنچه مرا باید هست

رباعی ۳

مردان خدا ز خاکدان دگر اند　　مرغان هوا ز آشیان دگر اند
منگر تو ازین چشم بدیشان کایشان　　فارغ ز دو کون و در مکان دگر اند

رباعی ۴

با علم اگر عمل برابر گردد　　کام دو جهان ترا میسر گردد
مغرور مشو بخود که خواندی ورقی　　زان روز حذر کن که ورق برگردد

رباعی ۵

در خانهٔ خود نشسته بودم دلریش　　وز بار گنه فگنده بودم سر پیش
آواز آمد که غم مخور ای درویش　　تو در خور خود کنی و ما در خور خویش

رباعی ۶

هرگز نبود شکست کس مقصودم　　آزرده نشد ز من و لی تا بودم
صد شکر که چشم عیب بینم کور است　　شادم که حسود نیستم محسودم

رباعی ۷

دارم ز خدا خواهش جنات نعیم　　زاهد به ثواب و من بامید عظیم
من دست تهی میروم او تحفه بدست　　تا زین دو کدام خوش کند طبع کریم

رباعی ۸

ای خالق ذوالجلال ای بار خدای　　تا چند روم در بدر و جای بجای
یا خانهٔ امید مرا در دربند　　یا قفل مهمات مرا در بگشای

حالات حکیم عمر خیام

ان کا نام غیاث الدین ابوالفتح عمر ہے۔ ان کے باپ ابراہیم خیمہ دوز تھے۔ اس لئے انھوں نے اپنا تخلص خیام رکھا۔ نیشاپور سے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ نیشاپور میں نظام الملک طوسی اور حسن صباح کے ساتھ تعلیم پائی۔ یہ فلسفہ میں بوعلی سینا کے ہمعصر تھے۔ مذہبی علوم اور فن ادب و تاریخ میں امام فن تھے۔ علوم نجوم کے بڑے ماہر تھے۔ عروضی سمرقندی ان کے شاگرد تھے۔ ۵۱۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

عمر خیام نے مختلف علوم پر کتابیں لکھی ہیں مگر صرف ان کی رباعیاں مشہور ہوئیں جن کو ان کے مرنے کے بعد معتقد لوگوں نے جمع کیا تھا۔ یورپ میں اس حکیم کی بہت قدر ہے۔ اس کی رباعیاں سادہ بھی ہیں اور رنگین بھی۔ اور مضامین شاعری کے ہر رنگ میں اس کی رباعیاں ہیں۔ مگر شراب کے مضامین زیادہ ہیں۔ آمرزش گناہ۔ توبہ و استغفار۔ تصوف و اخلاق۔ عشق و محبت وغیرہ کے مضامین کم

انتخاب رباعیات

اے دل ز زمانہ رسم احسان مطلب　　وز گردش دوراں سر و ساماں مطلب
درماں طلبی درد تو افزوں گردد　　با درد بساز و ہیچ درماں مطلب

رباعی ۲

ہرکو ورقے ز عقل در دل بنگاشت　　یک لحظہ ز عمر خویش ضائع نگذاشت

یا در طلب رضاے یزدان کوشید — یا راحت خود گوید ساغر برداشت

رباعی ۳

چندین غم مال و حسرت دنیا چیست — هرگز دیدی کسے جاوید بزیست
این یک نفسے که در تنت عاریت است — با عاریتی عاریتی باید زیست

رباعی ۴

سر از همه ناکسان نهان باید داشت — راز از همه ابلهان نهان باید داشت
بنگر که بجان مردمان می چه کنی — چشم از همه مردمان نهان باید داشت

رباعی ۵

آن به که درین زمانه کم گیری دوست — با اهل زمانه صحبت از دور نکوست
آنکس که ترا بجملگی تکیه بروست — چون چشم خرد باز کنی دشمنت اوست

رباعی ۶

با دشمن و دوست فعل نیکو نیکو است — بد کے کند آنکس که نکیش عادت اوست
با دوست چو بد کنی شود دشمن تو — با دشمن اگر نیک کنی گردد دوست

رباعی ۷

پندے ز درست اگر بمن داری گوش — از بهر خدا جامهٔ تزویر مپوش
عقبیٰ همه روز است و دنیا یکدم — وز بهر دمے ملک ابد را مفروش

رباعی ۸

از بے ادبی کسے بجائے نرسید — در نیست ادب بهر گدائے نرسید
سر رشتهٔ ملک پادشاهی ادب است — تا بے است که جز بپادشاهی نرسید

حالات سرمد

سرمد نہایت مشہور عارف اور صوفی تھے۔ ان کا نام سعید تھا۔ پہلے نصرانی خاندان ارامنہ سے تھے۔ دین اسلام کے جانب ان کو بے حد رغبت پیدا ہوئی۔ مسلمان ہوگئے۔ ریاضت کرتے کرتے دائرہ عرفان میں آئے جہاں جاتے کثرت سے لوگ ان کے پیرو ہوجاتے۔ ان کا تمام کلام معرفت اور تصوف میں ہے۔ عالمگیر کے زمانہ میں یہ ہندوستان آئے۔ دہلی پہنچے تو شاہزادہ داراشکوہ کو ان سے بڑی عقیدت ہوگئی۔ یہ بات عالمگیر کو ناگوار معلوم ہوئی۔ علما سے فتوی لیکر ۱۰۶۹ھ میں ان کو قتل کرادیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت میر غضب آپ پر تلوار لیکر سامنے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھپر قربان جاؤں جس صورت سے آئے میں تجھکو اچھا ہی جانتا ہوں یہ کہکر ہنسے اور یہ شعر پڑھا۔ شعر

شورے شد از خواب عدم چشم کشودیم — دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

انتخاب رباعیات

یارب تو عطا کن ز قناعت گنجم — عمریست کہ در حرص و ہوا در رنجم
دیں را تو حوالہ کرد بدنیا سودا — ہر لحظہ درین سود و زیانہا می سنجم

رباعی ۲

سرمد تو ز ہیچ شاخ باری مطلب — از شاخ برہنہ سایہ داری مطلب

عزت ز قناعت است و خواری ز طمع　　با عزت خویش باش و خواری مطلب

رباعی ۴۳

دنیا که [illegible] طلب کنی زر خس است　　[illegible]
[illegible] است [illegible]　　[illegible] است [illegible]

رباعی ۴۴

این نفس ستمگار ز شیطان است　　[illegible] خیال [illegible] پنهان است
ابلیس خودی چرا به ابلیس دهی　　[illegible] است

رباعی ۴۵

این شهر و دیار و صحرا همه هیچ　　[illegible] دنیا همه هیچ
خود را [illegible]　　[illegible] دنیا همه هیچ

رباعی ۴۶

هر کس که تو را [illegible] جهان باقی داد　　[illegible] پیشانی داد
پوشاند لباس هر که را عیب بدید　　[illegible] لباس عریانی داد

رباعی ۴۷

[illegible] احتیاط می باید کرد　　[illegible] می باید کرد
[illegible] می باید داد　　[illegible] می باید کرد

رباعی ۴۸

چون [illegible] آتش [illegible]　　[illegible]
از [illegible]　　[illegible]